www.naqshbandiaowaisiah.com

ماھنامہ

المرشد

اللہ
رسول
محمد

اکتوبر
2004ء

قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہوگیا۔

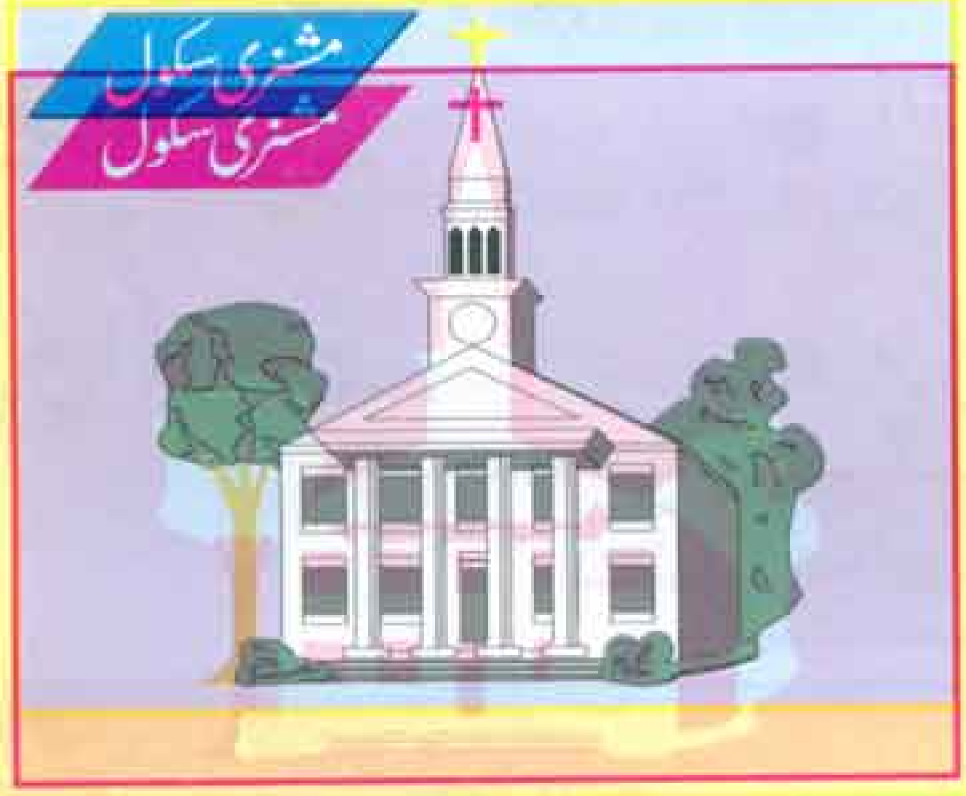

مختلف تعلیمی اداروں کے متضاد سلیبس، ہمیں کہاں لے جا رہے ہیں؟

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ المُرشد چکوال

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

اکتوبر 2004ء شعبان/رمضان ۱۴۲۵ھ

جلد نمبر 26 ✻ شمارہ نمبر 3

مدیر

چودھری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر : ضمیر حیدر

سرکولیشن مینجر : رانا جاوید احمد

کمپیوٹر ڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شارہ 25 روپے

LRL # 41

اس شمارے میں

1- (اداریہ)	محمد اسلم	3
2- اللہ کے لئے کام کرنا ہو تو اپنی خواہشات کو فتح کرنا پڑتا ہے۔	امیر محمد اکرم اعوان	4
3- ولی اللہ یا ولی الشیطان	امیر محمد اکرم اعوان	12
4- ذکرواذکار اور مجاہدات کا حاصل کیا ہے؟	امیر محمد اکرم اعوان	18
5- بعثت محمد رسول اللہ ﷺ کا دھماکہ	امیر محمد اکرم اعوان	23
6- عشق و محبت نہیں جنوں مقصود ہے۔	امیر محمد اکرم اعوان	32
7- کلام شیخ	سیماب اویسی	41
8- مسلمانی کیا ہے؟___ مسلمان کون ہے؟	امیر محمد اکرم اعوان	42
9- دل ایمان سے زندہ ہوتا ہے	امیر محمد اکرم اعوان	48
10- کیا ہم آزاد ہیں......؟	ضمیر حیدر	56

بدل اشتراک	سالانہ
پاکستان	250 روپے
بھارت / سری لنکا / بنگلہ دیش	
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ ۔ یورپ	35 سٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فار ایسٹ اور کینیڈا	60 امریکن ڈالر

ناشر۔ پروفیسر عبدالرزاق

انتخاب جدید پریس ۔ لاہور 042-6314365

رابطہ آفس = ماہنامہ المرشد اے ۔ ٹی ۔ ایم ۔ بلڈنگ پل کوریاں، سمندری روڈ، فیصل آباد ۔ فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org.pk

E.Mail : info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المرشد اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور ۔ فون 042-5182727

طلب کی دولت

''اللہ کی ذات کی طلب کا پیدا ہو جانا اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہونا محض اس سے بات کرنے کے لئے محض اس کا جمال دیکھنے کے لئے محض اس کی ذات کو پانے کیلئے، ترک معاصی کرنا اور اس کی ذات کی رضا کے لئے، اس کے قرب کے لئے، حسن عمل اختیار کرنا، اس کی تلاش اس کی جستجو میں سفر کرنا، اس سوچ میں سو جانا، کہ اسے کیسے پا سکتا ہوں اور یہ سوچتے ہوئے اٹھ بیٹھنا تو یہ بھی تو ایک مقام ہے اگر تمام عمر اس میں بیت جائے تو بھی بڑی کامیابی ہے۔ یہ طلب و جستجو اس کا کوئی لمحہ پوری زندگی میں پورے سال میں، پورے کورس میں پورے دورانیہ میں پورے ہفتے میں یا کسی نماز کے کسی سجدے کسی ذکر میں ایک لمحہ بھی نصیب ہو جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ سینکڑوں بار زندگی نصیب ہونے سے یہ ایک لمحہ قیمتی ہے اور یہ بہت بڑی قیمتی چیز ہے اگر اس میں رائی برابر بھی کوئی درد کی چھوٹی سی ٹھیس آپ کے دل کو صیقل کر کے تو یہ اللہ کی بہت بڑی عطا ہے۔''

ماخوذ از تعلیمات و برکات نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

تعاون
احمد دین
ٹیکسٹائل ملز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
مینوفیکچررز آف PC یارن
ہیڈ آفس
برائے رابطہ:- پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد
667571
667572

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

مختلف تعلیمی اداروں کے متضاد سلیبس ہمیں کہاں لے جا رہے ہیں؟

ملک میں فروغ تعلیم کیلئے حکومت اور پرائیویٹ سیکٹر جو کوششیں کر رہا ہے بلاشبہ اس سے ملک میں تعلیم عام ہو رہی ہے اور خواندگی کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ہمارے ہاں رائج طبقاتی نظام تعلیم کے باعث معاشرہ انتشار کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔ نسل در نسل منتقل ہونے والے اس انتشار سے افراد کے درمیان وہ باہمی ربط پیدا نہیں ہو رہا جس کی بدولت ہم ایک مثالی قوم بن سکیں۔ سرکاری، غیر سرکاری اور مشنری تعلیمی اداروں میں سکول کی سطح سے لے کر یونیورسٹی تک ہر جگہ مختلف نصاب پڑھایا جا رہا ہے، اسی طرح ہر سطح پر طالب علموں کی ذہنی تربیت کا معیار بھی مختلف ہے۔

ملک میں چلنے والے تمام تعلیمی اداروں کی کارکردگی پر نظر دوڑائیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ موجودہ دور میں سرکاری سکولوں سے فارغ التحصیل طلبہ کی اکثریت ایسی ہوتی ہے جو کسی ادارے میں کلرک یا اسی طرح کے عہدے پر بھرتی کو ترجیح دیتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں ان کی ذہنی تربیت اور سوچ کا معیار ہی ایسا بنا دیا جاتا ہے کہ وہ اس حد سے اوپر جانے کا تصور بھی نہیں کرتے۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سرکاری سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی اکثریت غریب اور متوسط گھرانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے برعکس غیر سرکاری اور مہنگے تعلیمی اداروں میں طلبہ کو جو نصاب پڑھایا جاتا ہے وہ سرکاری سکولوں کے نصاب سے یکسر مختلف ہوتا ہے اور وہاں ان کی تربیت ایسے ماحول میں ہوتی ہے جس سے ان کی صلاحیتیں ابھر کر سامنے آتی ہیں۔ ان اداروں میں طلبہ کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ وہ معاشرے کے اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہیں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو کر غریب اور متوسط طبقے پر حکمرانی کرنا ہے۔

تعلیم کے میدان میں ایک نام مشنری اداروں کا آتا ہے ان میں سے اکثریت ایسے تعلیمی اداروں کی ہے جو کسی نہ کسی این جی او کی زیر نگرانی چل رہے ہیں اور بیشتر این جی اوز کو دوسرے ممالک اور غیر مسلم فنڈنگ ایجنسیوں کا تعاون حاصل ہوتا ہے۔ ایسے تعلیمی ادارے تعلیمی سلیبس اپنی نظریاتی ضروریات کے مطابق تیار کرتے ہیں اور ان اداروں میں طلبہ کی جو تربیت ہوتی ہے اس سے ہماری تہذیب و ثقافت پر بھی منفی اثرات پڑتے ہیں۔ اسلامی روایات کو فرسودہ قرار دینے والے مغربی تہذیب کے دلدادہ افراد کی ذہنی تربیت میں ایسے تعلیمی اداروں کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔

ہمارے دینی مدارس بھی نسل نو کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ دینی مدارس میں طلبہ کو قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے۔ دینی مدارس کے نصاب میں دینی علوم سے آگاہی کا تمام مواد تو شامل ہے لیکن ان اداروں سے تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے ساتھ ایک المیہ یہ ہے کہ جب وہ عملی زندگی میں آتے ہیں تو دنیاوی تعلیم نہ ہونے کے باعث جدید دور کے معاملات سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔ نتیجتاً سائنس اور میکنالوجی کے اس دور میں وہ خود کو ادھورا محسوس کرتے ہیں۔

ملک میں رائج غیر متوازی نظام تعلیم اور نصاب میں واضح فرق کی وجہ سے ہم نہ صرف معاشرتی طور پر دوسری اقوام سے بہت پیچھے ہیں بلکہ اقتصادی طور پر بھی زوال پذیر ہیں۔ ہمیں معاشرتی اور معاشی طور پر دوسری اقوام کے مقابل آنے کے لئے جہاں دوسرے شعبوں میں اصلاحات کی ضرورت ہے وہاں تعلیمی میدان میں بھی انقلابی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ معاشرتی انتشار ختم کرنے اور ایک مثالی قوم بننے کے لئے ہمیں ایسا نظام تعلیم اور یکساں نصاب وضع کرنا ہوگا جس سے تمام دینی اور دنیاوی معاملات کا احاطہ ہو سکے اور ہر قسم کے تعلیمی اداروں سے ایسے عالم، سائنس دان، انجینئر، ڈاکٹر اور محقق پیدا ہوں جو معاشرتی تضاد کے بغیر ملک و قوم کی ترقی میں اپنا کردار ادا کریں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اللہ کے لئے کام کرنا ہو تو اپنی ضروریات و خواہشات کو فتح کرنا پڑتا ہے

قرآن کریم نے یہ اصول دیا ہے کہ اگر عبادات کرتے ہو بہت اچھی بات ہے' اخلاقیات پہ عمل کرتے ہو تو بہت اچھی بات ہے' بزرگوں کا احترام کرتے ہو بہت اچھی بات ہے' بچوں سے شفقت سے پیش آتے ہو بہت اچھی بات ہے' حلال روزی کماتے ہو بڑی اچھی بات ہے' جائز امور پہ خرچ کرتے ہو بہت اچھی بات ہے' لیکن ایک بات خراب بھی ہے اس کے ساتھ اپنی پارسائی کا زعم مت لے جانا' یہ سارے کام کر کے خود کو فرشتہ نہ مان لینا کہ تم آخر مشت غبار ہی ہو تم انسان ہی ہو پھر بھی اپنی کمزوریوں کوتاہیوں کی طرف نگاہ رکھنا اس لئے کہ وہ گناہوں کو بخشنے والا ہے اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرو گے تو وہ غلطیاں بخش دے گا اور جو محنت کرو گے اُس کی کئی گنا زیادہ مزدوری دے گا

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
سالانہ اجتماع دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 2-7-04

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربکم اعلم بما فی نفوسکمo ان تکونوا صٰلحین فانہ' کان للاوابین غفوراًo (بنی اسرائیل ۲۵)

پندرہویں پارے میں سورۃ بنی اسرائیل میں معاملات' آداب' اخلاقیات' بڑوں کی عزت' چھوٹوں سے پیار' لین دین میں کھرا پن اور حقوق العباد کی بات کرتے ہوئے رب جلیل نے یہ خوبصورت آیت کریمہ عطا فرمائی اس کا سادہ سا آسان سا ترجمہ یہ ہے۔

رُبُکم اعلمُ بما فی نفوسکم o تمہارے اندر کیا ہے یہ بات تمہارا پروردگار جانتا ہے تم سے کتنی خطائیں ہوئیں یا تم نے کتنی عبادت کی تم کتنے نیک ہو یا تم کتنے پارسا ہو تم میں کتنا خلوص ہے یا کتنا دکھاوا ہے' ما فی نفوسکم ۔ جو کچھ بھی تمہارے اندر ہے وہ تمہارا رب ہے اُس نے تمہیں پیدا کیا بنایا تمام اوصاف عطا کئے وہ تمہارے ایک ایک لمحے کی سوچ و فکر سے بھی واقف ہے وہ جانتا ہے اور اگر واقعی تم کھرے ہوئے۔ ان تکونو صٰلحین o اگر تم واقعی صالحین میں سے ہوئے کھرے ہوئے بندے اللہ کے تو بتقاضائے بشری تم سے بھی خطا ممکن ہے تم سے گناہ بھی سرزد ہو سکتا ہے لیکن وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے اگر تم کھرے ہوئے اور بتقاضائے بشری خطا ہو گئی تو فوراً رجوع کرو گے توبہ کرو گے اللہ سے معافی چاہو گے آئندہ کے لئے اُسے نہ دہرانے کا عزم کرو گے تو نیکی قبول کرنا تو بجائے خود رہا وہ خطا بھی معاف کر دیتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تم کھرے بنو تو سہی۔

> میں نہیں سمجھتا کہ اس دور میں جس میں ہم جی رہے ہیں اس دور میں میں نہیں سمجھتا کہ آسانی سے صرف لطیفہ قلب بھی کوئی کرا دے یہ اتنا آسان کام نہیں ہے۔

تو دیکھیں عجیب بات ہے معاملات و اخلاقیات کی بات ہو رہی ہے والدین کے ساتھ سلوک دوسرے لوگوں کے ساتھ سلوک کی بات ہو رہی ہے تو اُس میں اس نصیحت کو کیسے رکھ دیا گیا؟ بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص مامور کر دیا جاتا ہے کسی کام پر اُسے ایک خاص خدمت عطا کر دی جاتی ہے کہ یہ کام آپ کرو تو اُس میں ایک یہ بات آنے لگ جاتی ہے کہ یہ دوسرے نہیں کر سکتے اس لئے میں کر رہا ہوں' میں دوسروں سے زیادہ پارسا ہوں، میں دوسروں کی نسبت زیادہ اہلیت رکھتا ہوں' دوسروں سے میں بڑا ہوں' بزرگ ہوں اس لئے دوسرے نہیں کر سکتے اور مجھے کہا گیا ہے کہ تم کرو۔

آپ نے تجربہ کر کے بھی دیکھا سلسلے کا یا دین کا کام جن لوگوں کے ذمے لگایا جاتا ہے تو کتنی کتنی خامیاں کتنی کتنی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں حالانکہ پہلے وہی بھلا چنگا بندہ ہوتا ہے ایک عجیب بات ہے ایک آدمی خود اللہ اللہ کر رہا ہے وہ ٹھیک ہے اور دس بندوں کو ساتھ اللہ اللہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرانے لگ گیا تو اُس کو تو گیارہ گناہ اور ٹھیک ہو جانا چاہئے تھا تو بجائے ٹھیک ہونے کے بگڑ کیوں جاتا ہے؟ اُس بگاڑ کا سبب اس آیت کریمہ نے بتلایا ہے کہ بندے میں یہ بات آجاتی ہے کہ میں ان دوسروں کی نسبت زیادہ پارسا ہوں زیادہ صالح ہوں زیادہ بزرگ ہوں تو نہیں تو میں صاف کر رہا ہوں' میری ذمہ داری ہے کہ ان کے دل کو میں روشن کر رہا ہوں' میں تو بڑا روشن ضمیر ہوں وہ فرماتا ہے نہیں ربکم اعلمُ بما فی نفوسکم ہ جو کچھ تم ہو تمہیں اللہ خوب جانتا ہے یہ اُس کا کرم ہے کہ وہ ستار العیوب ہے وہ تمہارے ماتھے پہ اشتہار نہیں لگاتا تمہاری خطائیں تمہارے سینے پہ لکھ نہیں دیتا وہ کسی کو بتاتا نہیں ہے کہ تم سے کیا کیا خطائیں ہوئیں' وہ معاملہ آپ اپنے اور بندے کے درمیان رکھتا ہے۔ ہماری تو کام کرنے کی حیثیت ہی نہیں ہے اور ہم کام کر سکتے ہی نہیں' یہ بڑی عجیب بات ہے کہ چونکہ اُس نے اس چیز کو، اپنے نام کو، برکات نبوت ﷺ کو، کیفیات قلبی کو باقی رکھنا ہے تو کسی نہ کسی کو وہ یہ شرف دے دیتا ہے کہ وہ اس بات کو آگے چلاتا رہے ورنہ دنیا میں سب سے بہترین جگہ کا جب انتخاب کیا جاتا ہے علمائے حق فرماتے ہیں کہ روئے زمین کا مرکز بھی اور روئے زمین سے سب سے اعلیٰ اور افضل جگہ بھی وہ ہے جہاں بیت اللہ شریف کی عمارت ہے تجلیات ذاتی کا مہبط ہے اللہ کی ذاتی تجلیات ہر لحہ ہر آن اُس پر برستی ہیں لیکن اُس سے بھی عظیم تر مقام روئے زمین پر وہ ہے جہاں محمد رسول اللہ ﷺ استراحت فرما ہیں وہ زمین وجود اطہر ﷺ سے مس ہو رہی ہے وہ اس سے بھی افضل ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ لوگ پیدا مکہ مکرمہ میں ہوئے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ گئے آج اُن کی قبور صحرائے عرب سے نکلتے افغانستان کو عبور

> کسی کو قدر ہو اور اُسے ایک لطیفہ قلب کوئی نصیب کرا دے اور اُسے کہہ دے کہ باقی زندگی ایک ٹانگ پر کھڑے رہو اور یہیں کھڑے رہو تو اُس کا حق بنتا ہے کہ وہ کھڑا رہے اور زندگی بسر کر جائے

کرتے شمالی پہاڑی علاقوں کے بلند ترین دروں کو عبور کرتے چین میں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبریں ملتی ہیں۔ لوگ ترستے ہیں کہ ہمیں مکہ یا مدینہ منورہ میں یا مکہ مکرمہ میں جگہ ملے آپ ﷺ نے فرمایا من مات بمکتہ فقدمات فی السماء الدنیا ہ او کما قال رسول اللہ ﷺ۔ کہ مکہ مکرمہ میں جسے موت آگئی ایسے سمجھو کہ آسمان دنیا پر جا کر فوت ہوا۔ جنت البقیع کا مقام جو ہے جہاں ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہا اجمعین استراحت فرما ہیں' جہاں کثیر تعداد صحابہ کرام کی آرام فرما ہے' جہاں عظیم ائمہ آرام فرما ہیں' خلفائے راشدین میں سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنات رسول اللہ ﷺ ' ازواج مطہرات کیا کیا نورانی ہستیاں ہیں جو جنت البقیع میں ہیں تو جنت البقیع میں بندہ کیوں نہ دفن ہو؟ رہتا مدینہ منورہ میں ہے دفن افریقہ کے صحراؤں میں ہو جائے' رہتا مدینہ منورہ میں ہے دفن ہسپانیہ میں جا کر ہو' رہتا مدینہ منورہ میں ہے اور اُس کی قبر برصغیر میں ہو' یہ کیا بات ہے؟

حضرت ابوایوب انصاریؓ وہ شخص تھے کہ جہاں مدینہ منورہ ہے اس جگہ کو یثرب کہتے تھے اب بھی بعض نعت گو شاعر اس کو استعمال کرتے ہیں لیکن یثرب کا نام کوئی اچھا نہیں تھا' یثرب کا مفہوم یہ تھا کہ بیماری کا گڑھ ہے یا خرابی کی جگہ ہے' ایک خاص قسم کی جھاڑی ہوتی تھی اور اُس پہ کوئی ایک مچھر یا مکھی کی قسم اُس جھاڑی میں بستی تھی اور جو بھی رات ٹھہرتا اُسے بخار ہو جاتا' مکہ مکرمہ کی تاریخ میں موجود ہے کہ ایک بادشاہ نے مکہ مکرمہ پر حملہ کر دیا اور مکہ مکرمہ پر قبضہ کر لیا اور اہل مکہ کو قیدی بنا لیا اور حرم بیت اللہ کا طواف بند ہو گیا' تو کرنا اللہ کا یہ ہوا کہ اُس کی ناک اور منہ سے ایک بدبودار پانی شروع ہو گیا اور اتنی بدبو ہوتی تھی کہ نہ وہ خود برداشت کر سکتا تھا اور نہ کوئی دوسرا۔ جہاں بادشاہ سلامت ہوتے اُس میں کوئی انسان گھس نہیں سکتا تھا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اُس کے شاہی طبیبوں نے بڑے علاج کیے کچھ نہ ہوا تو اُس کے ساتھ جو علماء تھے انہوں نے بالآخر اُسے کہا کہ بھئی ہماری جو پہلی کتابوں کا علم ہمارے پاس ہے اُس میں بھی یہ پیش گوئی موجود ہے کہ یہ شہر بہت محترم ہے اور یہ جو مکان ہے یہ واقعی اللہ کا گھر ہے اور تجلیات باری کا مہبط ہے تو تم نے ان لوگوں کو قید کر کے اس عبادت خانے کو بند کر کے زیادتی کی ہے اگر تم ان لوگوں کو چھوڑ دو اور یہ عبادت جاری ہو جائے تو یہ مرض تمہیں چھوڑ دے گا چنانچہ اُس نے حکم دے دیا کہ ان لوگوں کو آزاد کر دیا جائے تو یہ عبادت میں بھی آزاد ہیں طواف پھر شروع ہو گیا بادشاہ صحت مند ہو گیا تو اُسے تجسس ہوا اُس نے کہا کہ یہ سارا کیا ہے؟ اس کے بارے اور تمہارے پاس کیا معلومات ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہاں سے آخری اور سب سے اعلیٰ جو نبی اور رسول ہے وہ اس شہر میں پیدا ہو گا یہاں سے ہجرت کرے گا اور ایک ویرانہ ہے جسے یثرب کہتے ہیں اور جو بیماریوں کا گڑھ ہے وہ اُس کا دارالہجرت ہو گا اُس کے نام سے وہ مشہور ہو گا اور وہ وہاں رہائش پذیر ہو گا وہیں ہمیشہ رہے گا یہ اُس رسول اللہ ﷺ کی عظمت کا اہتمام ہے اور وہ مخلوق کی ہدایت کا سامان کرے گا اور اللہ کی ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہو گا اور بے شمار مخلوق قیامت تک اُس کی برکات سے مستفید ہو گی۔ وہ اُس وقت آقائے نامدار ﷺ پر ایمان لے آیا' اُس نے یثرب کے علاقے سے وہ ساری جھاڑیاں صاف کرا کے وہاں اپنے اہل علم کو آباد کیا جو علماء ساتھ تھے انہیں' جو اُن کا سردار تھا اُسے اپنی طرف سے ایک خط لکھ دیا اُس کے بہت سے اشعار ہیں جن میں سے ایک شعر میرے حافظے میں رہ گیا ہے کہ

ولو مد عمری الی عمرہ الخمسۃ وزیرا لہٗ

اگر اللہ میری عمر اتنی لمبی کرے کہ میری

اسلام اُن لوگوں نے پھیلایا جنھوں نے اپنی ذاتی ضروریات فتح کر لیں' اُن پر غالب آگئے' اُن کو شرط نہیں رکھا

زندگی میں وہ مبعوث ہوں تو میں اُن کا خادم بن جاؤں اور جان نثار بن جاؤں' مجھے سلطنت سے اُن کی خدمت زیادہ پیاری ہے۔ اس نے چٹھی لکھی حضور اکرم ﷺ کے نام اُس عالم کو دی کہ تم یہیں بس جاؤ یہ بستی آباد کرو اور اپنے بعد اگر تمہاری زندگی میں وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث نہ ہو تو اپنی اولاد کو دے جانا اور انہیں نصیحت کر جانا کہ وہ اپنی اولاد کو دے دیں اُس میں صدیوں کا غالباً فاصلہ ہے۔ وہ دن بھی آ گیا جب مدینہ منورہ کی بچیوں نے یہ گیت گایا۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

اور نبی کریم ﷺ ناقہ پر سوار مہاجر بن کر رونق افروز ہوئے مدینہ منورہ میں اب بھلا کون تھا مسلمان جو مدینے کا جو چشم براہ نہیں تھا کہ حضور ﷺ میرے ہاں قدم رنجہ فرمائیے، حضور ﷺ میرے غریب خانے کو رونق بخشیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری ناقہ کو چھوڑ دیجئے یہ مامور ہے اسے اللہ نے حکم دے دیا ہے مامور وہ ہوتا ہے جسے امر دے دیا جائے' اسے اللہ نے سمجھا دیا ہے کہ اسے کہاں جانا ہے اور وہ ناقہ کی مہار اُس کی گردن پہ لپیٹ دی گئی وہ اپنی مرضی سے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر بیٹھ گئی۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ وہ بندے تھے جن کے پاس وہ خط نسل در نسل آ رہا تھا اور وہ خط انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو پیش فرمایا۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ اُس صحن میں دفن ہوتے جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کی ناقہ بیٹھی لیکن اُن کی قبر ہمیں قسطنطنیہ کی دیواروں کے ساتھ نظر آتی ہے۔ دل تو اُن کا بھی چاہتا ہو گا کہ جہاں آ کے ناقہ مبارک نے گھٹنے تہہ کیے میں وہاں دفن ہو جاؤں تو وہاں کیا لینے گئے؟ ایک صحرا کے دامن سے نکل کر اسلام روئے زمین پر کیسے پھیل گیا؟ محبتیں اپنی جگہ خواہشیں اپنی جگہ لیکن سب سے بڑی خواہش لوگوں کی یہ ہوتی تھیں کہ حضرت اکرم ﷺ کے احکام کی بجا آوری کی جائے یہ سب سے مقدم ہوتی تھی اللہ کے احکام کی بجا آوری کی جائے اس پر باقی ساری محبتیں نچھاور کی جاتی تھیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

قسطنطنیہ لشکر گیا وہ ساتھ ہو گئے وہاں موت نے آلیا تو وصیت کرتے ہیں کہ مجھے جس قدر شہر پناہ کے قریب لے جا سکو وہاں لے جا کر دفن کر دو اُس وقت یزید اُس لشکر کا سالار تھا انہوں نے جنازے کے بعد میت اٹھوائی اور شہر پناہ کے ساتھ دیوار کے ساتھ جا کر قبر کھدوانی شروع کر دی۔ عیسائی فوج شہر پناہ پر کھڑی تھی انہوں نے کہا کہ تم اپنے بزرگ کو کیوں یہاں دفن کرتے ہو ہم یہ قبر اٹھا کر پھینک دیں گے یزید نے پلٹ کر کہا تھا کہ اگر یہ قبر تم اکھیڑو گے تو اللہ کی قسم ریاست اسلامی میں تمہارا کوئی کلیسا باقی نہیں رہے گا خبردار اسے چھونا مت۔

عرض میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ دلی خواہش تو اُن کی یہ ہوگی کہ میری قبر وہاں بنے پیش گوئی محمد رسول اللہ ﷺ نے قسطنطنیہ کی فتح کی فرمائی تھی۔ فرمایا آقا کا حکم سر آنکھوں پر میں بھی اُس فوج میں جاؤں گا۔

میں نہیں سمجھتا کہ اس دور میں جس میں ہم جی رہے ہیں اس دور میں میں نہیں سمجھتا کہ آسانی سے صرف لطیفہ قلب بھی کوئی کرا دے یہ اتنا آسان کام نہیں ہے۔

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

وہ لوگ اب کہاں ملتے ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے سے قلب روشن ہو جائے وہ لوگ کہاں ملتے ہیں جن کے پاس بیٹھنے سے مزاج بدل جائے ایک لطیفہ قلب اُس کی تلاش میں کوئی نکل پڑے خلوص کے ساتھ۔ ہو سکتا ہے کہیں اُسے کوئی اللہ کا بندہ مل جائے لیکن ممکن یہ ہے کہ شاید وہ ساری دنیا پھر کے آ جائے کہیں کسی گوشے میں کوئی پڑا ہو تو اُسے کیا خبر ملے گا بھی کہ نہیں مل سکتا۔ چھ سو کروڑ میں اگر چھ سو بندے بھی ایسے ہوں تو کیا تلاش کرنا آسان ہے؟ تو جنہیں مراقبات نصیب ہو جائیں اور اس عہد میں فنا فی الرسول ﷺ نصیب ہو جائے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ احباب سے کہہ دیا جائے نا کہ فلاں جگہ پر بھی ضرورت ہے

> نصف صدی ہوگئی ہے شیخ المکرم کے ذکر الٰہی کے ساتھ لیکن حیران اس بات سے ہوں کہ کبھی کوئی ایسی گھڑی نہ ہو جب کہ یہ نصف صدی کا سفر ضائع ہو جائے

فلاں جگہ ذکر کرایا کرو تو وہ ساری پریشانیاں ساتھ رکھتے ہیں میرا گھر فلاں جگہ ہے میرا دفتر فلاں جگہ ہے فلاں سے میرا کرایہ اتنا لگتا ہے فلاں چھٹی میری اتنی ہوتی ہے اس لئے مجھے وہ نہیں مجھے وہ علاقہ دیا جائے۔

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

وہ لوگ کیا تھے اور ہم ہیں کیا! کسی کو قدر ہو اور اسے ایک لطیفہ قلب کوئی نصیب کرا دے اور اُسے کہہ دے کہ باقی زندگی ایک ٹانگ پر کھڑے رہو اور یہیں کھڑے رہو تو اُس کا حق بنتا ہے کہ وہ کھڑا رہے اور زندگی بسر کر جائے۔ ہماری سوچ اور فکر یہ ہے کہ کام تو جی کریں گے میں ذکر کرا دوں گا لیکن میرے گھر سے دور ہے۔ مجھے نزدیک کر دیں تو وہاں کسی اور کو لگا دیں، کیا کر دو گے تم؟ جن کی مجبوریاں اپنی ضروریات ہیں وہ کیا کر سکیں گے؟ وہ کیا کر لیں گے؟ مجبور و بے بس آدمی کچھ کر بھی سکتا ہے کیا؟ جو بندہ بنیادی طور پر خود کو مجبور سمجھتا ہو یہ تو آزاد لوگوں کا کام ہے۔ جس کی سوچ ہی مجبور ہو جس کی فکر ہی غلام ہو اور پھر بنیاد یہ ہے جرات یہ ہے اور جب چار دن گھر کے قریب ذکر کرا بیٹھتے ہیں پھر خود خواجہ خضر بن بیٹھتے ہیں اور پھر سمجھتے ہیں کہ روئے زمین پر میری مثال تو ہے ہی کوئی نہیں۔ اللہ پر نہیں چھوڑتے حالانکہ حساب تو اُس نے لینا ہے۔ میں تنقید کے لئے نہیں کہہ رہا میں تو تربیت کے لئے کہا کرتا ہوں، سکھانے کے لئے کہا کرتا ہوں میری ذمہ داری ہے اور ہم پر اللہ کریم کا یہ احسان ہے کہ زندگی بھر زندگی کے پچیس سال شیخ کی خدمت عالی میں بسر کئے اور پچیس سالوں میں کبھی یہ پوچھنے کی نوبت نہیں آئی کہ حضور آپ کہاں جا رہے ہیں! فرمایا چلو بھئی چلنا ہے چلو جی چلنا ہے یہ پوچھنے کی جرات نہیں ہوئی کہ یہاں کتنے دن رہنا ہے آج واپس چلیں گے جی آج واپس چلیں گے۔ الحمدللہ زندگی میں کسی مجبوری نے روکنے کی جرات نہیں کی۔ میں بھی سرکاری ملازم تھا اور انہوں نے مجھے معطل کر دیا میں نے کہا کوئی بات نہیں ادھر سے معطل نہیں ہونا چاہئے تم کر دو تو تمہارے ساتھ مقدمہ لڑ لوں گا دیکھ لیں گے کیا

ہوتا ہے کاروبار شروع کر دیا ملازمت چھوڑ دی۔ دوستوں نے کہا پنشن ملے گی یہ ہوگا میں نے کہا پنشن جو زندہ رہے گا اُسے ملے گی۔ میرے پاس تو گارنٹی نہیں ہے پنشن کھانے کے لئے زندہ رہوں گا میں بزنس کروں گا اللہ مجھے یہیں سے روزی دیتا رہے گا۔ مجھے ملازمت قید نہیں کرسکتی' مجھے جانا ہوتا ہے اور میں جاؤں گا آپ اپنی ملازمت پاس رکھیں۔ ملازمت میں گنتی کی تنخواہ ملتی تھی اُس کے بعد اللہ نے بے شمار دیا مگر یہ مزاج کی دل کی اور خلوص کی باتیں ہوتی ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ مجھ پہ اعتماد فرمایا کرتے تھے اُن کا یہ بہت کرم تھا مجھ پر۔ ایک دفعہ کچھ پیسوں کی ضرورت پڑ گئی مجھے خط لکھ دیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اچھا بھلا بزنس تھا میرا پیسے ہوتے تھے میرے پاس لیکن کاروبار میں یہ ہوتا ہے کہ آپ ایک دفعہ لکھ پتی ہیں اگلے دن آپ مقروض ہیں کہیں دو لاکھ پہ منت کرنی ہے تو جو پاس لاکھ ہے وہ بھی اور کہیں ایک لاکھ اُدھار لے کر کرنی ہے تو یہ تو کاروبار اسی طرح چلتا ہے حسن اتفاق یہ کہ جب میرے پاس خط آیا میرے پاس اُس وقت پیسے نہیں تھے بلکہ میں ضرورت میں تھا۔ اب بھئی کیا کیا جائے گا وہاں تو ضرورت ہے۔ یہی کرنل مطلوب مردان سے آیا ہوا تھا یہاں میں نے اپنا ڈرائیور اور اپنی گاڑی اس کے ساتھ لگائی میں نے کہا کہ پنڈی کسی شوروم پر جو وہ پیسے دیں **اس** کو بیچ دینا پیسے نقد ملنے چاہیں ڈرائیور سے میں نے کہا کہ یہ کرنل صاحب پیسے لیکر تجھے دیں گے گاڑی انہیں دے کر پیسے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ کو دے کر آجانا' دیکھیں گے گاڑی پھر آجائے گی۔ اب حضرت جی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں لکھا تھا کہ مجھے کتنی چاہیں پوچھنے کی جرات میں نے نہیں کی۔ میرے خیال میں اُس زمانے میں وہ

> **دو باتیں میری پلے میں باندھ لو اگر دین کا کام کرنا ہے تو اُس میں اپنی ضروریات اور خواھشات کو چھوڑ دو' جہاں حکم ملے وہاں کرو اور پورے خلوص سے کرو' مشروط کام اللہ کو پسند نہیں ہیں۔**

چھبیس ہزار کی انہوں نے لے لی وہ شوروم والوں نے تیس بتیس ہزار کی ہوگی انہوں نے چھبیس کی لے لی۔ وہ زمانہ سستا تھا۔ ڈرائیور نے پیسے لئے اور حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں چلا گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ کا مزاج تھا خوش ہوئے پیسے اُس سے لئے چائے وائے پلائی اُسے فرمایا بھئی گاڑی کہیں دھوپ پہ تو نہیں کھڑی کر دی گاڑی کہاں کھڑی کی ہے؟ اب اُسے بتانا پڑا کہ گاڑی جی بیچ کر پیسے لایا ہوں۔ اُس نے مجھے بتایا کہ سن کے حضرت رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ خاموش ہو گئے مجھے چٹھی لکھی کہ مجھے اتنے پیسے نہیں چاہئے تھے مجھے تو دس بارہ ہزار روپے کی ضرورت تھی اور نہیں تھے تو مجھے لکھ دیتے میں یہیں کہیں سے انتظام کر لیتا تم نے گاڑی کیوں بیچی؟ نہ میں نے کہا دعا فرمائیے اور نہ حضرت رحمۃ اللہ تعالےٰ نے کہا اور ملیں گی' اُس دن سے لیکر آج تک میرے پاس اگر کم گاڑیاں بھی ہوں تو تین چار ضرور رہتی ہیں۔ اُس کے بعد میں نے کبھی ایک گاڑی نہیں رکھی۔ اُس کے بعد پھر آج تک میرے پاس گاڑیوں کا فلیٹ ہوتا ہے کوئی چلاؤں نہ چلاؤں گھر پہ کھڑی رہتی ہیں۔ میرے پاس اب بھی کار کھڑی ہے میں کبھی استعمال نہیں کرتا' کھڑی ہے' بیچ دوں گا اور آجائے گی' رہتی ہیں تین چار۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ کون کس نیت سے کیا کر رہا ہے؟ اور خود محنت کرو' میں یہ بڑائی کے لئے نہیں کہہ رہا سمجھانے کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ ان معاملات میں ضروریات اور خواہشات آڑے آئیں تو کام نہیں ہوتا۔

کام وہ لوگ کرتے ہیں جو پہلے اپنی ضروریات اور خواہشات کو فتح کر لیتے ہیں اب کئی دنوں سے مجازین کی ذمہ داریوں کا مسئلہ چل رہا ہے' میں بھی دیکھ رہا ہوں دفتری کام ہو رہا ہے' چل رہا ہے جی فلاں کو فلاں جگہ ذمہ داری' نہیں جی وہ اُس سے دور ہے وہاں وہ نہیں جاسکتا وہ اُس سے قریب ہے وہاں وہ، کیا تماشہ ہے؟ یہ دو ہفتوں سے میں بھی دیکھ رہا ہوں لسٹیں بن رہی ہیں فلاں کی سہولت فلاں

ہے یہ سارے اپنی سہولتیں لینے کے لئے آئے ہیں یا کام کرنے کے لئے؟ جسے سہولت لینی ہے وہ سرے سے کرے ہی نہیں' آزاد ہے موج کرے تو یہ اچھا نہیں ہے کہ اُس پر کوئی ذمہ داری ہی نہ ہو مزے کرے اور جس نے کام کرنا ہے اُسے تو حکم چاہئے کہاں کرنا ہے؟ کب کرنا ہے؟ کیا کرنا ہے؟ بات ختم۔

اسلام اُن لوگوں نے پھیلایا جنہوں نے اپنی ذاتی ضروریات فتح کر لیں' اُن پر غالب آ گئے اُن کو شرط نہیں رکھا اگرچہ اللہ نے اُن کی ضروریات اُن کے ارادوں سے زیادہ پوری کیں یہ تو اُس کی مرضی تھی اُس نے ساری خدائی اٹھا کر عرب کے اُن خانہ بدوشوں کے قدموں میں ڈال دی کہ اس روئے زمین پر حکومت کرو لیکن وہ تو اپنا گھر بار بھی چھوڑ کر نکلے تھے وہ حکومت کے لئے تو نہیں نکلے تھے' اُن کے پاس صحرائی خیمے تھے وہ اپنے خیمے پھینک کر نکلے تھے' اُن کے مکہ مکرمہ میں گھر تھے مال و دولت تھی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اللہ کی اطاعت کے لئے سر بکفن چل پڑے تھے' اب یہ اللہ کی مرضی کہ انہوں نے اُس کے لئے کچے مکان چھوڑے اُس نے اپنی کائنات اُن کے قدموں میں رکھ دی کہ تم روئے زمین کے حکمران ہو یہ تو اُس کی مرضی لیکن یہ شرط تو نہیں تھی' اور کیسی مقدس سرزمین کو چھوڑ کر روئے زمین پر پیوند زمین ہو گئے۔ دنیا کا کونسا ملک ہے جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیھم اجمعین کی قبریں نہیں ہیں؟ جس درے سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیھم اجمعین تاریخی اعتبار سے گزر کر چین گئے اُس کی بلندی اٹھارہ ہزار فٹ ہے اور سردیوں میں تو گزرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا گرمیوں میں بھی وہاں سے جب لوگ گزرتے ہیں تو سردیوں کی برف اُن برف کی تہوں میں گرمیوں میں دراڑ آتی ہے تو تین تین چار چار سو فٹ گہری اُس میں دراڑیں آ جاتی ہیں پھر رات کو گرمیوں میں بھی دن کو بخارات اٹھتے ہیں رات کو برف بن کے وہ گر جاتے ہیں وہ اوپر سے ڈھانپ لیتے ہیں کسی کا پاؤں اُس میں آ جائے تو وہ نیچے برف میں چلا جاتا ہے آج بھی لوگ اُس سے اس طرح گزرتے ہیں کہ آگے وہ چار مویشی چلاتے ہیں پیچھے بندے ہوتے ہیں کہ کہیں سے برف پھٹ جائے تو وہ مویشی اُس میں گرے اور پتہ چل جائے بندے نقصان نہ ہوں آج بھی یہ عالم ہے وہاں۔

جنھیں کام کرنا ھے یہ طے کر لو
کہ اگر سینا کے اِس پار حکم ملے
گا تو ھم وھاں بھی کام کریں گے
ایک بات ' دوسری بات میری یاد
رکھ لو کبھی اپنی نیکی اور
بڑائی اپنی بزرگی کے گھمنڈ
میں مت آنا یہ وہ دلدل ھے جس
سے کسی کو سلامت باھر نکلتے
ھم نے تو نھیں دیکھا

صحراؤں کے پیدا ہونے والے ریت پر چلنے والے خیموں میں بسنے والے اُن برفستانوں سے بھی گزر گئے اور انہیں نہ موسموں کے تغیر و تبدل نے روکا نہ زمینی حقائق نہ زمین کی سختیاں اور پہاڑیوں کی سرد ہوائیں انہیں روک سکیں نہ برف کے طوفان انہیں روک سکے۔

کیوں نہ سوچا انہوں نے کہ میرے والدین وہاں بیٹھے ہیں میری اولاد وہاں رہ گئی ہے میری بیوی بچے ہیں میرا گھر بار ہے سب کچھ انہیں چاہیے تھا سب سے انہیں پیار تھا والدین سے بھی بیویوں سے بھی اولاد سے بھی گھر سے بھی لیکن سب سے زیادہ پیار کس سے تھا؟ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے اور اُن کے حکم سے۔ یہ جذبہ انہیں روئے زمین پر لے کر گیا اور پھر اُن میں سے کسی نے بھی روئے زمین پر رہ کر بغاوت نہیں کی' وہ کہیں تو اپنی ریاست بنا لیتے باقیوں سے الگ ہو جاتے' یہ ملک تو میں نے فتح کیا ہے میری جاگیر ہے' اب یونان اور سائبیریا تک اور افریقہ تک پھیلے ہوئے ہیں انتظار کر رہے ہیں کہ خلافت سے کیا حکم آتا ہے' کیا ضرورت تھی اُن کو اُن کے پاس اتنی طاقت اتنا ملک اتنا سرمایہ سب کچھ' کیوں بغاوت نہیں کرتے؟

اور اب وہ لوگ آئے کہ جنہیں صوبے کی صوبے داری ملی اور اگلے دن بغاوت کر گئے اُس کے بعد سے اسلام کی تاریخ پڑھ لو پھر

www.naqshbandiaowaisiah.com

مسلمانوں پہ زوال بھی آنا شروع ہو گیا جب سے اس سوچ کے بندے امت مسلمہ میں آئے وہی ایک ریاست جس کا حکمران مسجد نبوی کا امام وخطیب ہوتا تھا وہ بٹ گئی چھپن ریاستوں میں آج چھپن ٹکڑے ہیں اُس ریاست کے' چھپن حکومتیں ہیں' اور اُن چھپن میں بھی یہ حال ہے کہ جس کا داؤ لگتا ہے دوسرے کی کرسی الٹ دیتا ہے اور پھر وہ قسم کھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے وہ جس اگلے نے کھائی تھی پانچ سال کی تو اُس نے کھائی تھی اب تم کتنے کی کھا رہے ہو' اور جب سے یہ عالم ہوا ہے تب سے اپنی تاریخ بھی اٹھا کر دیکھ لیجئے۔

ہے میری حیثیت کیا ہے یہ تو اُس کی عطا ہے کہ بخشے جا رہا ہے لیکن جب یہاں نہاں خانہ دل میں خلوص نہیں ناہوتا پھر وہ اپنی سلطنت بنانے کا اعلان کرتا ہے' خود حکمران بن جاتا ہے۔ کمال یہ ہوتا ہے کہ جو بندہ اُسے سینما گھر سے یا فحاشی کے اڈے سے پکڑ کر مسجد لایا ہوتا ہے وہ پھر اعلان کرتا ہے کہ وہ بندہ تو بڑا بے دین اور

کا زعم مت لے جانا' یہ سارے کام کر کے خود کو فرشتہ نہ مان لینا کہ تم آخر مشت غبار ہی ہو تم انسان ہی ہو پھر بھی اپنی کمزوریوں کوتاہیوں کی طرف نگاہ رکھنا اس لئے کہ وہ گناہوں کو بخشنے والا ہے اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرو گے تو وہ غلطیاں بخش دے گا اور جو محنت کرو گے اُس کی کئی گنا زیادہ مزدوری دے گا۔

علمائے حق فرماتے ہیں کہ روئے زمین کا مرکز بھی اور روئے زمین سے سب سے اعلیٰ اور افضل جگہ بھی وہ ہے جہاں بیت اللہ شریف کی عمارت ہے' تجلیات باری کا مہبط ہے اللہ کی ذاتی اور تجلیات ہر لمحہ ہر آن اُس پر برستی ہیں لیکن اُس سے بھی عظیم تر مقام روئے زمین پر وہ ہے جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما ہیں۔

حیرت اس بات کی ہے کہ یہ تو دنیا داروں کی باتیں ہیں چلو انہیں کوئی فوجی قوت میسر آ گئی فنڈز آ گئے گھر سا آ گیا علاقہ مل گیا انہوں نے بغاوت کر دی یہ جسے اللہ اللہ کرانے پہ مامور کیا جائے وہ کس بات پہ بغاوت کرتا ہے؟ اگر ایک آدمی اکیلا اللہ اللہ کرتا ہے تو اُسے ایک طرح کی برکت ملتی ہے اُس کے ساتھ اگر سو اللہ اللہ کرتے ہیں تو ہر بندے پہ الگ قسم کے انوارات آتے ہیں اور اُسے سو قسم کی برکات نصیب ہوتی ہیں اگر اُس کے ساتھ ہزار آدمی شامل ہو گیا ہے تو ہزار قسم کی برکات سے اُس میں اور عجز وانکسار آنا چاہئے اور خلوص آنا چاہئے اور عظمت الٰہی کا ادراک آنا چاہئے اور اس بات پہ قائم ہو جانا چاہئے کہ ربکم اعلم بما فی نفوسکم. وہ جانتا

بدکار ہے مجھے دیکھو لوگو! میں سورج کی طرح روشن ہوں۔ کیسی عجیب بات ہے تو قرآن کریم نے یہ اصول دیا ہے کہ اگر عبادات کرتے ہو بہت اچھی بات ہے' اخلاقیات پہ عمل کرتے ہو تو بہت اچھی بات ہے' بزرگوں کا احترام کرتے ہو بہت اچھی بات ہے' بچوں سے شفقت سے پیش آتے ہو بہت اچھی بات ہے' حلال روزی کماتے ہو بڑی اچھی بات ہے' جائز امور پہ خرچ کرتے ہو بہت اچھی بات ہے' لیکن ایک بات خراب بھی ہے اس کے ساتھ اپنی پارسائی

چونکہ اجتماع کا پہلا دن بھی ہے حسن اتفاق سے جمعہ کا مبارک دن بھی ہے احباب تشریف لائے ہیں کچھ طالب علم ہیں کچھ اساتذہ ہیں کچھ ذکر سیکھنے آئے ہیں کچھ سکھانے آئے ہیں تو اس لئے میں نے اس موضوع پر اور اللہ کا احسان ہے کہ آیت کریمہ بھی اس موضوع پر اللہ نے' مجھے تو نہیں پتہ ہوتا مجھے منبر پر یا سٹیج پر جا کر کیا کہنا ہے مجھے تو نہیں پتہ تھا قرآن کریم کہاں سے کھلے گا' یہ آیت مبارکہ آ گئی میں نے وضاحت کر دی۔ نصف صدی ہو

www.naqshbandiaowaisiah.com

گئی ہے مجھے الحمدللہ ذکر الٰہی کے ساتھ لیکن ہر آن اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں کوئی ایسی گستاخی نہ ہو جائے کہ یہ نصف صدی کا سفر ضائع ہو جائے۔

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔ دم واپسیں تک اللہ کی اطاعت پہ کمر بستہ رہو۔ امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے فرماتے ہیں کہ بیمار تھے اور شیطان آیا کہنے لگا کہ مالک رحمتہ اللہ تو میرے فتنے سے بچ گیا انہوں نے کہا ابھی تو میں زندہ ہوں مجھے قبر میں سر رکھنے دو پھر پتہ چلے گا' ابھی تو میں زندہ ہوں دنیا میں ہوں اور تو بھی کھڑا ہے اگر میں سلامت قبر میں پہنچ گیا تو پھر مطمئن ہو جاؤں گا۔ اس لئے ہر بندہ اثنائے راہ میں ہے رہزن بھی ہیں ڈاکو بھی ہیں خطرات بھی ہیں اور محافظ بھی ہے۔ حفاظت کرنے والا ڈاکوؤں سے بہت تگڑا ہے وہ خالق ہے مالک ہے لیکن کبھی اُس محافظ کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا تو۔ حدیث قدسی میں ہے۔

الکبر ردائی۔ جو بندہ اپنا بڑا ہونے کا دعوی کرتا ہے تو یہ بڑائی تو میری چادر ہے اس نے تو میری چادر کو ہاتھ ڈال دیا۔

دو باتیں میری پلے میں باندھ لو اگر دین کا کام کرنا ہے تو اُس میں اپنی ضروریات اور خواہشات کو چھوڑ دو' جہاں حکم ملے وہاں کرو اور پورے خلوص سے کرو' مشروط کام اللہ کو پسند نہیں ہیں' یہ اللہ کا کام ہے بارگاہ نبوی ﷺ کا کام ہے اور انہیں کسی مشروط ملازم کی ضرورت نہیں ہے وہ محتاج نہیں ہے شرائط ہوتی ہیں برابر کے بندے کے ساتھ' شرائط طے کی جاتی ہیں معاملہ آپس میں برابر والے کا ہو۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی

منت ازو بداں بخدمت گزاشتش

بادشاہ کی خدمت کر کے بادشاہ پر احسان نہ کر احسان اُس کا ہے کہ اُس نے تجھے

> اگر تم کھرے ہو اور بتقاضائے بشری خطا ہوگئی تو فوراً رجوع کرو گے' توبہ کرو گے' اللہ سے معافی چاہو گے' آئندہ کے لئے اُسے نہ دہرانے کا عزم کرو گے تو نیکی قبول کرنا تو بجائے خود رہا وہ خطا بھی معاف کر دیتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تم کھرے بنو تو سہی۔

اپنا نوکر قبول کرلیا ہے بادشاہوں پہ احسان نہیں ہوتے احسان بادشاہ کا ہوتا ہے کہ اپنی خدمت کے لئے کسی کو قبول کرلیا ہے۔

لہذا جنہیں کام کرنا ہے یہ طے کرلو کہ اگر سینا کے اُس پار حکم ملے گا تو ہم وہاں بھی کام کریں گے ایک بات' دوسری بات یاد رکھ لو کبھی اپنی نیکی اور بڑائی اپنی بزرگی کے گھمنڈ میں مت آنا یہ وہ دلدل ہے جس سے کسی کو سلامت باہر نکلنے ہم نے تو نہیں دیکھا۔ اور یہ سارے قاعدے یہاں آکر الٹ جاتے ہیں' لہذا ان دو باتوں کو مضبوط کر لیجئے۔ یہ اس سلسلے میں خدمت کرنے کی بنیادی شرائط ہیں ایک اللہ مشروط اطاعت قبول نہیں کرتا اللہ کی اطاعت غیر مشروط ہوتی ہے جہاں حکم مل گیا' جو حکم مل گیا وہ بجا لانا ہے' دوسری بات حکم بجا لاکر اُس کا احسان ماننا ہے کہ احسان اُس کا ہے مجھ سے کام لے لیا ورنہ میری تو یہ حیثیت نہیں تھی۔ اس غلط فہمی میں نہ پڑ جاؤ کہ میں بڑا بزرگ ہوگیا ہوں میں نے یہ کر دیا یہ میں کچھ بھی نہیں ہے اور ساری محنت کرنے کے باوجود اس بات پر قائم رہو کہ جو کوتاہیاں ہوئی ہیں اللہ وہ معاف کرے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ جنہوں نے ایک تہائی دنیا کو نور اسلام اور عدل اسلامی سے متعارف کرایا اور جن کا عدل مثالی تھا اُن سے کسی نے پوچھا روز حشر کے بارے تو فرمانے لگے میں اس بات پر راضی ہوں کہ اللہ مجھے میری کسی غلطی کی سزا نہ دے اور میری ان ساری فتوحات کا مجھے کوئی اجر نہ دے مالی وما علی۔ مجھے کوئی انعام نہ دیا جائے لیکن مجھ سے پرسش بھی نہ کی جائے میری غلطیاں معاف ہو جائیں۔

اللہ کریم ہم سب کو قبول فرمائے حاضر وغائب کو اور خلوص کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

ولی اللہ یا ولی الشیطان......تیسرا راستہ نہیں ھے

شخص ہم نے فرض کر رکھا ہے کہ چلو ہمارا گزارا ہو رہا ہے' گزارا کرنے کے لئے یہ زندگی ملی نہیں ہے' یہ زندگی فیصلوں کے لئے ملی ہے اور یہ فیصلے کا لمحہ ہے کسی کے پاس ایک دن ہے اور کسی کے پاس ایک سال ہے اور کسی کے پاس پچاس سال ہیں کسی کے پاس سو سال ہے تو جتنی بھی زندگی ہے یہ فیصلوں کے لئے ہے یہ انتظار کے لئے نہیں ہے' ادھر یا اُدھر کا فیصلہ اور کوئی شخص دوستی سے خالی نہیں ہے یا اُسے اللہ کی دوستی نصیب ہے جسے اللہ کی دوستی نصیب نہیں شیطان اُس کا دوست بن جاتا ہے تیسری قسم کا بندہ دنیا میں نہیں ملتا اور ہے ہی نہیں۔

امیر محمد اکرم اعوان

سالانہ اجتماع دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 04-07-4

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰہ ولی الذین امنوا یخرجھُم من الظلمٰت الی النورo والذین کفروا اولیٰھُم الطاغوت یخرجونھُم من النور الی الظلمٰتِ o اولٰئک اصحٰبُ النارِ ھُم فیھا خٰلِدُون o

ہم بزرگوں' نیک لوگوں' صاحب علم صاحب ورع وتقویٰ لوگوں کو ولی اللہ مانتے تو ہیں لیکن ہمارے پاس اس کی سند کیا ہے؟ اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں۔ اللّٰہ ولی الذین امنوا۔ اس بات کی سند موجود ہے بندہ کیا دوستی کرے گا کہ بندے کی کوئی حیثیت بنتی ہی نہیں ایک ذرہ ناچیز ہے کسی شمار قطار میں نہیں آتا اگر بندے کی کوئی قیمت یا کوئی عظمت بنتی ہے' تو بنتی ہی اسی لئے ہے کہ اللہ نے اُسے اپنی دوستی کے لائق سمجھا اُسے اپنا دوست بنایا اور یہ ولایت الٰہیہ ہر مومن کا حصہ ہے خاصہ ہے اور یہ الگ بات ہے کہ کس کو کتنی نصیب ہے' کسی کا تعلق ایک حد تک احساس کا ہوتا ہے لیکن کردار پر اُس کی چھاپ ذرا کم پڑتی ہے' کسی کا اس سے بڑھ کر ہوتا ہے اور کردار کو متاثر کرتا ہے اور اُس کا کردار اطاعت الٰہی میں ڈھل جاتا ہے' کسی کا اس سے بھی بڑھ جاتا ہے اور مرضیات باری میں فنا ہو جاتا ہے اُس کی پسند باقی نہیں رہتی۔ یہ مدارج ہیں لیکن خالی کوئی بھی نہیں رہتا اور دنیا میں دو قومیں ہیں' دو طرح کے لوگ ہیں' دو نظریات ہیں' مومن ایمان رکھنے والے یا کافر انکار کرنے والے اور کفر کسی قسم کا بھی ہو کفر کفر ہی ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا گیا الکفر ملتہ الواحدۃ o۔ کفر ایک ہی ملت ایک ہی قوم ہے کسی رنگ میں بھی ہو کافر لیکن بنیادی طور پر وہ عالم کفر کا ایک حصہ ہے اُس کا رنگ بھورا ہے کالا ہے سفید ہے لال ہے اُس سے فرق نہیں پڑتا۔ کافر سب ایک قوم ہیں اور دوستی سے وہ بھی محروم نہیں رہتے۔

والذینَ کفروا اولیٰھُم الطاغوت

شیطان اُن کے دوست بن جاتے ہیں یعنی دو میں سے ایک پر بندہ ہوتا ہے تیسری قوم کہتے ہیں منافق ہیں بظاہر ایمان کا اعلان کرتے ہیں لیکن اُن کے دل میں ایمان نہیں ہوتا لیکن یہ یاد رہے کہ منافق تیسری قسم ہے تیسری قوم نہیں ہے اس لئے کہ منافق بدترین کافر ہوتا ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ کافروں سے بھی جہنم کے نچلے خانے میں منافق ہوں گے یعنی نفاق جو ہے یہ کفر کی ہی بدترین قسم ہے تو قرآن حکیم نے دو ہی قومیں شمار کیں یہ آپ کے ہاں بھی جو ملک کی تقسیم ہوئی اور جس کی بنیاد دو قومی نظریہ بنایا گیا اور آج کے ہمارے نام نہاد دانشور جس کی تردید میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ دراصل قرآن کا نظریہ ہے کہ دنیا میں دو قومیں ہیں ایک مومن ایک کافر۔ مومن کو ولایت الٰہیہ نصیب ہوتی ہے تو اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔

یخرجھُم من الظلمٰت الی النور۔

دنیا کی تاریکیاں۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ دنیا تو رات دن جگمگ کرتی ہے' روشنیوں کو لوگوں نے سرِ راہ نصیب کر دیا ہے اور شہروں میں اور اندرون شہر گھروں میں دن کو اتنی روشنی نہیں ہوتی جتنی راتوں کو ہوتی ہے لیکن وہ کسی نے ایک

www.naqshbandiaowaisiah.com

مصرعہ کہا تھا کہ

اندھیرا جو رہا بجلی سی روشنی میں

ظلمت جسے قرآن کریم نے کہا ہے وہ کردار کا پرتو ہے ہر بات سے ہر عمل سے جو ویوز Waves نکلتی ہیں یا وہ روشن ہوتی ہیں، نور ہوتا ہے یا وہ تاریک ہوتی ہیں، ظلمت ہوتی ہے۔ اب آپ اندازہ کر لیجئے کہ ہمارے عہد میں کردار کی کیا حالت ہو گئی ہے اور اُس سے ویوز نکل رہی ہیں وہ کتنی تاریکیاں پھیلا رہی ہیں۔ ہمیں اپنی قوم سے اپنے ملک سے اپنے لوگوں سے بڑی شکایت ہے کہ بے حیائی عام ہو گئی ہے جھوٹ بہت زیادہ ہے لوٹ مار بڑی ہے اور حق وانصاف نہیں ہے ظلم ہو رہا ہے اس کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ روئے زمین پر اور دنیا کے مختلف ممالک میں جو کچھ میں نے دیکھا ہے میری رائے میں پاکستان سب سے بہتر ہے باقی اس سے گئے گزرے ہیں' تو اگر کردار کا یہ عالم ہو تو ان افعال سے اور ایسی سوچوں سے جو ویوز Waves نکلتی ہیں اور معاشرے کو متاثر کرتی ہیں اُن میں کتنی تاریکی ہو گی کتنی ظلمت ہو گی! لیکن اللہ کی دوستی کا یہ کمال ہے کہ جسے نصیب ہو جاتی ہے۔ یخرجھم من الظلمٰت الی النور. اُس کا سفر شروع ہو جاتا ہے تاریکیوں سے نور کی طرف' وہ ظلمات سے جان چھڑانے لگ جاتا ہے' تاریکیاں پیچھے چھوڑنے لگ جاتا ہے اور آگے روشنیوں کا سفر اُسے نصیب ہو جاتا ہے' تو ایک قاعدہ اور ایک کلیہ یہ بھی ہمارے ہاتھ آ گیا کہ اگر ہمیں، مجھے ہو کہ میں ولی اللہ ہوں، آپ کو خیال ہو کہ میں ولی اللہ ہوں تو پھر ہمیں اپنا کردار اپنی سوچ اپنے افکار دیکھنے پڑیں گے اگر تو ہمارا سفر ظلمت سے روشنی کی طرف ہے تو یقیناً یہ اللہ کا احسان ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ابھی ہمارے پاس فرصت ہے زندگی ہے توبہ کرنی چاہئے' اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے' اپنی خطاؤں سے اپنے گناہوں سے

دنیا میں دو قومیں ہیں' دو طرح کے لوگ ہیں' دو نظریات ہیں' مومن ایمان رکھنے والے یا کافر انکار کرنے والے اور کفر کسی قسم کا بھی ہو کفر ہی ہوتا ہے

باز آنا چاہئے' اللہ کی بخشش طلب کرنی چاہئے اور نیکی کا سفر شروع کرنا چاہئے۔ اب یہ جی کہ چلو اللہ سے دوستی نہ بھی ہوئی تو گزارہ ہو جائے گا بڑی عجیب بات یہ ہے کہ بغیر دوستی کے کوئی بچا ہوا نہیں ہے جس کی اللہ سے دوستی نہیں ہے شیطان اُس کا دوست بن جاتا ہے ایک نہیں لاکھوں شیطان اُس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔

اولیٰھم الطاغوت. طاغوت شیاطین پر بولا جاتا ہے ایک ہوں دس ہوں پچاس ہوں وہ طاغوت جو ہیں وہ انسانی شکل میں بھی ہوتے ہیں، جنوں میں بھی ہوتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انسانوں میں سے جو شیطان بن جاتا ہے وہ ابلیس سے زیادہ اور جنوں والے شیطان سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے، اس لئے کہ جن شیطان جو ہے وہ صرف آپ کے دل میں وسوسہ ڈال سکتا ہے دماغ میں خیال لا سکتا ہے لیکن انسان ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ شریک کر لیتا ہے کہ میرے ساتھ بیٹھ کر شراب پیو' میرے ساتھ بیٹھ کر جوا کھیلو' میرے ساتھ مل کر فلاں جگہ چلو وہ کام کرو تو یہ زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ والذین کفروا اولیٰھم الطاغوت۔ اب جن کے پاس نور ایمان نہیں ہوتا شیاطین اُن کے دوست بن جاتے ہیں یُخرجونھم من النور الی الظلمٰت . اُن کے کردار میں اگر کوئی ذرہ روشنی کا ہو بھی تو وہ بھی چھڑا لیتے ہیں' اُن کا سفر ظلمت کی طرف شروع ہو جاتا ہے اور مزید تاریکیوں کی طرف اُن کا سفر شروع ہو جاتا ہے اور فرمایا جو لوگ نیکیاں چھوڑتے جاتے ہیں اور برائیاں اپناتے جاتے ہیں تو اس سفر کی انتہا کیا ہے؟

اولٰئک اصحٰب النار. اس راستے کا انجام جہنم ہے اس کی منزل جہنم ہے ھم فیھا خٰلدون. جس میں انہیں ہمیشہ رہنا پڑے گا۔ تو چونکہ انسان ایک بڑی عجیب مخلوق ہے، اگرچہ اس کا وجود مادی ہے لیکن اس میں روح عالم امر کی ہے۔ امر صفت ہے اللہ کی اور امر کو فنا نہیں ہے، جس طرح اللہ کی ذات کو فنا نہیں اُس کی

صفات کو بھی فنا نہیں اور روح چونکہ عالم امر سے متعلق ہے تو روح کے لئے فنا نہیں ہے' اسے استثنیٰ ہے' جب روح کو باقی رہنا ہے تو اس کے ساتھ وجود کو بھی بقامل جائے گی' اسے بھی رہنا ہے' اب وہ واپس اپنے گھر پہنچا اگر جنت میں پہنچا اپنے گھر پہنچا جہاں سے زمین پر آزمائش کے لئے اسے بھیجا گیا تھا آزمائش میں پورا اتر کر واپس اپنے گھر پہنچ گیا اور اگر راستہ بھٹک گیا اور اللہ سے دور ہوتا گیا تو اس سے نہایت ہی سخت قسم کے جیل خانے یا عقوبت خانے میں جہنم میں جا گرا۔ اب مزے کی بات یہ ہے کہ جہنم کی آگ یا وہاں کی سختیاں اس پر موت نہیں لا سکیں گی، نہ جنت کی آسائشیں اسے بوڑھا کر سکیں گی' پھر اسے ہمیشہ رہنا ہے جنت میں بھی جہنم میں بھی فنا ہے نہیں اس کے لئے' اسے پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہے وہاں رہنا ہے یا یہاں۔ تو اگر ساری زندگی کے چند سالوں میں مادی خواہشات کی تکمیل کے لئے کسی نے ابدی زندگی داؤ پہ لگادی تو کتنا خسارے کا سودا کیا اُس نے! اب درمیان میں گزارا نہیں ہے کہ ہم کوئی تیسری راہ اختیار کر لیں گے۔ ہوتا ہے کہ چلو جی ہم ولی اللہ نہ سہی، بھائی ولی اللہ نہ سہی تو پھر ولی الشیطان بننا پڑے گا۔ ایک طرف کی ولایت تو گلے پڑ جائے گی، ایک جو عام تخیل ہے نا کہ ولایت الٰہی تو بڑے خاص لوگوں کے لئے ہے جی اور بڑے برگزیدہ لوگوں کے لئے ہے اور ہم ولی اللہ نہ سہی ہمارا گزارہ...... یہ بات درست نہیں ہے' ولایت ہر مومن کا حصہ ہے، حق ہے، خاصہ ہے ایمان کا' بزرگوں کی ولایت ہم سے بہت بڑی سہی، اس کے مدارج ہیں' اپنے اپنے رتبے ہیں' وہ الگ بات ہے لیکن اصل ولایت میں ہر مومن کا حصہ ہے۔ ایمان کا ثمر ہی ولایت الٰہی ہے اور اس کی گواہی اللہ کریم خود دیتے ہیں۔

اللّٰہ ولی الذین امنوا اللہ ہر مومن کا دوست ہے، وہ بے نیاز ہے وہ کریم ہے بعض

> ہمیں اپنی قوم سے اپنے ملک سے اپنے لوگوں سے بڑی شکایت ہے کہ بے حیائی عام ہو گئی ہے جھوٹ بہت زیادہ ہے لوٹ مار بڑی ہے اور حق و انصاف نہیں ہے ظلم ہو رہا ہے اس کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ روئے زمین پر اور دنیا کے مختلف ممالک میں جو کچھ میں نے دیکھا ہے میری رائے میں پاکستان سب سے بہتر ہے باقی اس سے گئے گزرے ہیں۔

روایات تفاسیر میں ہیں جنہیں اسرائیلیات کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علمائے نے یہ باتیں بنی اسرائیل کی حکایات سے لے لیں' ان کی کوئی سند نہیں ہے' انہیں کہا ہی اسرائیلیات جاتا ہے لیکن اس کے باوجود لوگوں نے نقل کر دیں اس لئے کہ ان میں بعض جگہ کچھ اسباق ایسے تھے جو وہ لوگوں تک پہنچانا چاہتے تھے یا جس طرح مولانا سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے حکایات لکھ دیں تو ضروری نہیں کہ وہ ساری حکایتیں واقعی ہوں اگر واقعہ ہوتا تو واقعات لکھتے حکایات نہ لکھتے' نام ہی اُن کا حکایات ہے تو کوئی کہانی اس لئے کہہ دی گئی کہ لوگوں کے اخلاق درست کرنے کے کام آئے' کسی کو بہتر مشورہ دینے کے کام آئے ادب کا ایک حصہ ہے اسی طرح تفسیر قرآن حکیم میں بھی بعض روایات ایسی آ گئی ہیں جنہیں علماء نے یا مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ اسرائیلیات ہیں۔ اسرائیلیوں کے بنائے ہوئے قصے ہیں اس کے باوجود اُن میں ایک درس موجود ہے ایک سبق موجود ہے کہ نقل کر دیئے گئے، تو ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں بہت قحط سالی پڑی بارش نہ ہوئی' جانور مرنے لگے کھیتیاں اُجڑ گئیں لوگوں کو میلوں پانی نہیں ملتا تھا بہت تنگی ہوئی انہوں نے بڑی دعا کی، عرض کی بارالہا! مخلوق بہت تنگ ہے مہربانی فرمائی جائے تو ارشاد ہوا کہ پھر قوم سے کہو کہ سارے نکلیں میدان میں تپتی دھوپ میں نماز بھی پڑھیں نوافل پڑھیں اور دعا کریں مل کر' آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرما دیا کہ صبح سارے دس گیارہ بجے دھوپ کے وقت باہر نکلیں گے زوال سے پہلے۔ جب لوگ جوق در جوق ہجوم در ہجوم باہر نکل رہے تھے تو اللہ کی طرف سے وحی آئی موسیٰ علیہ السلام کو کہ بھئی لوٹ جایئے' ضرورت نہیں رہی تمہاری' لوٹ جاؤ اور جلدی لوٹ جاؤ' بہت بڑی بارش آ رہی ہے۔ تو وہ بڑے حیران ہوئے بارالہا! آپ ہی نے تو حکم دیا تھا، اور ابھی ہم دعا تک تو پہنچے نہیں، تو فرمایا کہ ایک کیڑی الٹی پڑی ہوئی ہے اور اُس نے ٹانگیں اوپر کر رکھی ہیں اور بارش کے لئے دعا کر

www.naqshbandiaowaisiah.com

رہی ہے، اب اُس کی تو ساری مخلوق ہے اگر اُس نے ایک قوم کی سننے کی بجائے ایک کیڑی کی سن لی تو اُس نے تو اپنی مخلوق کی سن لی، وہ بے نیاز ہے وہ کریم ہے بات موسیٰ علیہ السلام سے کرنی تھی اور درخت بقعہ نور بن گیا' وہ حیران ہوئے کہ آگے روشنی ہے؟ کیا ہے؟ فرمایا انسنی انا اللّٰہ. فرمایا کوئی کچھ نہیں ہے میں ہوں اللہ ہوں، کوئی اُس درخت میں کمال نہیں تھا کوئی خصوصیت نہیں تھی کوئی عجیب درخت نہیں تھا ویسے ہی درخت وہاں سینکڑوں کھڑے ہوں گے اُس وادی میں، اب یہ اُس کی مرضی کہ ایک درخت کو نواز دیا اور اُس پہ اپنی تجلیات کی بارش کر دی اور وہاں سے موسیٰ علیہ السلام سے بات ہونا شروع فرمائی انسنی انا اللّٰہ میں اللہ ہوں تو اگر درخت سے اس طرح کی بات ظہور پذیر ہو سکتی ہے' کیڑی کی بت سنی جاتی ہے تو مومن تو پھر نور ایمان رکھتا ہے! اور جس کو وہ اپنی دوستی کے لئے چن لے! اب یہ تو اُس پر منحصر ہے نا' بندے میں تو یہ جرات نہیں ہے کہ وہ اللہ کی دوستی کا دعویٰ کرے' کہاں بندہ کہاں اُس کی ذات! لیکن اُس نے اعلان کر دیا کہ جس کا ایمان کامل ہوگا میں اُس سے دوستی کروں گا' میں اُس کا دوست ہوں' دوستی کروں گا ہی نہیں' میں اُس کا دوست ہوں، اور میری دوستی کی دلیل یہ ہے کہ اُس کی زندگی کا سفر تاریکیوں سے نور کی طرف شروع ہو جائے گا۔

یُخرجھُم من الظلمٰت الی النور.

اُس کا کردار روشن ہوتا چلا جائے گا اُس کے نظریات روشن ہوتے چلے جائیں گے اُسکی فکریں روشن ہوتی چلی جائیں گی نہ صرف وہ بلکہ اُس کے ساتھ وہ ایسی لکڑ ہوگی جس کے ساتھ لوہا بھی تیرے گا۔ یہ جہاز بنے ہوتے ہیں اُن میں کتنا لوہا لگا ہوتا ہے انجن مشینری سارا تیرتی تو لکڑ ہے اُس کے ساتھ لوہا بھی تیرتا رہتا ہے' تو وہ

جس کی اللہ سے دوستی نہیں ہے شیطان اُس کا دوست بن جاتا ہے ایک نہیں لاکھوں شیطان اُس کے ساتھی ہو جاتے ہیں

جہاں جہاں سے گزرے گا کئی بدنصیبوں کو نیک بخت کرتا چلا جائے گا اُس کی محفل میں جو آئے گا لا یشقیٰ جلیسُ ھُم. اُن کے پاس بیٹھنے والے کبھی بد بخت نہیں ہوتے، لیکن اگر کوئی یہ سوچے کہ بھائی یہ پنگا لینے کی کیا ضرورت ہے اور کہاں ولایت الٰہی کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے رہیں تو چلو ولی اللہ نہ سہی تو عام ایسے ہی گزارا ہو جائے گا فرمایا نہیں درمیان میں جگہ نہیں ہے یا ولایت الٰہی نصیب ہوگی اور اگر یہ نصیب نہیں ہے' ایمان ہوگا تو ولایت الٰہی ہوگی' ایمان نہیں ہوگا تو کفر ہے' کفر ہوگا۔

والذینَ کفرُوا اولیھُم الطاغوتُ.
پھر شیطانوں کا گروہ اُس کا ولی اور اُس کا ساتھی اور اُس کا دوست بن جائے گا اور اُس کی زندگی کا سفر روشنی سے تاریکی کی طرف شروع ہو جائے گا، کوئی جو چند نیکیاں رہ گئی ہیں کردار میں وہ بھی چھوٹتی جائیں گی اور نئی نئی بُرائیاں اپناتا چلا جائے گا' تو درمیان میں کوئی جگہ نہیں ہے محض ہم نے فرض کر رکھا ہے کہ چلو ہمارا گزارا ہو رہا ہے' گزارا کرنے کے لئے یہ زندگی ملی نہیں ہے' یہ زندگی فیصلوں کے لئے ملی ہے اور یہ فیصلے کا لمحہ ہے کسی کے پاس ایک دن ہے اور کسی کے پاس ایک سال ہے اور کسی کے پاس پچاس سال ہیں کسی کے پاس سو سال ہے تو جتنی بھی زندگی ہے یہ فیصلوں کے لئے ہے یہ انتظار کے لئے نہیں ہے' ادھر یا اُدھر کا فیصلہ اور کوئی شخص دوستی سے خالی نہیں ہے یا اُسے اللہ کی دوستی نصیب ہے جسے اللہ کی دوستی نصیب نہیں شیطان اُس کا دوست بن جاتا ہے تیسری قسم کا بندہ دنیا میں نہیں ملتا اور ہے ہی نہیں! اگر کوئی جائزہ لینا چاہے تو لوگوں کے کردار لوگوں کے اعمال اور لوگوں کی فکر کو عہد حاضرہ میں جانچ کر اندازہ بھی کر سکتا ہے' یاد رکھیں! اللہ کریم کی طرف سے جو نتائج مرتب ہوتے ہیں وہ عمل پر ہوتے ہیں دعوے پر نہیں' جیسے دنیا میں یہ قاعدہ ہے کہ کوئی یہ کہہ دے کہ میں نے زہر کھا لیا تو مر جائے گا؟ کہنے سے نہیں مرے گا' زہر کھا لے بیشک کہے نہیں میں نے زہر کھا لیا مر جائے گا' ایک آدمی کہہ دے میں

نے پانی پی لیا یہ کہنے سے پیاس نہیں بجھے گی اور نعرہ نہ لگائے میں نے پانی پیا لیکن پانی پی لے پیاس بجھ جائے گی۔ نتیجہ عمل پہ مرتب ہوتا ہے اسی طرح ولایت الٰہی نصیب ہے یا شیطان سے دوستی ہو گئی ہے کردار کو فکر کو سوچ کو جانچ کر اس کا اندازہ ہو جائے گا۔ ہماری عجیب عادت ہے ہم ساری دنیا کی بات کرتے ہیں فلاں بُرا ہے فلاں اچھا ہے فلاں نے یہ کر دیا فلاں نے وہ کر دیا تو ایک دنیا ہے اور اُسمیں ہر ایک آدمی کی رائے ہے ایک رائے ہماری بھی ہے ہم کسی کو بھلا بُرا کہتے ہیں کسی کی تعریف کرتے ہیں لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ ہماری عمریں بیت جاتی ہیں کبھی خود کو تلاش تو کریں کہ ہم کہاں ہیں؟ کبھی رات کی تنہائیوں میں اکیلے بیٹھ کر اپنے آپ کو جانچیں تو سہی کہ میری سوچ کیا ہے؟ فکر کیا ہے کیا میں اللہ کی مخلوق کا بھلا سوچتا ہوں یا نقصان دینا چاہتا ہوں؟ میرا کردار کیسا ہے؟ کیا مجھے نیکی پسند ہے یا میں بُرائی پہ ہوں؟ اپنے آپ کو بھی کبھی تلاش تو کیا جائے جب ہم ایک دنیا کے بارے رائے رکھتے ہیں وہ دوسروں کے بارے امریکہ کے بارے سعودی حکمرانوں کے بارے فلاں بادشاہ کے بارے پرویز مشرف کے بارے وزیراعظم کے متعلق ملا عمر کے بارے اُسامہ بن لادن ہر ایک آدمی کے بارے ہماری ایک رائے تو ہے اور سارا دن اس پہ بحثیں ہوتی ہیں اور زور دیتے ہیں تو کوئی لمحہ اپنے لئے بھی چاہیے کہ میں کون ہوں؟ میں کہاں ہوں؟ بھائی

دوسرا اگر اللہ کا ولی ہے تو جنت جائے گا تو اُسکے جنت جانے سے ہمیں کیا سہولت ملے گی؟ کوئی اگر اللہ کا دشمن ہے اور شیطان کا دوست ہے جہنم جائے گا تو اُس کے جہنم جانے سے ہمیں کیا تکلیف ہوگی؟ ہمارا مسئلہ تو یہ ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں میں کہاں جا رہا ہوں اور کتنی عجیب بات ہے کہ سمندر ... پانی ... لوگ ... ال

کریں کہ اس سے جان چھوٹے اگر اس پر موت آ گئی تو کام ختم ہو جائے گا۔ اور یہ خیال جو ایک ہے کہ جی نہ سہی ولی نہ سہی تو عام مسلمان کی طرح تو جی لیں گے تو یہاں عام مسلمان کوئی بھی نہیں ہے مسلمان سارے خاص ہیں وہ کہتا ہے ہر مومن کا میں دوست ہوں سارے ہی خاص ہیں وہ غریب ہے وہ فقیر ہے وہ گورا ہے وہ کالا ہے

انسانوں میں سے جو شیطان
بن جاتا ہے وہ ابلیس سے
زیادہ اور جنوں والے شیطان
سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے

عمر ہو جاتی ہے اور ہم زندگی میں چند لمحے بھی بیٹھ کر یہ سوچنا گوارا نہیں کرتے کہ میں خود کہاں ہوں؟ میں کون ہوں؟ ... یہ ... دل ... میری سوچ اور میری فکر کیسی ہے؟ توضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے آپ کو تلاش کریں اگر ہم اس خانے میں ہیں ولایت الٰہی کے خانے میں ہیں تو الحمد اللہ وہاں جم جائیں اور محنت کریں اور توبہ کریں اور ذکر کریں اور رجوع الی اللہ کریں کہ اس میں ترقی ہو اور کہیں غلطی سے شیطان کے پاس پھنس گئے ہیں تو توبہ کریں اللہ سے مغفرت چاہیں اور نور ایمان کو دل میں سجانے کی کوشش

وہ عالم ہے وہ انپڑھ ہے اگر ایمان ہے اُس میں تو وہ رب کریم فرماتا ہے میں اُس کا دوست ہوں، تمہیں کیا ہے؟ اس لئے مسلمان تو سارے خاص ہوتے کوئی بھی عام نہیں ہے کہ ہم عام مسلمان جیسے نہیں۔ اسلام میں عموم نہیں ہے سارے خاص ہیں تو اللہ کریم ان باتوں کی سمجھ عطا فرمائے ان پہ عمل کی توفیق عطا فرمائے ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے آنے جانے مل بیٹھنے اور مجاہدے کو قبول فرمائے ہمیں اپنی ولایت عطا کرے اور شیطان کی ولایت سے محفوظ فرمائے۔ آمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

علم توحید

سوال: کیا علم توحید کی ضروری معلومات استاد سے سیکھے بغیر صرف اپنی نظر و فکر سے حاصل ہو سکتی ہیں؟

جواب: اس سلسلے میں اُستاد سے استعانت ضروری ہے کیونکہ وہ مشکل مقامات کو واضح کرتا ہے اور علمی پیچیدگیوں کو آسان کرتا ہے اس کی رہنمائی میں انسان علوم کی تحصیل آسانی و سہولت سے کر سکتا ہے اور جس شخص پر خدا کا خاص احسان ہوتا ہے اُسے ہی دین کے معلم بننے کا شرف عطا ہوتا ہے۔

پھر اے عزیز! تو یہ بھی جان لے کر علم کی گھاٹی اگرچہ بہت سخت گھاٹی ہے مگر اس کے بغیر مطلوب و مقصود کا حصول بھی ناممکن ہے اور اگرچہ اس کا نفع بہت ہے مگر اس گھاٹی سے گزرنا بھی دشوار ہے اور اس میں بڑے بڑے خطرات ہیں۔ کتنے ہی ایسے ہیں جنہوں نے علم حاصل نہ کیا تو گمراہ ہو گئے۔ اور کتنے ہی ایسے ہیں جو اس راہ پر چلے مگر راستے میں پھسل گئے اور اس میں کتنے ہی گھومنے والے حیرانی کا شکار اور ہزاروں اس راستے پر چلنے والے لاپتہ ہو گئے اور کتنے ہی ایسے ہیں جو اس گھاٹی کو طے کرنے کے درپے ہوئے تو اللہ کی امداد سے تھوڑے ہی وقت میں منزل مقصود پر جا پہنچے اور بعض وہ ہیں جو ستر سال سے اس منزل کو طے کر . میں مصروف ہیں......... اور ہر چیز کا اختیار در حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

ماخوذ از "منہاج العابدین" حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

تعاون
اسلم ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ
مینو فیکچررز آف PC یارن
برائے رابطہ:- پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد
667571
667572

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذکرو اذکار اور مجاہدات کا حاصل کیا ہے؟

یہ سارے ذکر اذکار اور مجاهدے اسی لئے نہیں کہ کوئی لذت حاصل کی جائے یہ اس لئے ہیں کہ ایمان کو اس درجے پر لے جائیں کہ جس درجے کے مومن کا اللہ ولی اور دوست بن جاتا ہے پھر مزا آئے بات کرنے کا' پھر مزا آئے سجدہ کرنے کا' پھر مزا آئے الحمد پڑھنے کا' پھر مزا آئے رکوع کرنے کا' پھر مزا آئے ہاتھ اٹھانے کا' پھر مزا آئے کہیں آنے جانے کا' کھانے پینے کا سونے جاگنے کا مزا تو تب آئے جب اللہ بھی ساتھ ہو۔

امیر محمد اکرم اعوان

سالانہ اجتماع دارالعرفان منارہ ضلع چکوال 04-07-3

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور ٥ والذینَ کفروا اولیٰھُم الطاغوتُ یخرجو نھُم من النور الی الظلمٰتِ اولٰٓئک اصحٰبُ النار ٥ ھُم فیھا خٰلِدُونَ ٥

اللہ جل شانہٗ نے اس آیت مبارکہ میں لفظ ولایت استعمال فرمایا ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا۔ ولایت عموماً قرب الٰہی اور نیکوں اور بزرگوں کے اسماء گرامی کے ساتھ ولی اللہ اور ولایت کا لفظ آتا ہے' استعمال کیا جاتا ہے لیکن جسے ہم ولی سمجھتے ہیں یا جو خود کو ولی سمجھتا ہے اُس کے پاس رسید کوئی نہیں۔ کسی فرد و بشر کے پاس کوئی سند کوئی سرٹیفکیٹ نہیں ہے کہ وہ ولی اللہ ہے اگر ہم سمجھتے ہیں تو ہماری بھی عقیدت ہے ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل ایسی کوئی سند نہیں ہے کہ یہ ولی اللہ ہے اگر ہم کہتے ہیں کہ ہوا میں اڑتا ہے تو مکھی اور مچھر بھی ہوا میں اڑتے ہیں' کوئی پانی پہ چلتا ہے تو بے شمار مخلوق ہے ایسی ہے جو پانی پہ بھی چلتی ہے' اگر ہم کہتے ہیں کہ اس سے عجیب طرح کی باتیں سرزد ہوتی ہیں تو اللہ کی مخلوق کو دیکھیں تو اُن میں اس سے زیادہ عجائبات نظر آتے ہیں' تو بندے کی اللہ کے ساتھ دوستی کا ہمارے پاس کوئی سرٹیفکیٹ نہیں ہوتا' ہماری اپنی عقیدت ہوتی ہے حسن ظن ہوتا ہے یا جو خود کو ولی اللہ سمجھتا ہے اُس کے پاس بھی ایسی کوئی دلیل نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ سے یہ گزارش کی گئی کہ آپ ﷺ جب دنیا سے پردہ فرما جائیں گے تو ایک زمانہ آئے گا اکابرین صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیھم اجمعین کا بزرگوں کا یہ بھی گزر جائے گا تو بعد والے لوگ کس سے رجوع کریں؟ کس سے وہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں؟ کیسے بندے کی محفل میں پہنچیں؟ چونکہ کسی کی ولایت کی سند تو نہیں ہوگی۔ صحابی کی تو صحابی ہونے کی سند ہے' تابعی کی سند ہے' تبع تابعی کی سند ہے اس خیر القرون کے بعد کسی کا کوئی سرٹیفکیٹ نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسا بندہ کہ جس کے پاس بیٹھنے سے خدا یاد آ جائے ایسے لوگوں سے میل جول رکھو' اُن سے استفادہ کرو کہ جس کی صحبت میں بیٹھنے سے اللہ یاد آئے۔

ہر آدمی کے وجود کے' بات کے' فکر کے' اثرات ہوتے ہیں اور اُس کی صحبت میں بیٹھنے والا اُن اثرات کو آہستہ آہستہ قبول کرنا شروع کر دیتا ہے جیسے آپ کسی کو بٹیر لڑانے والوں کے پاس بٹھا دیں آہستہ آہستہ وہ بھی اُس فن میں تاک ہوتا جائے گا بالآخر خود بھی شروع کر دے گا۔ جواریوں میں بٹھا دیں تو ویسا ہو جائے گا۔ وہ جو اثرات ہوتے ہیں آہستہ آہستہ بندہ پر اثر پذیر ہوتے ہیں اُس طرح کا ہو جاتا ہے اب ظاہر ہے کسی ولی اللہ کے پاس بیٹھے گا تو پھر اُسے ولایت نصیب ہوگی' لیکن یہ ولایت ہے کیا؟

ممتاز مفتی کی ایک کتاب پچھلے دنوں مجھے کسی ساتھی نے دی' تلاش کے نام سے' اُس میں اس موضوع پہ اُس نے بہت لکھا' لیکن ایک بات وہ کرتا ہے بڑی مزے کی بات ہے اور بڑی حد تک صحیح ہے کہ دنیا ساری ہی لذت طلبی میں مصروف ہے کسی کو مال و دولت میں لذت ملتی

ہے تو حصول مال کے لئے سرگرداں ہے کسی کو اقتدار میں لذت ملتی ہے تو اُس کے لئے زندگی تج دیتا ہے یعنی مختلف شعبے ہیں زندگی کے اور مختلف شعبے گنتے گنتے اُس نے صوفیوں کو بھی گنا ہے کہ صوفی اکٹھے ہو کر ذکر کیا کرتے ہیں تو وہ بھی انجذاب کے لئے جذب کی کیفیت کے لئے یا قلبی واردات کے لئے کرتے ہیں اور یہ وجدان یا قلبی واردات یا انجذاب یہ بھی تو ایک لذت ہے تو ٹھیک ہے اس میں بھی ایک لذت ہے اور یہ بات بڑی صحیح ہے کہ بہت سے دوستوں کے خطوط بھی آتے ہیں کوئی لکھتا ہے مجھے نظر کچھ نہیں آتا کوئی لکھتا ہے مجھے انوار نظر نہیں آتے کوئی لکھتا ہے مجھے محسوس کچھ نہیں ہوتا۔ تو یہ ساری باتیں اس بات پہ دلالت کرتی ہیں کہ مقصود اللہ تو نہیں ہے مقصود تو دیکھنا ہے' مقصود تو یہ ہے کہ انوارات محسوس ہوں' مقصود تو کوئی لذت ہے۔ اگر اس نظر سے دیکھا جائے تو وہ ٹھیک کہتا ہے لیکن اگر تصوف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ بات غلط ہے۔ ہم اگر اللہ اللہ کرتے ہیں اگر تلاوت کرتے ہیں اگر صلوۃ پنجگانہ ادا کرتے ہیں نوافل ادا کرتے ہیں تو اس ساری محنت ومجاہدے کا حاصل صرف یقین ہے کہ اعضاء وجوارح بھی تعمیل ارشاد میں لگیں انہیں دن میں پانچ بار پاک بھی کیا جائے' روزی بھی حلال کمائی جائے' عبادات بھی کی جائیں اُس سے پھر زائد وقت لگا کر ذکر اذکار کیے جائیں' سب سے کیا ہوگا؟ کہ دل ایسا پالش ہو ایسا شفاف ہو کہ اللہ اور اُس کے حبیب ﷺ پر یا دین پر کتاب پر آخرت پر یقین مستحکم ہوتا جائے اُس میں کوئی دراڑ یا کوئی ادنیٰ سی لکیر نہ باقی رہے' اس کے علاوہ ذکر اذکار کا حصول اور کچھ بھی نہیں' نہ ان سے کشف مقصود ہے کشف اللہ تو نہیں ہے غیر اللہ ہے اور غیر اللہ کے لئے مجاہدہ کرنا تو شرک ہے' نہ اس سے لذت طلبی مقصود ہے کہ میں دنیا ومافیہا سے مدہوش

ایسے لوگوں سے میل جول رکھو' اُن سے استفادہ کرو کہ جن کی صحبت میں بیٹھنے سے اللہ یاد آئے۔

ہو جاؤں پھر اتنی محنت کی کیا ضرورت ہے کوئی نشہ کھالے اور دو گھنٹے مدہوش رہ لے مدہوشی ہی ضروری ہے تو خواہ مخواہ کے تکلف کی کیا ضرورت ہے پھر تو ایک شارٹ کٹ ہے وہ لوگ اچھے ہیں' کرامات کا ظہور بندے کی خواہش پہ نہیں ہوتا کہ بندہ اس کے لئے محنت کرے کہ میں صاحب کرامت ہو جاؤں معجزہ فعل اللہ کا ہوتا ہے اور صادر نبی کے ہاتھ پہ ہوتا ہے اور تب ہوتا ہے جب اللہ چاہے۔

ایک اصول جو علما حق نے ارشاد فرمایا وہ یہ ہے کہ جہاں دین اور لادینی کا' ایمان اور کفر کا مقابلہ آجائے اور ضرورت پیش آئے کسی عجیب چیز کے مافوق الفطرت عقل کی رسائی سے باہر کسی چیز کے ظہور کی تو اللہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو معجزات عطا کر دیتا ہے اور اُس سے کفر کو شکست ہوتی ہے اور دین حق کا بول بالا ہوتا ہے ورنہ کسی کی ذات کے لئے کہ یہ ذات بڑی چیز ہے اسی کے لئے معجزے نہیں ہوتے۔ کرامت وہ ہے کہ ایسا ہی کوئی مافوق الفطرت کام کسی اللہ کے بندے سے ہو جائے تو ظاہر ہے کہ جس درجے کا نبی سے ہوتا ہے غیر نبی سے اُس درجے کا نہیں ہوگا' دوسری بات یہ بھی یقین ہے کہ جس انداز سے یا جس قوت سے نبی سے ہوتا ہے غیر نبی سے اُس قوت سے نہیں ہوتا۔ تیسری بات یہ بھی ضروری ہے کہ جب نبی کا معجزہ حق وباطل کے مقابلے میں آتا ہے تو عام آدمی کا لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے کیوں ہوگا وہ بھی حق وباطل کے مقابلے میں آئے گا' تو اگر ہم اس تناظر میں دیکھیں اگر یہ معیار رکھ کر ہم دیکھیں تو یہ جو کتابیں کرامات سے بھری پڑی ہیں یہ بچوں کا کھیل نظر آتا ہے اور میں خود یہ سمجھتا ہوں کہ اہل اللہ نے اور صوفیا نے جن باتوں کو اپنی کمزوری سمجھا اُن کی تاریخ لکھنے والوں نے اُن باتوں کو کرامت لکھا اور جو اُن کی کرامات تھیں اُن پر کسی نے توجہ ہی نہیں دی۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک ذات نے

www.naqshbandiaowaisiah.com

کائنات کو شعور' ایمان اور یقین سے روشن کر دیا نسل انسانی کا مزاج بدل دیا' نوع انسانی کی فکر تبدیل کر دی۔ اس سے بڑا معجزہ کوئی ہو سکتا ہے پہاڑ کٹ جائے سمندر پھٹ جائے چاند شق ہو جائے' لیکن انسان ایک ایسی اکائی ہے کہ اس کی سوچ اس کی فکر اور اس کے انداز بدلنا ممکن نہیں ہے' ہر آدمی اپنی فکر کو جاتا ہے کہتا ہے جو میں کہتا ہوں وہ ٹھیک ہے اور نسل انسانی کی فکر کو انداز کو تبدیل کر دیا جائے اور وہ اتنی بڑی تبدیلی ہوئی کہ سوا چودہ سو سال گزر گئے ابھی تک دلوں کو متاثر کرتی چلی جاتی ہے۔

سائنٹسٹ کہتے ہیں کہ زمین و آسمان سب ایک سی چیز تھی پھر ایک بڑا دھماکہ ہوا اور ہر چیز الگ ہوگئی اور اب ایک حرکت کے تحت چیزیں متشکل ہونے لگ گئیں اور براعظم بن گئے وہ ٹکڑے ہوئے زمین کے اور پھر وہ براعظم بن گئے یہ ہو گیا وہاں پانی آ گیا' لیکن کیا وہ دھماکہ ختم ہو گیا اُس کا اثر ختم ہو گیا اُس کی حرکت ختم ہوگئی۔ قرآن بھی کہتا ہے۔

تھا۔ زمین و آسمان ایک تھے ہم نے انہیں توڑ کر الگ کر دیا لیکن وہ اتنا بڑا دھماکا تھا کہ اُس کی حرکت ابھی تک اپنی پوری قوت سے جاری و ساری ہے۔ گھاس پیدا ہو رہی ہے' درخت پیدا ہو رہے ہیں' مخلوق پیدا ہو رہی ہے' مر رہی ہے ساری زندگی عمل حرکت پہ منحصر ہے اور ہر شعبہ حیات میں حرکت متواتر بادل بن رہے ہیں بارشیں برس رہی ہیں سورج چکر لگا رہا ہے زمین روئیدگی دے رہی ہے' ہر کام ابھی تک اُسی ایک حرکت سے ہو رہا ہے۔ وہ حرکت جاری و ساری ہے ابھی جا رہا ہے وہ دھماکہ اور وہ وجودوں کو متاثر کرتا ہے' وجود پیدا ہوتے ہیں' مرتے ہیں۔ بعثت محمد رسول اللہ کا دھماکہ روحانیت کا، روحانی دنیا کا، قلوب کا دھماکا تھا اور اُسکا اثر دیکھ لو اُس وقت سے ابھی تک جاری ہے اور قیامت تک چلتا رہے گا۔ اتنا بڑا دھماکہ

میں خود یہ سمجھتا ہوں کہ اہل اللہ نے اور صوفیا نے جن باتوں کو اپنی کمزوری سمجھا اُن کی تاریخ لکھنے والوں نے اُن باتوں کو کرامت لکھا اور جو اُن کی کرامات تھیں اُن پر کسی نے توجہ ھی نہیں دی

ہوا' ساری فضا کفر سے **شرک** سے اٹی ہوئی تھی ساری فضا دھندھلی تھی تاریک تھی سارے دل میلے اور غلیظ تھے ساری فکریں گندی اور کفر میں لتھڑی ہوئی تھیں کیا چکا چوند ہوئی، کونسی بجلی لپکی، کونسا شعلہ لپکا، کس طرح کی روشنی ابھری، کہ ابھی تک ظلمتوں کو کاٹتی چلی جا رہی ہے۔ صدیاں بیت گئیں اُس کی رفتار میں کمی نہیں آئی اُس کے اثر میں کمی نہیں آئی۔

تو یہ سارے اذکار جو ہیں یہ کشف کے لئے نہیں ہیں' موج میلے کے لئے نہیں ہیں' کرامات کے لئے نہیں ہیں' یہ سارے ہیں کہ وہ جو بیگ بینگ بعثت نبوی ﷺ کا جو بیگ بینگ ہے بہت بڑا دھماکہ ہوا بعثت نبوی ﷺ کا اُس سے جو نورانیت پھوٹ رہی ہے حلال کھا کے نیکی کر کے عبادت کر کے ذکر کر کے اُس کو دل میں جذب کیا جائے تاکہ وہ نورِ یقین اور نورِ ایمان نصیب ہو جائے کہ اللہ کے نزدیک بھی ہم مومن قبول ہو جائیں۔ ہم کہتے ہیں ہم مومن ہیں یہ تو ہم کہتے ہیں اس کی سند تو نہیں ہے جب وہ کہے کہ یہ میرا بندہ مومن ہے تو اس سے پھر کیا ہوگا؟ اللّٰہ ولی الذین امنوا۔ پھر اُس بندے کو اللہ کی دوستی نصیب ہو جائے گی' ولایت نصیب ہو جائے گی' ولایت کیا ہوتی ہے؟ دوستی کی انتہا' کوئی ایسا دوست جس سے آپ کو شرم نہ آتی ہو' جھجک نہ آتی ہو' جس سے کوئی حجاب نہ ہو' آپ بھوکے ہوں تو جس کے سامنے بات کرنے سے ہچکچائیں نہیں کہ بھئی میاں میں صبح سے بھوکا پھر رہا ہوں' آپ مجبور و بے بس ہوں تو اُس سے کوئی پردہ نہ رکھیں' آپ سے کوئی غلطی ہو جائے پھر اُس سے بات کریں یار میں نے تو یہ غلطی کر لی اگر تکلف کی دیوار درمیان میں ہو تو ولی نہیں ہوتا' ولایت کی، دوستی کی اُس حد کو نہیں پہنچتا کہ درمیان میں تکلف ہے یعنی ولایت دوستی کے اُس مرتبے کا نام ہے کہ جہاں کوئی پردہ نہ رہے' وجود دو ہوں لیکن فکر ایک ہو جائے' اپنی کمزوریاں مجبوریاں ہم چھپاتے ہیں دوست جو ہیں وہ ملتے ہیں ہمیں ضرورت ہوتی ہے پیسوں کی ہم اُس سے بات نہیں کرتے کہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

سکی ہوگی یہ کیا سوچے گا' سر بازار مل جائے تو ہم صبح سے بھوکے ہوتے ہیں وہ کہتا ہے کہ یار یہ پیجئے کھانا کھلاتا ہوں، نہیں مجھے ضرورت نہیں ہے ایک پردہ ایک تکلف درمیان میں رکھتے ہیں کوئی ایسا دوست جس سے یہ پردے ہٹ جائیں دکھ تکلیف پریشانی جس سے شیئر کی جا سکے' مجبوریاں جس کے پاس بیٹھ کر بتائی جاسکیں' جس سے مدد لینے میں جھجک محسوس نہ ہو کہ یہ کل احسان جتائے گا وہ ولی ہوتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے میں اُس کا ولی ہوں جو مومن ہے' میرے پاس بیٹھے میرے ساتھ باتیں کرے' میرے ساتھ اپنے دکھ سکھ کرے مجھے بتائے کہ کیا مجبوری ہے' مجھ سے مدد مانگے اُسے کیا چاہئے اور ہر وقت مجھے اپنے ساتھ رکھے کھانا کھا رہا ہو میں اُس کے ساتھ بیٹھا ہوں' بازار جا رہا ہو تو میں اُس کے ساتھ ہوں' سودا بیچ رہا ہوں یا خرید رہا ہوں تو میں اُس کے ساتھ ہوں' کسی سے لڑ پڑے تو میں اُس کے ساتھ ہوں' کسی سے صلح کرے تو میں اُس کے ساتھ ہوں' کسی سے بات کرے تو میں اُس کے ساتھ ہوں' کوئی اُس کی زندگی کا گوشہ مجھ سے الگ نہ ہو' اسی لئے اُس نے فرمایا۔

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید. رگ جاں سے قریب تر میں ہوں۔

اچھا ایک بات بتائیے ہم نے کبھی محسوس کیا ہے اللہ ہمارے ساتھ ہے؟ نہیں کیا تو پھر اس کا مطلب ہے کہ ہمیں مومن کا وہ درجہ حاصل نہیں جو مطلوب ہے' مومن ہیں الحمد للہ، درخت تو اتنا بھی درخت ہی ہوتا ہے اور وہ بھی درخت ہوتا ہے جو آسمان کو چھو رہا ہوتا ہے' چیل کے اتنے سے پودے کو آپ چیل ہی کہیں گے اور وہ جو اتنا نکل گیا وہ بھی چیل ہے تو ہم مومن تو ہیں لیکن شاید اتنے نہیں کہ ہمیں اللہ کی ولایت نصیب ہو۔ ولایت نصیب ہوتی تو ہم دوسروں

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا سب سے بڑا معجزہ یہ ھے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک ذات نے کائنات کو شعور ایمان اور یقین سے روشن کر دیا نسل انسانی کا مزاج بدل دیا' نوع انسانی کی فکر تبدیل کر دی

سے شکوہ کرنے کی بجائے اپنے دکھ سکھ اُس سے کرتے' اپنی تنہائیوں کو اُس کے ساتھ آباد رکھتے' اپنی باتیں اُس سے کرتے' اپنے کاموں کا مشورہ اُس سے کرتے اور دوست کس لئے ہوتے ہیں؟ کہیں جاتے تو اکیلے نہ ہوتے۔ سفر میں ساتھ ہوتا، حضر میں ساتھ ہوتا، تنہائیوں میں رات کی تاریکیوں میں ہم ہوتے ہمارا دوست ہوتا' دوستی تو اسی کا نام ہے نا! جنگل وصحرا میں دوست ساتھ ہوتا' تو دوستی جو ہے یہ محض لذت طلبی نہیں ہے یہ زندگی کی ضرورت ہے۔ آپ مادی زندگی میں دیکھ لیجئے انسان اکیلا نہیں جی سکتا، دوستی کے حصول کے لئے وہ دشمنیاں پالتا ہے، دشمنیاں کیوں بنتی ہیں؟ اس لئے کہ کچھ دوست ہوتے ہیں اور جس کا کوئی دوست نہیں ہوتا اُس کا کبھی کوئی دشمن نہیں ہوتا' وہ کسی لائق بھی نہیں ہوتا' کون اُس سے دشمنی کرے گا؟ ہم دوستوں کو رکھنے کے لئے، دوستیاں رکھنے کے لئے، دشمنیاں پالتے ہیں خطرے مول لیتے ہیں تو دوستی حصول لذت کے لئے نہیں ہوتی، دوستی حصول قرب کے لئے ہوتی ہے دکھ سکھ ساجھے کرنے کے لئے ہوتی ہے' مل کر رہنے اور جینے کے لئے ہوتی ہے اور دو عالم سے بلند ہوتی ہے جو دوستی کی لذت ہے وہ مادی لذتوں سے دنیا وآخرت کی لذتوں سے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

تو یہ سارے ذکر اذکار اور مجاہدے اسی لئے نہیں کہ کوئی لذت حاصل کی جائے یہ اس لئے ہیں کہ ایمان کو اُس درجے پر لے جائیں کہ جس درجے کے مومن کا اللہ ولی اور دوست بن جاتا ہے' پھر مزا آئے بات کرنے کا' پھر مزا آئے سجدہ کرنے کا' پھر مزا آئے الحمد پڑھنے کا' پھر مزا آئے رکوع کرنے کا' پھر مزا آئے ہاتھ اٹھانے کا' پھر مزا آئے کہیں آنے جانے کا' کھانے پینے کا سونے جاگنے کا مزا تو تب آئے جب اللہ بھی ساتھ ہو اور پھر زندگی میں جب اللہ ساتھ بیٹھا ہو تو کیا کوئی حرام کھا سکتا ہے؟ جب اللہ پاس بیٹھا ہو تو کوئی جھوٹ بول سکتا ہے؟ جب

اللہ پاس بیٹھا ہو تو کوئی چوری کر سکتا ہے؟ پھر یہ ساری چیزیں از خود، جو کام آپ کسی بندے کی موجودگی میں نہیں کر سکتے وہ کام اللہ کے سامنے کریں گے! تو یہ ساری محنت حصول ولایت کے لئے ہے اور اس میں اس کی سند موجود ہے جو ہم کہتے ہیں کہ فلاں ولی اللہ ہے اس کی سند نہیں اس کی سند ہے کہ اللہ فلاں کا ولی ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا۔ اُس میں قد کاٹھ کی، علم کی، شکل کی، دولت کی، کسی ملک اور قوم کی کوئی قید نہیں ایک ہی قید لگائی ہے روئے زمین پر بسنے والے کسی انسان کا ایمان ویسا ہو جائے جیسا محمد رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے، سمجھایا ہے اور جیسا اسلام چاہتا ہے ویسا ایمان ہو جائے میں اُس کا ولی ہوں میں اُس کا بے تکلف دوست ہوں میرے ساتھ جیئے میرے پاس جیئے مر کر میرے پاس آ جائے، زندگی کے ہر لمحے ہر ہر قدم پر ہر ہر موڑ پر میں اُس کے ساتھ ہوں، بیمار ہے میں اُس کے ساتھ ہوں، صحت مند ہے میں اُس کے ساتھ ہوں، غریب ہے میں اُس کے ساتھ ہوں، امیر ہے میں اُس کے ساتھ ہوں، سفر میں یا حضر میں ہے تو سارا مجاہدہ حصولِ ولایت الٰہی کے لئے ہے اور ولایت ملتی ہے تکمیل ایمان پر، جب بندے کو اللہ مومن قبول کر لے کہ یہ مومن ہے۔ یہ اُس کی مرضی ایک آن میں کسی کو یہ فضیلت عطا کر دے اور یہ اُس کی مرضی کی کسی سے کتنا مجاہدہ کرائے، چونکہ ہمارے مزاجوں میں خمیر میں وجودوں میں صدیوں کے فاصلے نے ہماری غذاؤں میں ہماری کمائی کے طریقوں میں ہمارے آباؤ اجداد کے کردار میں ایسی ایسی عجیب چیزیں ڈال دیں کہ ہمارے وجود پتہ نہیں کیا سے کیا بن گئے ہیں اور ان کے خمیر میں کیا کیا مل گیا ہے اور اس سارے کو دھونا، صاف کرنا، نچوڑنا ہمارے بس کی بات نہیں یہ ساری کوشش اس لئے ہے کہ وہ اس بہانے سے قبول کر لے اور ہمیں

> **سارے ذکر اذکار اور مجاہدے اس لئے نہیں کہ کوئی لذت حاصل کی جائے یہ اس لئے ہیں کہ ایمان کو اُس درجے پہ لے جائیں کہ جس درجے کے مومن کا اللہ ولی اور دوست بن جاتا ہے، پھر مزا آئے بات کرنے کا، پھر مزا آئے سجدہ کرنے کا، پھر مزا آئے الحمد پڑھنے کا، پھر مزا آئے رکوع کرنے کا، پھر مزا آئے ہاتھ اٹھانے کا پھر مزا آئے کہیں آنے جانے کا، کھانے پینے کا سونے جاگنے کا مزا تو تب آئے جب اللہ بھی ساتھ ہو**

ایمان عطا کر دے۔ ہمیں پچاس زندگیاں اور بھی ملیں اور ہم ہر لحظہ صرف عبادت میں گزار دیں تو جو کچھ ملغوبہ ہمارے وجود بن چکے ہیں اسے ہم صاف نہیں کر سکتے یہ ہمارے بس سے باہر ہے، اس میں صدیوں کی میل جمع ہے، ایک بار سونا سنار کے پاس جاتا ہے اُس میں اُس نے تولے میں ایک ماشہ ملا دیا دوسری بار گیا دو ملا دیے وہ تیسری بار آخر وہ ملاوٹ رہ جاتی ہے سونے کا تو رنگ ہی باقی رہتا ہے دس بار جائے تو ہم چودہ صدیوں کی کٹھالیوں سے نکل کر آئے ہیں پتہ نہیں کس نے کیا کھایا، کس نے کیا کیا، کس کا کیا کردار تھا، کس کی کیا سوچ تھی، کون کروڑوں آدمی کا قاتل تھا، کون ڈاکو تھا، کون چور تھا، کون اللہ اللہ کرنے والا تھا، کوئی ولی اللہ بھی ہو گا، کوئی عالم بھی ہو گا تو یہ ساری چیزوں کے اثرات ان چودہ سو صدیوں میں ہم نے جو وصول کئے آج ہمارے وجودوں کا حصہ ہیں، ہمیں تو کوئی پتہ نہیں ان میں کون کون سا عنصر کس حد تک شامل ہے، کیسا کیسا میل کس وجود میں ہے تو پھر ہم اسے صاف کیا کریں؟ ہاں یہ دھوبی پڑا ہے کہ اللہ اللہ کرتے رہو اُسے جس طرح دھوبی کپڑے کو پٹختا رہے ہم پٹخ رہے ہیں اور ایک صابن ہے اللہ کے نام کا اور اُسے لگائے جا رہے ہیں اُسے صاف کرنا اُسی کا کام ہے وہ جب چاہے گا وہ درجہ عطا کر دے گا۔ اُس کا تو کرم سب کچھ کر سکتا ہے اُس کے لئے تو کوئی چودہ صدیاں تو کیا چودہ کروڑ صدیاں بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ تو تصوف کا اور صوفیوں کا مل کر ذکر کرنا لذت طلبی کیلئے نہیں ہے ایمان اور یقین کا وہ درجہ پانے کے لئے ہے جس پر اللہ کی ولایت نصیب ہو جائے۔

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ٥

بعثت محمد رسول اللہ ﷺ کا دھماکہ

قلوب کے دروازے کھول گیا

اسلام دو حصوں پہ منقسم ہو گیا ایک اللہ پر ایمان اور اُس ایمان کی سلامتی اور اُس کے قیام اور اُس کی مضبوطی کے لئے اللہ کی عبادت' یہ کام ہے فرد اور اللہ کے درمیان' ایک بندے اور رب کے درمیان' اگر یہ ایمان مضبوط ہوتا ہے بندہ تلاوت کرتا ہے تسبیحات پڑھتا ہے اذکار کرتا ہے سجدے کرتا ہے اللہ کی خوشنودی اور اُس کا قرب تلاش کرتا ہے تو اس کا سارا حاصل یہ ہے کہ وہ یقین جو اللہ پر ہے وہ مضبوط ترین ہوتا چلا جائے گا' یہ یقین مضبوط ہوا کہ نہیں؟ اس کا پتہ اُس وقت چلتا ہے جب ہم عملی زندگی میں جاتے ہیں اگر وہاں جا کر جھوٹ بول کر چیزیں بیچتے ہیں دھوکا دیکر لوگوں سے رقمیں لے لیتے ہیں وہاں جا کر ناجائز کام کرتے ہیں اور اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ جو عبادتیں ہم کر رہے ہیں یہ محض دکھاوا ہے اُس میں عبادت والی بات کوئی نہیں۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆

سالانہ اجتماع دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 04-7-9

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الدین عنداللہ الاسلامo

کسی بھی طرز حیات یا طریق زندگی کے ساتھ اگر عقیدت بھی شامل ہو جائے یا اُسے عبادت سمجھا جانے لگے تو وہ دین کہلاتا ہے۔ دین زندگی سے الگ کوئی چیز نہیں ہے یہی زندگی جو ہم جیتے ہیں انسانی زندگی میں' انسانی رویوں میں' انسان کے معاملات میں' اخلاقی اقدار میں یا جسے ہم تہذیب کہتے ہیں زندگی کرنے کے طریقے' اگر اُن کے ساتھ عقیدت یا اُس کا ثواب یا اُس کے اچھا ہونے کا نظریہ بھی شامل ہو جائے کہ جو میں کر رہا ہوں یہ میرے پروردگار کے نزدیک بھی مقبول ہے، تو وہ دین بن جاتا ہے۔ ہمارے ہاں جو ایک تصور عام ہے کہ جی دین ایک الگ بات ہے اور دنیا کی زندگی ایک الگ شے ہے یہ سرے سے غلط ہے اس دنیا کی زندگی کو جب عقیدت کے ساتھ جوڑ دیا جائے تو دین ہو جاتا ہے اور دین سے اگر عملی زندگی نکال دی جائے تو باقی کچھ بھی نہیں بچتا' رہبانیت رہ جاتی ہے جس سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔

دین میں بنیاد عقیدے سے ہے' ایمان سے ہے' انسانی مزاج ہے انسان یہ چاہتا ہے کہ کوئی ایسی طاقت ہو جو مجھ سے بہت بہتر بلکہ

> **اس دنیا کی زندگی کو جب عقیدت کے ساتھ جوڑ دیا جائے تو دین ہو جاتا ہے اور دین سے اگر عملی زندگی نکال دی جائے تو باقی کچھ بھی نہیں بچتا' رہبانیت رہ جاتی ہے جس سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔**

میری نظر میں بھی آنے والی نہ ہو لیکن میرے حال سے ہر حال سے واقف ہو' میری ضرورتوں سے آگاہ ہو' میری ضرورتیں پوری کرے اور ہر حال میں مجھے تحفظ دے' میری مدد کرے' یہ انسانی مزاج ہے۔ اب انسانی تاریخ میں دیکھتے ہیں کہ ایسے قبائل آج بھی شاید دنیا میں موجود ہیں جو لباس تک سے آشنا نہیں' غذا بھی جانوروں کی طرح کھاتے ہیں' کچے پکے پھل یا جو کچھ مل گیا اور اگر بنیادی ضرورتوں کا یہ عالم ہے تو وہاں اخلاقیات وغیرہ کیا ہوں گی؟ لیکن اس سب کے باوجود انہوں نے کچھ رسومات عبادات کے نام پہ ضرور اختیار کر رکھی ہوتی ہیں اور اُن کے نظریے کے مطابق کوئی ایک غیر مرئی طاقت نظر نہ آنے والی طاقت جو بہت بڑی طاقت ہے کبھی وہ اُسے سپرنس ارواح کا نام دیتے ہیں' کبھی جنوں کی پوجا کرتے ہیں' کبھی ملائکہ کی پوجا' ایک تصور بنا لیتے ہیں یعنی ایک ایسی طاقت جو اُن کے خیال میں بہت بڑی طاقت ہوتی ہے' اُس کے حالات سے واقف ہوتی ہے' اُن کی بیماریوں کا علاج کرتی ہے' اُن کی ضرورتوں کی تکمیل کرتی ہے۔

اس سے یہ اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے کہ انسانی مزاج میں ہے کہ وہ کسی ایسی ہستی کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط رکھے جو اُس کی ہر ضرورت سے واقف ہو' جو ہر چیز پہ قادر ہو' جو اُس کی تمام ضرورتیں پوری کر سکے' جو اُسے ہر

www.naqshbandiaowaisiah.com

طرح کا تحفظ دے سکے' اللہ کریم نے کتاب حکیم میں یہ متعین فرما دیا کہ جتنے بھی تصورات دنیا میں اس طرح کے ایجاد کیے گئے ہیں اور انہیں دین سمجھا گیا ہے سب فضول ہیں۔

ان الدین عنداللہ الاسلام ہ اللہ کے نزدیک اگر دین ہے تو وہ اسلام ہے۔ اسلام کی بنیاد بھی اسی بات پر ہے کہ ایک ایسی ہستی جس کی عظمتوں کی حد نہیں' جس کی قدرتوں کی انتہا نہیں' جس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں اور جو ہمارے حال سے ہم سے زیادہ بہتر واقف ہے' جو ہر چیز ہر وقت دینے پہ قادر ہے اور بہت کریم ہے' بہت محبت کرنے والا ہے' غلطیوں سے درگزر کرنے والا ہے' گناہوں کی پردہ پوشی کرنے والا ہے اور یہ وہی ہے جس نے اس کائنات کو پیدا فرمایا ہم تو ایک بہت حقیر سا ذرہ ہیں اس کائنات کا وہ ساری کائنات کا خالق ہے پھر اس کائنات میں اُس نے اپنی ایک بہترین مخلوق انسان پیدا فرمائے۔ انسان کو وہ شعور بخشا کہ مخلوق میں کسی دوسرے کو نہیں اور وہ شعور ہے اُس کی ذات کی پہچان۔ اب یہ بظاہر تو ایک چھوٹی سی بات تھی کہ اس نظام کائنات کو دیکھ کر کوئی بھی اندازہ کر سکتا تھا کہ اس میں اس قدر یعنی لمحے کے کروڑویں حصے تک اس میں اتنی خوبصورت مناسبت ہے کہ ہر کام اپنے وقت پہ ہو رہا ہے اگر زمین اور سورج کا فاصلہ ذرہ ذرہ بھی کم ہوتا رہتا تو آج تک زمین جل چکی ہوتی' تھوڑا تھوڑا بڑھتا رہتا تو ہر چیز منجمد ہو چکی ہوتی' اوقات کار اگر سورج کے چاند کے ستاروں کے بدل جاتے تو جانے کیا نتائج نکلتے؟ ہر ہر چیز میں ایسا تناسب ہے اور اتنی قوت اور اتنی طاقت سے اُسے کاربند کیا گیا ہے اُس پر کہ کائنات کا ہر ذرہ اپنی ذمہ داری نبھا رہا ہے تبھی تو یہ کاروان حیات رواں دواں ہے اور

انسان کو وہ شعور
بخشا کہ مخلوق میں
کسی دوسرے کو نہیں
اور وہ شعور ہے اُس کی
ذات کی پہچان

جب ان چیزوں کو ان کی ذمہ داریاں نبھانے کی اہلیت سے محروم کر دیا جائے گا قیامت قائم ہو جائے گی' آسمان پھٹ جائیں گے' سورج بے نور ہو جائے گا' چاند ستارے جھڑ جائیں گے' پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑ جائیں گے' سمندر بھاپ بن جائیں گے' کچھ بھی نہیں بچے گا۔ جب یہ نسبت بگڑے گی یا بگاڑی جائے گی جس طاقت جس قدرت نے اس نسبت کو قائم کر رکھا ہے وہی جب اس کے اُس تناسب کو بگاڑ دے گا تو کچھ باقی نہیں بچے گا اور وہی لمحہ قیام قیامت کا ہوگا۔

اب ایک ایسی ہستی جو ہمارے ذہن اور عقل کی رسائی سے وراالوریٰ ہے۔ ہمارے علم کی حدود سے بالاتر ہے' ہمارے خیالوں کی طاقت سے باہر ہے' ہماری نگاہوں کی پہنچ سے بہت دور ہے' ہمارے احساسات اور حواس اُسے نہیں پا سکتے' اُس کے ساتھ کیسے تعلق رکھا جائے؟ ایک عام آدمی اسے کس طرح سے پا سکے؟ اور وہ کیسے یقین کر سکے کہ وہ ہے؟ یہی وہ مشکل نقطہ ہے۔

جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا اور فلسفیوں سے کھل نہ سکا وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

یہی وہ نقطہ ہے جس کے لئے سارے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے اور اُس کے لئے نبی کریم ﷺ تشریف لائے' حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام تک جتنے نبی اور رسول آئے۔ ایسے لگتا ہے جیسے انسانیت اپنے عروج اپنے بلوغت کی طرف بڑھتی چلی گئی' اب جیسے اک ننھا بچہ ہوتا ہے اُس کی ضرورت شیر مادر کے علاوہ کچھ نہیں' تھوڑا سا بڑا ہوتا ہے تو اُسے کچھ کھانے کو چھوٹا سا لباس کچھ بڑا ہوتا ہے تو شاید جوتوں کی ضرورت پیش آ جاتی ہے' چند کھلونے اُس کی ضرورت بن جاتے ہیں' کچھ بڑا ہوتا ہے تو ایک قاعدہ اُس کے ہاتھ میں آ جاتا ہے اُسے پڑھنے پڑھانے کا شغل لگ جاتا ہے تو اس طرح سے انسانیت جوں جوں بلوغت کی طرف بڑھتی گئی اُس کا بچپن لڑکپن تھا تو عبادات بھی بچوں جیسی تھیں' آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں اللہ کریم نے

کھیتی باڑی سکھائی اور کھیتی باڑی کرنا عبادت تھا' انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے انسانی ذہن جس مقام پر تھے جتنا انسان سمجھ سکتا تھا اُس طرح کی عبادات اُس طرح کے احکام اوامر ونواہی' پھر مخصوص لوگوں کے لئے' قوموں کے شعور میں فرق تھا ایک قوم کی طرف نبی آیا اُس کے احکام مختلف تھے دوسری قوم کی طرف نبی آیا' اُسی زمانے میں اُس کے احکام مختلف تھے اُن کے لئے اُس کا اتباع ضروری تھا' قوموں کی طرف نبی آئے' علاقے محدود ہو گئے' زمانے سب کے محدود تھے کہ جب انسانی ذہن اُس لکیر سے اوپر بڑھا تو نئی شریعت آ گئی نئی کتاب آ گئی' نیا رسول آ گیا' ایک وقت ایسا آیا کہ انسانیت اپنے بلوغ کو پہنچی۔

اب انسانیت اتنی بالغ ہو چکی ہے کہ ایک زمانے میں جب کسی نے پہیہ ایجاد کیا تھا اور ایک گول سی چیز بنائی تھی اور اُسے لڑھکایا جاتا تو وہ لڑھکتی تو دیکھنے والے دنگ رہ گئے کہ یہ کیا چیز بن گئی! بھئی یہ تو دیکھو کس طرح بھاگتی ہے پھر وہ دو پہیے جوڑ کر اوپر ریڑھا بنا لیا گیا تو عقلیں دنگ ہو گئیں کہ بھئی دیکھو اسنے کیا چیز ایجاد کر لی! آج انسانی ذہن اتنے بالغ ہو گئے ہیں کہ کمسن بچہ بھی کمپیوٹر کی ایجاد پر بھی اظہار حیرت نہیں کرتا اُسے استعمال کرتا ہے انسانی ذہن اور انسانیت بالغ ہو گئی۔ جب انسان بالغ ہو گئے تو اب انہیں جگہ جگہ الگ شریعتوں کی الگ احکام کی الگ نواہی کی ضرورت نہیں تھی' تب آقائے نامدار ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا اور پہلی دفعہ یہ تصور دیا گیا کہ تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو بنی آدم ہو اور سب انسان ہو۔ آج چودہ سو پچیس سال بعد سائنسی ایجادات اس بات پہ پہنچی ہیں کہ انہوں نے دنیا کو ایک گلوبل ولیج یعنی روئے زمین کو ایک گاؤں بنا دیا ہے لیکن بعثت عالی پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ اے اولاد آدم تم سب انسان ہو اور میں سارے انسانوں کے لئے اللہ کا نبی اور اللہ کا رسول ہوں۔ سائنس کہتی ہے اب ہماری سائنس اس جگہ پہنچی ہے کہ یہ زمین آسمان سارے ایک غبار سا تھا یہ کوئی ایک شے تھی جس کی بنیاد پانی پر ہوئی' پھر یہ ایک کوہ بنا پھر اُس میں ایک بہت بڑا دھماکا ہوا اُس دھماکے کے نتیجے میں کچھ ستارے بن گئے کچھ سیارے بن گئے کہیں سورج بن گیا کہیں چاند بن گیا کوئی اور کُرے بن گئے اس طرح ایک کرہ زمین بھی بن گیا لیکن وہ دھماکا جو ہے اُس کا اثر تھما نہیں زمین کے پھر ٹکڑے بنے کہیں پانی آ گیا پھر وہ ٹکڑے رفتہ رفتہ جڑے اور براعظم بن گئے پھر ابھی وہ دھماکا تھما نہیں کہ اُدھر کی شعاعیں ادھر کی ہوائیں اُدھر' اس سے روئیدگی پیدا ہوئی پھر اُس میں جانور بن گئے' پیدا ہونے لگ گئے' گھاس پھوس پیدا ہوئی' درخت پیدا ہونے لگ گئے ندیاں نہریں بن گئیں اس کا مطلب ہے کہ وہ دھماکہ ابھی بھی تھما نہیں ہے اس لئے کہ تخلیق کا عمل مسلسل جاری وساری ہے اور یہ بات چودہ سو سال پہلے قرآن پاک نے بتائی تھی کہ زمین وآسمان ایک شے تھے۔ ففتقنٰھما۔ ہم نے انہیں الگ کر دیا۔ اب سائنس اُسے بیگ بین یا بڑا دھماکہ اُس الگ کرنے کو کہتی ہے لیکن وہ اتنا بڑا دھماکا تھا کہ اُس کا اثر رکا نہیں ابھی اُس کی رفتار میں بھی کمی نہیں آئی کہ پہلے اگر بچہ نو مہینے میں پیدا ہوتا تھا تو اب اٹھارہ مہینے میں ہوتا ہو اُس حرکت میں کمی آ گئی ہے یا پہلے ایک درخت دو سال میں بنتا تھا تو اب وہ درخت بیس سال میں' ایسا بھی نہیں ہوا۔ اُس کی قوت اُس کی کارکردگی اُس کی رفتار اُس طرح جاری وساری ہے اور ساری کائنات ابھی اُسی لرزے سے اُس حرکت سے متحرک ہے۔

جتنی عبادتیں ہیں وہ صرف اس لئے ہیں کہ انسان کی عملی زندگی کو سنوار دیں اور وہ ایسی ہو جائے جس پر اللہ راضی ہوتا ہو۔

دوسرا بڑا دھماکہ عالم انسانیت میں ہے بعثت محمد رسول اللہ ﷺ اتنا بڑا دھماکہ کہ انسانی ذہنوں سے لیکر انسانی قلوب تک کو جھنجھوڑ کے رکھ دیا اور اس طرح علوم انڈ لیے کہ ایک زمانہ ہے بعثت عالی سے پہلے کا' ایک زمانہ

ہے مکہ مکرمہ میں ایک شخص ہوا۔ زید بن عمرو بن نفیل وہ کہتا تھا یار یہ جو کچھ تم کہتے ہو یہ بتوں نے بنایا بتوں کو خود ہم نے بنایا ہے بتوں نے یہ کیسے بنا دیا یہ تو کوئی سمجھ میں آنے والی بات نہیں! پھر تم کہتے ہو فرشتے' کہاں ہیں فرشتے؟ کون ہیں فرشتے؟ کبھی کہتے ہو جن ہیں' کوئی دیکھا تم نے جن؟ کس سے ملاقات ہوئی؟ کسی نے بتایا تمہیں کہ میں نے یہ کائنات بنائی ہے؟ یار یہ جو کچھ کہتے ہو اس کی سمجھ نہیں آتی' کوئی ہے جس نے بنائی ہے' کون ہے؟ کیسا ہے؟ کہاں ہے؟ اس کا کوئی سرا نہیں ملتا' پھر اُس شخص نے جہاں تک ممکن ہو سکا سفر کیا' عیسائیوں کے معابد میں گیا' یہودیوں کے معابد میں گیا اُن کے علما کے پاس گیا اُس کے سوال کا تسلی بخش جواب اُسے کہیں نہیں مل سکا' پھر وہ واپس آخری عمر میں بیت اللہ شریف کے سامنے بیٹھا رہتا تھا اور اُس کی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ وہ کہتا تھا کہ یہ بات نہیں ہے جو تم کر رہے ہو ہاں کوئی ہے مجھے نہیں پتہ کہ وہ کیسے راضی ہو؟ وہ کہتا میں نہیں جانتا تو کون ہے تو کہاں ہے' تو ہے' زمین سے مٹی لیتا ہاتھ پہ رکھ کے اُس پہ پیشانی رکھ دیتا کہ میں اپنی سمجھ کے مطابق تیری عبادت کر رہا ہوں تو اس کو میری عبادت مان لے' میں جانتا ہوں تو ہے' کیسا ہے تو؟ کہاں ہے تو؟ کیا چاہتا ہے؟ کس بات پہ راضی ہے؟ کس پہ ناراض ہے؟ اس کا مجھے پتہ نہیں۔ اُس نے کچھ شعر بھی کہے تھے مجھے ایک آدھ شعر یا درہ گیا' کہیں میں نے اُس کے دیکھے تھے۔ وہ کہتا تھا۔

ا رب واحد ام الف رب o بنانے اور پالنے اور مسلسل تخلیق کار اور اس تخلیق کا نگہبان کوئی ایک ہے ایک سے زائد دو بھی ہوتے تو یہ عمل کہیں نہ کہیں اُن کی لڑائی کی نذر ہو

> **عقل اپنی ساری قوت کے باوجود دل کی محتاج ہے حکم دل کا چلتاہے بادشاہ دل ہے۔**

جاتا کہیں نہ کہیں جھگڑا پیدا ہو جاتا کہیں نہ کہیں زیروزبر ہو جاتا ہے یہ کوئی اکیلی ہستی ہے۔

ا رب واحد o پالنہار ایک ہے خالق ایک ہے اور پالنہار ایک ہے ہزاروں نہیں ہو سکتے جو تم نے گھڑ رکھے ہیں تم کہتے ہو صحت دینے والا اور ہے بچے دینے والا اور ہے بارش برسانے والا اور ہے اگر کبھی ان کی آپس میں ناچاقی ہو جائے تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا' یہ نہیں ہو سکتا' یہ ممکن نہیں ہے۔

ءَ رب واحد ام الف رب ءِ دین اذا تقسمته الامورo

اور جب کام بانٹ دیئے جائیں تو یہ کونسا دین ہے' اس میں کونسی عقیدت رہ گئی' کس کس کو پوجو گے؟ بیٹے دینے والے کو پوجو گے' روٹی دینے والے کو پوجو گے' مویشی پالنے والے کو پوجو گے' درخت پالنے والے کو پوجو گے' بارش برسانے والے کو پوجو گے' یہ تو آدمی پورا نہیں ہو سکتا اور نہ یہ دین کہلا سکتا ہے کہ ہزاروں معبود بنا لئے جائیں یہ سب غلط ہے پھر کہتا تھا

ترکت لات والا عزی

جمیعا o میں یہ تمہارے لات ومنات اور عزیٰ ان سب سے بیزار ہوں۔ کذالک یفعل رجل بصیرہ' اور جس بندے کو بھی اللہ نے بصیرت دی وہ میری طرح ہی کرے گا' ان سب سے بیزار ہوگا۔

اس اتنے بڑے سوال کا جواب دیا بعثت آقائے نامدار ﷺ نے' اتنا بڑا دھماکا ہوا انسانی ذہن تو ذہن قلوب تک کے دروازے وا ہو گئے' اُن کی آنکھیں نہ دیکھ سکیں لیکن انہوں نے رب العلمین کو دیکھنے سے زیادہ یقین کر لیا اُن کے کان اُس کی آواز نہ سن سکے لیکن انہوں نے اُس سے باتیں کرنا شروع کر دیں' مشت غبار اٹھا اُس نے اُسے پا لیا اُسے پہچان لیا اُسے دیکھ لیا اُس کے روبرو دست بستہ کھڑا ہو گیا اور اُس سے گفتگو شروع کر دی۔ انسانیت کا سرا کسی کو نہیں ملتا تھا کہ آگا کیا ہے پیچھا کیا ہے؟ آئے کہاں سے جائیں گے کہاں؟ اتنا بڑا دھماکہ ہوا کہ آج کے کسی جنگل میں بیٹھے ہوئے

چرواہے سے پوچھو تو اُس کے ذہن تک بھی وہ لہر پہنچ گئی ہے کہ قیامت بھی ہے آخرت بھی ہے حساب کتاب بھی ہے ثواب گناہ بھی ہے رب العلمین بھی ہے اُس کے حضور ہمیں جانا بھی ہے کسی سکول نہیں گئے کسی مدرسے نہیں گئے یہ بعثت عالی ﷺ کا اس کا ہے جس طرح تخلیق کائنات کا جو دھماکہ تھا اُس کا اثر ابھی تک جارہا ہے اس طرح بعثت عالی ﷺ کا جو اثر تھا جو انسانیت میں ایک اتنا بڑا دھماکہ ہوا کہ اللہ کریم سے ذہن یوں آشنا ہو گئے جیسے صدیوں ہی سے اللہ کے ساتھ رہتے بستے آئے ہیں' بھئی اپنا اللہ ہے اپنا مالک ہے اُس کے ساتھ تو ہماری بڑی بے تکلفی ہے' یہ کس نے کرا دیا؟ مشت غبار! یہاں تک بات پہنچی کہ لوگ اُس کے جمال کے طالب ہو گئے اور اُس سے عشق کے دعوے کرنے لگے۔ ارے کہاں یہ مشتِ غبار جسے اُس کی خبر نہیں ملتی تھی اور کہاں یہ واقفیت کہ اُس پہ عاشق ہونے لگا۔ بعثت عالی ﷺ نے انسان کو دو رخ دیئے' آشنا کر دیا مالک کائنات سے ساتھ اُس کی مرضیات سے بھی' ایک یقین تو یہ بھی ہے کہ تیرا مالک اللہ ہے' خالق اللہ ہے' رازق اللہ ہے' نگہبان اللہ ہے' تیری ساری ضرورتیں پوری کرنے والا اللہ ہے' تیرا رکھوالا' ہر حال میں تیرے ساتھ اللہ ہے' تیری رگ جان سے بھی قریب تر اللہ ہے' وہ تیرے ساتھ ہے تو جہاں کہیں بھی ہے' اب تو ایک ذرہ بے مقدار ہے' لاشیء ہے' وہ خالق کائنات ہے وہ تیرے ساتھ ہے' اب تو اُس سے بگاڑ کے جینا چاہتا ہے یا بنا کے رکھنا چاہتا ہے؟

اگلا سوال یہ آ گیا کہ اتنی بڑی ہستی جو کائنات کی خالق ہے' جس کی قدرت کاملہ کی کوئی حد نہیں ہے' جو سوچوں سے وری الوری ہے لیکن تیرے ساتھ ساتھ ہے' تیرے سینے میں تیرے نہاں خانہ دل میں بستی ہے' رگ جاں

یہ ساری محنت ومجاہدہ کیا ھے؟ کہ قلب میں شعور آجائے ذات باری کا' عظمت پیامبر ﷺ کا' بعثت عالی ﷺ کا' مقصد بعثت محمد رسول اللہ ﷺ کا۔

سے قریب ہے' تو اُس سے بگاڑ کے رہنا چاہتا ہے یا بنا کے رکھنا چاہتا ہے؟ ظاہر ہے ہر شخص بنا کے رکھنا چاہے گا بنا کے رکھنا چاہتا ہے تو پھر وہ کر جس پر وہ راضی ہو جائے' سونے جاگنے اُٹھنے بیٹھنے جینے مرنے سے لیکر کاروبار حیات میں ہر وقت کام وہ کر جس سے وہ بھی خوش ہو اور تیرا کام بھی ہو' بھوک تو لگنی ہے' کھانا تو نے کھانا ہے' کسی کا چھین کر کھائے گا تو وہ روٹھ جائے گا' ناراض ہو جائے گا' یا تو وہ تجھ سے الگ ہو جاتا چلا جاتا اور تیری جان چھوٹ جاتی وہ بات نہیں ہے' رہے گا تیرے ساتھ ہی' تو کسی کا چھین کر کھا رہا ہے وہ اپنی جگہ بل کھا رہا ہے تو خیر کھا لے آج تو مجھے تو سمجھ رہا ہے کہ تو مجھے پریشان کر رہا ہے میری شان میں تو کوئی فرق نہیں آئے گا لیکن تیرا یہ کردار میرے پاس امانت ہے' جس دن تو روبرو آئے گا میں یہ تجھے بتا دوں گا کہ یہ تو نے سمجھا تھا مجھے پریشان کر رہا ہے' یہ پریشانی تیری امانت رکھی ہے اپنی لے لے اور اگر تو اُس کی مرضیات کے مطابق مزدوری کر کے کما کے حلال طیب پاک کھاتا ہے پیٹ بھر بھی جائے گا لیکن وہ تجھ سے بہت راضی ہوگا وہ تیری خطائیں معاف کر دے گا تجھے مزید اپنا قرب عطا کر دے گا تجھے احساس ہونے لگے گا کہ واقعی وہ میرے ساتھ ہے۔ نافرمانی کرے گا رہے گا تیرے ساتھ لیکن تیرے احساسات مردہ ہوتے چلے جائیں گے اور تو ایک اُس جگہ کھڑا ہوگا کون ہے خدا؟ کہاں ہے خدا؟ ہوگا تیری رگ جاں سے قریب لیکن تو اپنے فہم میں اسقدر دور چلا جائے گا' اگر اُس کی پسند کے مطابق کرے گا وہ جتنا تجھ سے راضی ہوگا اتنا تیرے شعور کو کشادہ کرتا چلا جائے گا اور تو اتنا محسوس کرنا شروع کر دے گا کہ واقعی میرا رب میرے پاس ہے پھر تو بیگار کے سجدے نہیں کرے گا پھر تو اُسے دیکھ کے سجدے کرے گا اور اُس کے روبرو سجدے کرے گا تو اسلام دو حصوں پہ منقسم ہو گیا ایک اللہ پر ایمان اور اُس ایمان کی سلامتی اور اُس کے قیام اور اُس کی مضبوطی کے لئے اللہ کی عبادت' یہ کام ہے فرد اور اللہ کے درمیان' ایک بندے اور رب کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

درمیان' اگر یہ ایمان مضبوط ہوتا ہے بندہ تلاوت کرتا ہے تسبیحات پڑھتا ہے اذکار کرتا ہے سجدے کرتا ہے اللہ کی خوشنودی اور اُس کا قرب تلاش کرتا ہے تو اس کا سارا حاصل یہ ہے کہ وہ یقین جو اللہ پر ہے وہ مضبوط ترین ہوتا چلا جائے گا' یہ یقین مضبوط ہوا کہ نہیں؟ اس کا پتہ اُس وقت چلتا ہے جب ہم عملی زندگی میں جاتے ہیں اگر وہاں جا کر جھوٹ بول کر چیزیں بیچتے ہیں دھوکا دیکر لوگوں سے رقمیں لے لیتے ہیں وہاں جا کر ناجائز کام کرتے ہیں اور اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ جو عبادتیں ہم کر رہے ہیں یہ محض دکھاوا ہے اُس میں عبادت والی بات کوئی نہیں۔ ان الصلوۃ تنھیٰ عن الفحشا والمنکر۔ عبادت جو بھی ہے صلوۃ صرف نماز کے لئے نہیں ہے صلوۃ سے مراد ہے عبادات الٰہی' جتنی عبادتیں ہیں وہ صرف اس لئے ہیں کہ انسان کی عملی زندگی کو سنوار دیں اور وہ ایسی ہو جائے جس پر اللہ راضی ہوتا ہو وہ کیسی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے سکھائی۔ اللہ کا حکم ہو مانا اُس طریقے سے جائے جس طریقے سے حضور ﷺ نے سکھایا ہے۔ انسان ہے اس کا وجود مادی ہے عقل مادی ہے عقل کا کام اس مادی وجود کی دیکھ بھال اس کی ضرورتوں کا احساس اس کے دکھوں تکلیفوں کا احساس اس کے آرام کا شعور' یہ عقل کا کام ہے۔ اب عقل سوچتی ہے کہ اسے دولت مل جائے اسے شہرت مل جائے اور اسے حکومت مل جائے اسے

اقتدار مل جائے اُس کے لئے عقل کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ اُس کے لئے وہ صحیح طریقے استعمال کرے کہ میںز فیئر Means Fair ہونے چاہیں اس کو عقل کی ضرورت نہیں ہے عقل کو تو اپنے کام سے غرض ہے جس طرح آج ہمارے گرد ہو رہا ہے ایک بندہ اقتدار چاہتا ہے تو کوئی بھی بہانہ کر لیتا ہے مجھے بھلائی مقصود

اگر ستر اسی سال بھی غفلت میں گنوا چکا ہے آج عہد کر لے کہ میں واپس آتا ہوں تو وہ ستر اسی سال کا فاصلہ کاٹ کر اسے حضور بارگاہ الٰہی میں کھڑا کر دیا جاتا ہے۔

ہے کہیں کوئی روٹی کپڑا اور مکان ہے یہ سارے نعرے کیا ہیں؟ حیلے ہیں اقتدار تک پہنچنے کے باقی ان سے مراد کچھ بھی نہیں ہے' مقصد کچھ بھی نہیں' یہ عقل سکھائی ہے نا! ہم بازار میں نکلتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ سب سے زیادہ دولت ہم کما لیں' ہم جھوٹ بول کر کما لیں دھوکا دے کر کما لیں نقلی چیز بیچ کر' پیسے ہونے چاہئیں لیکن وہ احساس و شعور جو بطفیل نبی کریم ﷺ نصیب ہوتا ہے وہ آڑے آ جاتا ہے وہ عقل کو کہتا ہے تو تو راضی ہے تجھے اُس لذت کا پتہ ہی نہیں جو روح کو دل کو قلب سلیم کو نصیب ہوئی۔ عقل اپنی ساری قوت کے باوجود دل کی محتاج ہے حکم دل

کا چلتا ہے بادشاہ دل ہے۔ آج کسی بھی ایسے بندے سے پوچھ لیں ایک جواری سے پوچھ لیں جوا کیوں کھیلتے ہو؟ یار تو نے تو ساری جائیداد بھی ہار دی اُس کی اپنی عقل بھی کہتی ہے کہ بڑا نقصان کیا' وہ کہتا ہے دل کرتا ہے اس میں مزا آتا ہے۔ اب بات تو وہ دل کی مان رہا ہے عقل تو اُسے سمجھا رہی ہے کہ اس میں نقصان ہو رہا ہے۔ اس طرح جتنی کوتاہیاں یا غلطیاں یا بُرائیاں ہم کرتے ہیں اُن کے پیچھے دل ہوتا ہے دل چاہتا ہے کہ یہ کریں عقل اُس کی تعمیل کے اسباب یا ذرائع جو ہیں اعضاء و جوارح کو حکم دیتا ہے وہ تعمیل کرتے ہیں۔ لیکن اگر دل زندہ نہ رہے تو پھر عقل کی اپنی بادشاہی ہو جاتی ہے پھر دل عقل کے مشوروں پہ فیصلے دیتا ہے وہ کہتا ہے۔ یہ لے لیں' وہ کہتا ہے لے لو' اس کا گلا کاٹ دیں چلو کاٹ دو' اس پر بمبارمنٹ کرنی چاہئے کر دو' اس کو تباہ کر دینا چاہئے کر دو۔ لیکن جب دل میں شعور اور آگہی ہوتی ہے تو وہ تباہ کرنے کے اسباب پوچھتا ہے کہ اسے کیوں تباہ کیا جائے؟ کیا اس کی تباہی کے علاوہ کوئی علاج نہیں؟ کیا اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں؟ کیا یہ اللہ کی مخلوق نہیں؟ کیا اس کا حساب رب العلمین نہیں لے گا؟ میں اس کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ جس کی مخلوق ہے وہ فیصلہ کرے ہاں جہاں اُس کا حکم ہوگا وہاں تباہ کر دو میں تباہ کر دوں گا' جہاں اُس کا حکم ہوگا باقی رکھو میں باقی رکھوں گا۔ تو کردار پہ چھاپ نظر آتی ہے یا عقل

www.naqshbandiaowaisiah.com

مادی کی یا قلب سلیم کی۔ اب جو مجاہدہ کیا جاتا ہے ذکر اذکار کئے جاتے ہیں مراقبات کئے جاتے ہیں یہ جو More Over پہلے پانچ نمازیں فرض ہیں وہ پوری بمشکل ہوتی ہیں رمضان پورا نہیں رکھا جاتا زکوۃ دی نہیں جاتی جو پہلے احکام موجود ہیں حلال وحرام کے اُن پر عمل مشکل ہو رہا ہے پھر مزید اُن پہ بوجھ ڈال دو کہ اتنا وقت ذکر بھی کرو اور اللہ اللہ بھی کرو اور مراقبے بھی تو یہ تو ایک More Over ہو گیا یہ فالتو بوجھ ہو گیا فائدہ کیا اس کا؟ یہ فالتو نہیں ہے یہ جو عبادات ہم کرتے ہیں اُن کو رسم نہ بنایا جائے اُن میں خلوص بھی ہو اور دل بھی شامل ہو' اُس دل کو زندہ کرنے کے حیلے ہیں' یہ ساری محنت ومجاہدہ کیا ہے؟ کہ قلب میں شعور آ جائے ذات باری کا' عظمت پیامبر ﷺ کا' بعثت عالی ﷺ کا' مقصد بعثت محمد رسول اللہ ﷺ کا' بعثت عالی ﷺ کا مقصد کیا ہے اور؟ میں اگر چہ حقیر ذرہ ہوں لیکن کیا اُس مقصد کے لئے کچھ میں بھی کر سکتا ہوں یہ شعور آ جائے کہ میری حیثیت کچھ نہ سہی لیکن جو مقصد بعثتِ محمد رسول اللہ ﷺ ہے اتنا بڑا دھماکہ ہوا جس نے انسانی قلوب کو ہلا کر رکھ دیا اُسکے لئے کچھ میں بھی کر سکتا ہوں اور جو کر سکتا ہوں وہ کر گزرے۔ یہ جرات پیدا کرنے کے لئے یہ ساری محنت کی جاتی ہے کلا بل ران علی قلوبھم. عقل عیار ہے سو بہانہ تراشتی ہے اور عقل کا ساتھ دیتے دیتے انسانی دلوں پہ زنگ لگ جاتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا لکل شیء صقالته. ہر چیز کا زنگ اُتارنے کی ایک پالش ہوتی ہے۔ وصقالته القلوب ذکر الله او کماقال رسول الله ﷺ۔ دلوں کا زنگ اُتارنے کے لئے اللہ کا ذکر ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ ذکر الٰہی کا نتیجہ اگر دل کو صاف کرنا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ جتنا دل روشن ہو گا اُتنی اُس میں عظمت

> میں کوئی رواجی پیر نہیں ہوں کوئی رسمی پیر نہیں ہوں آپ سے بڑا نہیں ہوں کوئی آپ کا بزرگ نہیں ہوں کوئی مافوق الفطرت انسان نہیں ہوں بارگاہ عالی ﷺ کا ایک غلام ہوں جس ہستی نے مجھے کوئی ذرہ درد کا دیا تھا اُس نے بانٹنے کا حکم دے دیا اُس کے تعمیل ارشاد میں لگا ہوا ہوں اس سے زیادہ میرا کسی کے ساتھ کوئی لینا نہیں ہے

الٰہی اتنی اُس میں عظمت پیامبر ﷺ مرتسم ہو گی اتنا وہ مقصد بعثت سے آشنا ہو گا اور جب مسجد سے اٹھے گا تو مقصد بعثت عالی ﷺ کی تکمیل میں لگ جائے گا زندگی اُس میں گزار جائے گا سر کٹانا پڑے گا تو کٹا دے گا جھکانا پڑے گا' جھکا دے گا' جہاں سر بلند ہو کے چلنا پڑے گا وہاں اٹھا لے گا وہ سمجھ جائے گا یہ سر میرا نہیں ہے میرے پاس امانت ہے جہاں وہ جھکنے کو کہتا ہے وہاں سبحان ربی العظیم. سبحان ربی الاعلیٰ. جہاں وہ کٹانے کو کہتا ہے وہاں کٹا دیں گے جہاں جہاد کا حکم مل جائے گا جہاد کریں گے جو کہے گا کریں گے اور کریں گے تکمیل بعثت محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے۔ اپنی جواں مردی کے لئے نہیں اپنی دلیری کے لئے نہیں اپنی شہنشاہی کے لئے نہیں دولت سمیٹنے کے لئے نہیں حکومت بنانے کے لئے نہیں کریں گے ایک مقصد کے لئے اور وہ مقصد ہے جو مقصد بعثت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

اللہ کریم سب کی محنت قبول فرمائے میں نے یہ سرسری سا جائزہ اس لئے لیا ہے کہ اللہ نے آپ کو توفیق بخشی ہے آپ اپنا وقت لے کر آئے اپنی ضرورتیں چھوڑ کر آئے اپنے اخراجات کر رہے ہیں اپنی راتوں کو بے آرام کر رہے ہیں اس سارے مجاہدے کو آزمایئے گا کہ کیا عملی زندگی کو تبدیل کرتا ہے یا نہیں؟ یاد رکھیں نتیجہ عملی زندگی پر ہو گا۔ نتیجہ مراقبات پر نہیں ہو گا نتیجہ اذکار پر نہیں ہو گا نتیجہ نمازوں پر نہیں ہو گا' نمازیں صلوۃ ذکر اذکار یہ اس لئے ہیں کہ دل آشنا ہو جائے مقصد حیات سے' مقصد حیات آپ کو بازار میں فیلڈ میں میدان میں ملے گا وہاں جا کر ہم جو کرتے ہیں نتیجہ اُس پر ہو گا اگر وہ درست نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ابھی ہمارے اذکار میں ہماری نمازوں میں کمی ہے کوئی میسنگ لنک ہے کہیں کوئی خرابی ہے' کیوں؟ وہ نتیجہ مرتب نہیں ہو رہا ہے جتنی نمازیں ادا کی جاتی ہیں اگر اتنے نمازی مقصد بعثتِ آقا نامدار ﷺ سے آشنا ہو جائیں اور اُس کے لئے کمر بستہ ہو جائیں تو دنیا میں آج بھی سب سے بڑی طاقت مسلمان ہیں پچیس

تمیں لاکھ آدمی اگر حج سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور سعادت نصیب ہوتی ہے انہیں رسم ادا کر کے چلے نہ آئیں اور حج انہیں ایک جگہ پہ کھڑا کر دے کہ اب یہ تیس لاکھ بندے ایک مٹھی کی طرح ہیں اور یہ مقصد بعثت رسول اللہ ﷺ کے لئے جئیں گے ہے کوئی دنیا کی طاقت کہ انہیں روک دے۔

لیکن ہم نے عبادت کو بطور رسوم اپنا لیا اور مقصد عبادت سے ہم الگ ہو گئے تو یہ کوشش جو ہے یہ صرف اس لئے ہے کہ ہمیں مقصد عبادت کی بھی سمجھ آئے کیوں اللہ کی عبادت کرتے ہیں؟ اس لئے کہ وہ ہم سے راضی ہو، کیسے راضی ہوگا؟ عملی زندگی میں جب ہم اُس کی اطاعت کریں گے اُس کے نبی ﷺ کا اتباع کریں گے اور سب سے زیادہ رعایت بعثتِ نبی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بے شمار رعایتیں ملیں انسانیت کو جو گنی نہیں جا سکتیں۔ ایک کا ذکر کروں گا کہ اگر ستر اسی سال بھی غفلت میں گنوا چکا ہے آج عہد کر لے کہ میں واپس آتا ہوں تو وہ ستر اسی سال کا فاصلہ کاٹ کر اُسے حضور بارگاہ الٰہی میں کھڑا کر دیا جاتا ہے۔

التائب من الذنب کمن لاذنب لہ۔

او کما قال رسول اللہ ﷺ۔ خلوص دل سے جب توبہ کرلو پھر سمجھ لو تم نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ اتنی بڑی رعایت بھی ساتھ ہے کہ اگر مقصد بعثت کے علاوہ زندگی کے اوقات کوئی ضائع کر چکا ہے تو آج واپس آجائے آج شروع کر دے پہلی ساری خطائیں معاف کر دی جائیں گی بلکہ جتنا گڑ ڈالے گا اتنا میٹھا ہوگا جتنے خلوص سے کرے گا یہ بھی ممکن ہے۔ اللہ اُس کے گناہوں کے بدلے اُسے نیکیاں عطا کر دے اُس نے گناہ کئے تھے وہ اُسے نیکیاں عطا کر دے تبدیل کر دے۔ خطاؤں کو بھی نیکیوں میں تبدیل کر دے وہ قادر ہے تو میرے بھائی یہ کوئی رسم نہیں ہے میں کوئی رواجی پیر نہیں ہوں کوئی رسمی پیر نہیں ہوں آپ سے بڑا نہیں ہوں کوئی آپ کا بزرگ نہیں ہوں کوئی مافوق الفطرت انسان نہیں ہوں بارگاہ عالی ﷺ کا ایک غلام ہوں جس ہستی نے مجھے کوئی ذرہ درد کا دیا تھا اُس نے بانٹنے کا حکم دے دیا اُس کے تعمیل ارشاد میں لگا ہوا ہوں اس سے زیادہ میرا کسی کے ساتھ کوئی لینا نہیں ہے لاکھوں افراد آجائیں تو انہیں دے کر میری کوئی حیثیت بڑی نہیں ہو جاتی اور کوئی بھی نہ آئے تو میرا کچھ نہیں بگڑے گا چونکہ میرا کام لوگوں سے نہیں اُن لوگوں سے ہے جنہوں نے مجھے اس ڈیوٹی پہ کھڑا کر دیا اُس بارگاہ سے ہے۔ آپ کا اپنا کام ہے آپ نے اپنے لئے کرنا ہے۔ لہٰذا جو چیز اصلاح کے لئے بنی ہے اُسے بگاڑ کا سبب نہ بنائیں درمیان میں مجھے بھی رکاوٹ نہ سمجھیں۔ میرا کام ہے آپ کو اسباق دینا کوئی طریقہ سکھانا اور جو کچھ برکات اللہ نے اور میرے شیخ نے میرے سینے میں ڈالی ہیں آپ پر نچھاور کرنا یہ اس میں میرا خلوص چاہیے میں کہاں تک اُس میں مخلص ہوں یہ میرا اور میرے رب کا معاملہ ہے۔ آپ کا معاملہ اپنی ذات کے ساتھ ہے کہ آپ اپنے ساتھ کتنے مخلص ہیں کیا لے کے جاتے ہیں اور عملی زندگی میں اس کا کیا نمونہ پیش کرتے ہیں۔

اللہ کریم مجھے بھی دنیا و آخرت کی شرمساری سے بچائے اور آپ سب کو بھی دنیا و آخرت کی ذلت اور شرمساری سے پناہ میں رکھے۔ و آخر

دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دلوں کا زنگ اتارنے کے لئے اللہ کا ذکر ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ ذکر الٰہی کا نتیجہ اگر دل کو صاف کرنا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ جتنا دل روشن ہوگا اتنی اُس میں عظمت الٰہی اتنی اُس میں عظمت پیامبر ﷺ مرتسم ہوگی اتنا وہ مقصد بعثت سے آشنا ہوگا اور جب مسجد سے اٹھے گا تو مقصد بعثت عالی ﷺ کی تکمیل میں لگ جائے گا زندگی اُس میں گزار جائے گا سر کٹانا پڑے گا تو کٹا دے گا جھکانا پڑے گا جھکا دے گا' جہاں سر بلند ہو کے چلنا پڑے گا وہاں اٹھالے گا وہ سمجھ جائے گا یہ سر میرا نہیں ہے میرے پاس امانت ہے جہاں وہ جھکنے کو کہتا ہے وہاں سبحان ربی العظیم۔ سبحان ربی الاعلی۔ جہاں وہ کٹانے کو کہتا ہے وہاں کٹا دیں گے جہاں جہاد کا حکم مل جائے گا جہاد کریں گے جو کہے گا کریں گے اور کریں گے تکمیل بعثت محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے۔ اپنی جواں مردی کے لئے نہیں اپنی دلیری کے لئے نہیں اپنی شہنشاہی کے لئے نہیں دولت سمیٹنے کے لئے نہیں حکومت بنانے کے لئے نہیں کریں گے ایک مقصد کے لئے اور وہ مقصد ہے جو مقصد بعثت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

کمالات ذکر

بعض لوگوں کو غلطی لگتی ہے کہ ذکر کرنے سے یا عبادت واطاعت سے مجھے مختلف کمالات کیوں حاصل نہیں ہوتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اطاعت کا ثمرہ تقویٰ ہے۔ لہذا ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ پہلے میرے دل کی، میرے اعمال کی اور میرے احساسات کی حالت کیا تھی اور ذکر اذکار یا عبادت کرنے کے بعد میری قلبی کیفیت اور میرے اعمال میں کیا تبدیلی آئی۔ اگر واقعی اللہ کی نافرمانی کم ہو رہی ہے اور جذبہ اطاعت پیدا ہو رہا ہے تو جس مجلس کی یہ برکات ہیں وہ حق ہے۔ اور اگر محض وقتی ہیجان اور جوش ہے مگر دل میں کوئی ایسی تبدیلی نہیں آ رہی جو بدن کو منہیات سے روک دے تو وقت کا ضیاع ہے۔ کشف وکمال حاصل ہو نہ ہو کوئی مزید انعام تو کوئی خرج نہیں مگر تقویٰ ضرور حاصل ہونا چاہیے خواہ کسی درجے میں ہو۔ ہر شخص کا تقویٰ بھی اس کی ہمت کے مطابق ہوگا۔"

ماخوذ از "کنز الطالبین"

تعاون

حاجی محمد رفیق

امین ٹاؤن۔ نشاط آباد، فیصل آباد

فون نمبر 041-750139

اٹھو نوجوانو!

اٹھو نوجوانو! زمیں کو ہلا دو
ہر اک دل کے اندر مدینہ بسا دو
اٹھی ہیں گھٹائیں یہ تاریکیوں کی
تم ذکرِ باری کا سورج چڑھا دو
غلامی محمد کی اپناؤ پھر سے
بتوں کی خدائی کو جگ سے مٹا دو
بڑوں کی نگاہوں پہ لالچ کے پردے
اٹھو چھین کے سارے پردے ہٹا دو
ہے سودی معیشت، یہودی سیاست
ہنودی رسومات کو اب جلا دو
یہاں ہوگی اب دین کی بادشاہی
فضائے وطن کو یہ مژدہ سنا دو
اٹھو! نعرہ حق کو پھر لے کے اٹھو!
حکومت کے محلوں میں ہلچل مچا دو
سپاہی ہو دیں کے تو میداں میں آؤ
فقیر اب زمانے کو کر کے دکھاؤ

سیماب اویسی

ماخوذ از "دیدہ تر"

تعاون

ناصر جمال

اے۔ کے۔ کے

انٹرپرائزز

مینوفیکچر اینڈ سپلائر آف ٹیکسٹائل ایسیسریز (Accessories)

جناح کالونی فیصل آباد فون 0300-6675840

www.naqshbandiaowaisiah.com

عشق و محبت نہیں جنوں مقصود ہے

یہ جو ذکر میں کمی آتی ہے، نمازیں چھوٹتی ہیں یا معاملات میں کوتاہیاں اور غلطیاں ہوتی ہیں' گناہ صادر ہونے لگتے ہیں اس کے پیچھے طلب میں کہیں فتور آتا ہے' کھٹ پٹ کہیں ہوتی ہے طلب الٰہی میں' تو جب کبھی ایسا ہو اللہ سے رجوع کرو' توبہ کرو اور دعا کرو کہ یا اللہ میں نالائق ہوں مجھے تیری طلب کی بھی سمجھ نہیں ہے کہ کیا کروں' مجھے طلب بھی دے اور طلب کی آرزو بھی دے اور اُس کا شعور اور احساس اور ادراک تو ہی دے۔ مجھے کہو گے میں کیا کرلوں گا؟ کسی اور سے کہو گے وہ کیا بگاڑ لے گا؟ سارے ہی تو ایک جیسے ہیں سب محتاج ہیں اور سب نے وہیں درخواست کرنی ہے اور اُسے سب سے زیادہ بات پسند آتی ہے جب کوئی بندہ اپنا دکھ لے کے خود جاتا ہے وہ بڑا پسند کرتا ہے' وہ چاہتا ہے کہ ہر بندہ میرے پاس آئے میرے ساتھ بات کرے کیا تکلیف ہے اُسے مجھے بتائے' میرے ساتھ تو اپنا تعلق قائم کرے پھر میں جانوں اور وہ جانے

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 4-4-2004

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلناo

العنکبوت ۶۹

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جو لوگ ہمارے لئے محنت کرتے ہیں انہیں ہم اپنی بارگاہ کے متعدد راستے دکھادیتے ہیں سادہ سا جملہ ہے لیکن انسانی زندگی میں مشکل ترین کام ہے۔ انسان کا مزاج ایسا ہے کہ وہ کسی باطل فرقے سے بھی منسلک ہو خدا نہ کرے تو ہر کافر فرقے میں بھی ایک غیبی قوت کی ایک گنجائش ہوتی ہے' اُسے خواہ وہ ارواح کہیں' خواہ اُسے وہ جن مانیں' خواہ اُسے وہ فرشتے مانیں' اُسے دیوی مانیں' اُسے دیوتا مانیں کسی نام سے بھی یاد کریں انسانی مزاج میں ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کوئی ایک ایسی غیبی طاقت ہو جو میری حفاظت کرے' جو میری مشکلات میں میرے کام آئے' جو میری باتیں سنے میرے دکھ بانٹے اور یہ انسانی تاریخ میں ہے کہ جو لوگ جنگلوں میں ویرانوں میں تہذیب سے ناآشنا لباس تک سے ناآشنا وحشیوں کی طرح اُن کا کھانا پینا رہنا سہنا لیکن کسی غیبی طاقت کا تصور اُن میں بھی ہے اور اُسے خوش کرنے کے لئے اُن میں بھی رسومات ہیں' کچھ الٹ سلٹ کلمات ہیں' کچھ ٹونے ٹوٹکے ہیں۔

یہ دراصل مزاج انسانی میں رب العٰلمین نے اپنی طلب کی جگہ بنائی ہے۔ انسان کوئی معمولی اکائی نہیں

> **نام نامی سے باہر محبت کا تصور نہیں ہے**
> **اس م ح م د کو درمیان سے نکال دیں تو نفرت ہی نفرت ہے' محبت کا تصور ہی نہیں ہے' نہ پہلے تھا' نہ اب ہے' نہ کبھی ہوگا**

ہے

اس ساری کائنات کا خلاصہ ہے۔ پوری کائنات عالم خلق سارا عالم امر ایک انسان کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ سورج چاند ستارے سیاروں کی گردش ساری کائنات کی توجہ اس چھوٹے سے سیارے جسے آپ زمین کہتے ہیں اس پہ رہتی ہے اور اس پہ سب کے اثرات مرتب ہوتے ہیں' اس میں تبدیلیاں آتی ہیں اس میں مخلوق پیدا ہوتی ہے اس میں چیزیں بنتی ہیں اس میں دھاتیں بنتی ہیں اس میں دریا بہتے ہیں اس میں سمندر بنتے ہیں اس میں جواہرات بنتے ہیں پھل اگتے ہیں۔ یعنی ساری کائنات کی توجہ کا مرکز ہے زمین کرہ ارضی اور کرہ ارضی کی جب بات ہوتی ہے تو اللہ کریم فرماتے ہیں کہ اے انسان، اے نوع انسانی یہ جو کچھ زمین

میں

پیدا ہوا یہ سب کچھ تمہارے لئے ہے۔ یعنی ساری کائنات کا یونیورس کا اُس کی توجہات کا مرکز ہے کرہ ارض اور اُن ساری کی محنت کے نتیجے میں اس سورج کی تمازت کے نتیجے میں جہان کی ٹھنڈک کے نتیجے میں موسموں کے تغیر وتبدل کے نتیجے میں ستاروں اور سیاروں کی چال کے نتیجے میں جو کچھ

زمین پہ بنتا ہے فرمایا وخلق یہ سب کچھ میں نے تمہارے لئے بنایا۔

تو فلاسفہ کا ایک قانون ہے وہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص یہ سوچ لے کہ دنیا میں میرے سوا کوئی نہیں بستا۔ تنہائی میں بیٹھ جائے اور سوچے کہ میں اکیلا ہوں زمین پر تو اُسے سمجھ آئے گی کہ اُس اکیلے کے لئے بھی سورج طلوع ہوتا ہے اُس اکیلے کے لئے بھی بادل آتے ہیں اُس اکیلے کے لئے بھی زمین اپنے خزانے اگلتی ہے یعنی یہ ساری نعمتیں ایک ایک فرد کے لئے ہیں۔ اب جس ذات کریم نے انسان کو اتنی اہمیت دی بلکہ اس کی تخلیق میں باقی ساری مخلوق سے ہٹ کر ایک الگ چیز شامل کر دی۔ عالم دو ہیں عالم خلق اور عالم امر۔ جہاں عالم خلق کی حدود ختم ہوتی ہیں وہاں سے عالم امر کی ابتدا ہوتی ہے' عالم خلق سارا فانی ہے ناپائیدار ہے خاتمہ اور تباہی اس کا مقدر ہے امر صفات الٰہی میں سے ہے عالم امر چونکہ اوصاف باری میں سے ہے اللہ کی ذات بھی باقی ہے اُس کی صفات بھی باقی ہیں' اُس کی ذات بھی ازلی وابدی ہے اُس کی صفات بھی ازلی وابدی ہیں لہذا عالم امر ہمیشہ سے ہمیشہ کے لئے ہے فنا نہیں ہے اسے۔ اب انسان کو ایسا آمیزہ بنایا کہ اس کا وجود تو عالم خلق سے پیدا فرمایا اسی مادے سے اسی ایٹم سے انہی ذرات سے لیکن اس میں روح عالم امر کی ڈال دی۔ قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ اس سے زیادہ سمجھنے کی سکت انسانی ذہن میں نہیں ہے کہ عالم امر سے روح کیسے بنی؟ اُسے گھڑ کے بنایا گیا یا کسی تجلی سے بنی' وہ کیسے بنی فرمایا یہ تمہارے سمجھنے کی بات ہی نہیں ہے' تمہارے علوم کی حدود سے یہ بالاتر بات ہے لہذا تمہارے لئے اتنا ہی جاننا کافی ہے کہ روح عالم امر سے ہے لہذا روح کے لئے دوام ہے فنا نہیں ہے۔ اب جب روح کا تعلق وجود سے بنتا ہے تو اتنا گہرا بن جاتا ہے کہ وجود بغیر روح کے بیکار

> **مقصد حیات انسانی یہ تھا کہ اُس میں اللہ کی طلب ہو اور اس حد تک ہو کہ دونوں جہان چھوٹ جائیں لیکن دامانِ الٰہی اور دامان محمد رسول اللہ ﷺ نہ چھوٹے۔**

ہے اور روح بغیر وجود کے عالم اسباب میں کام نہیں کر سکتی اس رشتے کی بدولت انسانی وجود بھی اُس روح کے ساتھ ہمیشہ برقرار رہے گا' یہ بھی ختم نہیں ہوگا۔ تھوڑا سا عرصہ یہ برزخ کا ہے عالم دنیا قائم ہے یہاں سے جو جس کی روح بدن سے الگ ہوتی ہے اس کے دنیوی انعام اور دنیوی چیزیں تو ختم ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر بدن جل بھی جائے بدن کو درندے کھا جائیں بدن کہیں بھی کسی صورت میں بھی چلا جائے تو اُس کے ہر ایٹم ہر چھوٹے سے چھوٹے ذرے کے ساتھ روح کا تعلق بدستور رہتا ہے۔ روح جہاں بھی ہو اگر روح اچھے مہمان خانے میں ہے قیامت تک انتظار کے لئے ایک مناسب ویٹنگ روم اُسے مل گیا ہے۔ علیین میں ہے تو جو برکات جو انوارات جو رحمتیں روح پہ مترشح ہوتی ہیں وجود کے ذرے ذرے تک اُن کی لذتیں پہنچتی ہیں اور وجود خواہ کسی صورت مٹ جائے آخر اُس کا کوئی ذرہ تو کسی باریک سے باریک ذرے کی ایٹم کی صورت میں چلا جائے وہ ذرات تو ہیں' خدانخواستہ روح اپنے مقصد سے بھٹک گئی اپنے گھر سے دور جنگل میں ویرانے میں جھاڑ جھنکار میں نکل گئی تو جو تکلیفیں جو دکھ اُسے وہاں ہوتے ہیں چونکہ بدن کے ہر ذرے کے ساتھ اُس کا تعلق ہوتا ہے لہذا وہ کیفیات عذاب جو ہیں وہ ہر ذرے پہ سے گزرتی رہتی ہیں جب قیامت قائم ہوگی تو بدن پھر بحال ہو جائے گا۔ روح بھی اُس میں آ جائے گی۔ بلکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ روح اعتراض کرے گی کہ یا اللہ میں تو عالم امر سے ہوں اور میں تو پاک صاف مزاجاً بھی پاک وجوداً بھی پاک مجھ میں تو کوئی کسی طرح کی آمیزش نہیں تھی سارا قصور اس کا ہے اس بدن کا ہے جب سے یہ میرے ساتھ ملا تو اُسے مادی لذات چاہیے تھیں یہ مادی تھا اس نے مجھے بھی رسوا کر دیا اور تیری نافرمانی میں لے گیا۔ بدن اپنا رونا روئے گا وہ کہے گا یا اللہ میں تو ذرات خاکی تھا نہ مجھے گناہ کا پتہ تھا نہ مجھے نیکی کی خبر تھی اور میں تو تیری ذات کا ذکر کرتا تھا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

وان من شی الا یسبح بحمدہ. میں بھی تیرا ذکر کرتا تھا یہ جب سے روح آئی اور مجھے انسانی قالب میں تو نے ڈھالا تو اس نے سارے تماشے کھڑے کر دیئے اور اس نے مجھے تباہ کر دیا حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ کریم انہیں فرمائیں گے کہ سامنے دیکھو سامنے دیکھیں گے تو ایک باغ ہوگا اور اُس میں پھل لٹک رہے ہوں گے ایک آدمی ٹانگوں سے اپاہج ہوگا اُس کے ساتھ ایک آدمی ہوگا جو آنکھوں سے معذور ہوگا تو وہ اپاہج اُسے بتائے گا کہ یار کہ بڑے خوبصورت پھل ہیں اور درخت ان سے بھرے ہوئے ہیں لیکن میں تو نہ درخت پہ چڑھ سکتا ہوں نہ وہاں تک میرا ہاتھ پہنچتا ہے تو تم توڑو، وہ کہے گا مجھے نظر نہیں آتا توڑوں گا کہاں سے' پھر وہ آپس میں بیٹھ کے مشورہ کرتے ہیں وہ اندھا اُسے کہتا ہے کہ میں اگر تجھے کندھے پہ اٹھالوں تیرا ہاتھ پہنچ جائے گا اُس نے کہا بالکل پہنچ جائے گا وہ اُسے اپنے کندھوں پہ بٹھالیتا ہے اور وہ پھل توڑتے ہیں تو اللہ کریم فرمائیں گے روح اور جسد سے کہ بتاؤ ان میں قصور وار کون ہے؟ تو قیامت کو یہ سین ہوگا یہ منظر ہوگا کہ اب بتاؤ ان میں قصور کس کا ہے؟ وہ کہیں گے یا اللہ یہ دونوں بدمعاش ہیں فرمایا یہی رشتہ تمہارا بھی ہے۔ بدن نہ ہوتا تو اکیلی روح مادی دنیا میں کچھ کر نہیں سکتی تھی' روح نہ ہوتی تو بدن بے جان ہوتا' تم نے جو کیا مل کر کیا اور لذات مادی میں کھو گئے اور میں نے تمہیں یہ عالم امر کی نعمت سے اس لئے نوازا تھا' میں نے اس ذرہ خاکی کو عالم امر کی تجلیات سے اس لئے منور کر دیا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ اس کے دل میں میرا گھر ہو' یہ مجھے جاننے ہی نہیں مجھے پہنچانے اور پھر مجھے چاہے' پھر مجھے ٹوٹ کر چاہے' مجھ سے محبت نہیں مجھ سے عشق کرے اور جنوں کی حد تک کرے' حتیٰ کہ اس کی جان چلی جائے میری طلب میں لیکن یہ میری طلب سے باز نہ آئے' تو اگر یہ یہاں تک چلا گیا تو پھر موت

محبت یہ ھے کہ بندہ بے بس ہو جائے اُس کی اپنی پسند وناپسند ختم ہو جائے

بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات. جو اس حال میں مارے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو کہنا ہی حرام نہیں سوچنا حرام ہے۔ ولا تحسبن الذین قتلو فی سبیل اللہ امواتا. جو اللہ کی طلب میں اللہ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں اُن کے لئے یہ سوچو بھی نہیں کہ مر گئے سوچنا حرام ہے۔ بل احیاء' عند ربھم یرزقون. زندہ ہیں اپنے اللہ کے پاس کھاتے پیتے ہیں جس طرح تم کھاتے پیتے ہو۔ تمہارے پاس زندگی کی یہی دلیل ہے نا کہ تم کھاتے پیتے ہو اٹھتے بیٹھتے ہو' وہ بھی کھاتے پیتے ہیں تم خاک کھاتے ہو وہ نور کھاتے ہیں' تم جو کھاتے ہو خاک کھاتے ہو وہ پھل ہے وہ گندم ہے وہ غلہ ہے وہ گوشت ہے یہ سب خاک ہے تم خاک کھاتے ہو اور وہ نور کھاتے ہیں۔

اب مقصد حیات انسانی یہ تھا کہ اُس میں اللہ کی طلب ہو اور اس حد تک ہو کہ دونوں جہان چھوٹ جائیں لیکن دامان الٰہی اور دامان محمد رسول اللہ ﷺ نہ چھوٹے' طلب الٰہی دل سے نہ جائے اور ساری محبت کیا ہے؟ ساری محبت کا نام ہے محمد رسول اللہ ﷺ۔ اس نام نامی سے باہر محبت کا تصور نہیں ہے اس م ح م د کو درمیان سے نکال دیں تو نفرت ہی نفرت ہے' محبت کا تصور ہی نہیں ہے' نہ پہلے تھا' نہ اب ہے' نہ کبھی ہوگا' جتنے انبیاء علیہم السلام آدم علیہ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے لیکر عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام تک آئے سارے امتی تھے محمد رسول اللہ ﷺ کے' جتنی محبتیں سب نے بانٹیں حضور اکرم ﷺ سے لیکر بانٹیں اور پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے تو کسی کے آنے کی حاجت ہی نہ رہی۔

افلت شموس اولینا وشمسنا ابداً علی افق علی لاتغرب.

پہلے بھی سورج تھے اپنے وقتوں پہ طلوع ہوئے نور بکھیرا روشنی بکھری غروب ہو گئے لیکن ہمارا سورج طلوع تو ہوا۔ ابداً علی افق علی ہمیشہ افق علی پہ رہے گا لاتغرب کبھی غروب نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی ضرورت باقی نہ رہی۔ ختم نبوت کا معنیٰ یہ نہیں ہے کہ اللہ نبی بھیجنے سے معذور ہو گیا یا اللہ نبوت دے نہیں سکتا، وہ ہر چیز پہ قادر ہے لیکن اُس نے ایسا نبی بھیج دیا جس کے بعد کسی نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ وہ رب ہے پروردگار ہے جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ چیز عطا فرماتا ہے ایک ضرورت مکمل کر دی بات ختم ہوگئی نہ ظلی نہ بروزی نہ عارضی نہ مستقل نہ نقلی نہ اصلی کسی نبی کی حاجت ہی باقی نہیں رہی بات ہی ختم ہوگئی۔ کوئی بجلی جلاتا ہے کوئی لالٹین جلاتا ہے کوئی غریب دیا جلا لیتا ہے کسی کے پاس وہ بھی نہیں تو لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلا لیتا ہے روشنی کے لئے لیکن جب سورج طلوع ہو جاتا ہے تو سب بجھا دیتے ہیں کسی اور روشنی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ بعثت آقائے نامدار ﷺ نے کسی نئے نبی کی ضرورت ہی باقی نہیں چھوڑی اسی لئے حدیث شریف میں حضور ﷺ نے فرمایا۔

کہ نبوت کی عمارت بڑی خوبصورت بنائی اللہ نے بنتی رہی بنتی رہی حتیٰ کہ ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی اور وہ اینٹ میں ہوں۔ انا تلک اللبنۃ۔ وہ اینٹ میں ہوں میرے آجانے سے وہ عمارت مکمل ہوگئی اب اُس میں کچھ مزید کسی اینٹ کے لگانے کی ضرورت نہیں۔ ہر نبی نے اللہ کے عاشق پیدا کئے، اللہ کے طالب پیدا کئے، ایمان کیا ہے؟

محبت کیا ہے تاثیر محبت کس کو کہتے ہیں
تیرا مجبور کر دینا میرا مجبور ہو جانا

محبت یہ ہے کہ بندہ بے بس ہو جائے اُس کی اپنی پسند و ناپسند ختم ہو جائے، ساری دنیا ابتدائے آفرینش سے آج تک اور آج سے قیام قیامت تک لوگ لوگوں سے تعلق محبت پیار ہر طرح کے رشتے بناتے جائیں گے لیکن چند لوگوں کو یوں [illegible] ہیں اللہ تو ای [illegible] عین ملکی [illegible] بھی کسی

> تو سب سے مشکل کام جو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام نے سرانجام دیا، بغیر نبی کے کوئی نہ کر سکا وہ یہ ہے کہ اس مشت غبار کو اللہ سے آشنا کر دیا، کفر کی تاریکیوں سے آدمی کو پکڑا اور اللہ کے روبرو کھڑا کر دیا اور فرمایا خود بات کر رب العلمین سے۔

کے چند لوگ وہ بھی اسی طرح کے مرد حضرات تھے اسی طرح کی خواتین تھیں کوئی اُن میں کوئی ایسی عجیب بات تو نہیں تھی اُن کا جو آپس میں ایک رشتہ بنا کر اُس میں اُن دونوں نے فنائیت کی حد تک خود کو [illegible] دیا تھی کہ انہیں اپنی فکر نہ رہتی کہ میری آبرو بھی ہے یا رہے گی یا جائے گی میرا آرام ہے وہ رہے گا یا جائے گا میرا خاندان ہے وہ رہے گا یا جائے گا۔

مجنوں کا نام قیس تھا مولانا تھانویؒ نے یہ واقعہ بیان فرمایا اپنے واعظ میں اور کتاب کا نام نہیں لیا کہ کہاں سے پڑھا وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسنؓ اور حضرت امیر معاویہؓ میں جب حضرت حسنؓ نے خلافت حضرت امیر معاویہؓ کو سپرد کر دی اور فرمایا آپؓ اس پوری مملکت اسلامیہ کو سنبھالیں اور وہ امیر المومنین ہو گئے تو حضرت حسنؓ اور قیس دوست تھے تو حضرت حسنؓ نے ارادہ فرمایا کہ بیت اللہ سے ہو آنا چاہئے چلو فارغ ہو گئے ہیں خلافت سے جان چھوٹی تو اُس سفر میں انہوں نے قیس کو بھی ساتھ لے لیا راستے میں باتوں باتوں میں حضرت حسنؓ فرمانے لگے کہ دیکھو قیس مجھ پر اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے اور میں نے کتنا بڑا فیصلہ کیا ہے کہ اتنی بڑی ریاست کی حکومت چھوڑ دی اس لئے کہ مسلمانوں کی حالت اور حکومت کے حالات سنبھل جائیں میں نے کتنی بڑی قربانی دی اور حکومت چچا کو دے دی اور انشاء اللہ حالات درست ہو جائیں گے، وہ سنتا رہا، تو انہوں نے کہا کہ تم رہا ہے بات نہیں کرتا، کہنے لگا میں سوچ رہا ہوں کہ تمہیں تو خلافت جچتی ہی نہیں تھی تم نے چھوڑ دیا تو اچھا کیا تو انہوں نے پوچھا پھر حضرت امیر معاویہؓ کو جچتی ہے انہوں نے کہا نہیں امیر معاویہؓ کہاں اور خلافت کہاں۔ یہ غلط کیا ہے تم نے اس لئے کہ انہیں بھی وہ جچتی نہیں تو وہ بڑے حیران ہوئے کہ تیسرا تو کوئی بندہ تو کسی کے ذہن میں نہیں اور یہ کیا کہتا ہے تو وہ کہنے لگے کہ تمہارے خیال میں موزوں بندہ کون تھا؟ کہنے لگا جچتی تو لیلیٰ کو تھی انہوں نے فرمایا انت مجنوں۔ تو پاگل ہے تو قیس سے اُس کا نام ہی مجنوں پڑ گیا۔ جسے آپ مجنوں کہتے ہیں عربی کا لفظ ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

مجنوں پاگل۔ تو یہ حضرت حسنؒ کا دیا ہوا لقب ہے یعنی وہ اُس رشتے میں اتنا فنا ہو چکا تھا کہ دنیا ومافیہا بھلے بُرے چھوٹے بڑے کی تمیز نہیں رہی۔ حضرت حسنؒ سے بھی کہہ رہا تھا تمہیں نہیں زیب دیتی تھی حضرت امیر معاویہؓ سے بھی کہہ رہا ہے تمہیں زیب نہیں دیتی' زیب کسے دیتی تھی؟ کہتا ہے جچتی تو لیلیٰ کو تھی۔ لو کر لو گل! انہوں نے مجنوں کہا' تھا بھی مجنوں ہی لیکن وہ عشق ہی کیا جو جنوں نہ پیدا کر دے' وہ محبت ہی کیا جو بندے کو مجنوں نہ کر دے' ہوش بھی سلامت رہے اور دعویٰ عشق بھی رہے! تو سب سے مشکل کام جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے سرانجام دیا' بغیر نبی کے کوئی نہ کر سکا وہ یہ ہے کہ اس مشت غبار کو اللہ سے آشنا کر دیا' کفر کی تاریکیوں سے آدمی کو پکڑا اور اللہ کے روبرو کھڑا کر دیا اور فرمایا خود بات کرو رب العلمین سے۔ آقا نامدار ﷺ نے بت پرستی سے شرک سے کفر سے شراب خوری سے ڈاکے سے چوری سے کہاں کہاں سے لوگوں کو پکڑا اور اللہ کے روبرو کھڑا کر دیا اور یہ نہیں فرمایا کہ تم مجھے سجدہ کرو میں رب کو کرتا ہوں فرمایا نہیں میں بھی اللہ کو سجدہ کرتا ہوں تم اپنے طور پر اللہ کو سجدہ کرو تم بھی اللہ کو سجدہ کرو۔ یہ لذت آشنائی تھی کہ مٹھی بھر خانہ بدوش صحرائے عرب سے اٹھے اور روئے زمین کو اللہ کے نام سے روشن کر گئے۔ مت بھولو کہ اُس وقت بھی بڑی بڑی سپر پاورز تھیں' بڑی بڑی سلطنتیں اور ریاستیں تھیں بڑے بڑے لاؤ لشکر تھے بڑی بڑی دنیا میں اقوام تھیں اور اُن کی تہذیب تھی اور اُن کے اپنے طور طریقے تھے' طاقت تھی لیکن

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

یہ قوت عشق تھی جو چند سرفروشوں سے لیکر یہ تو ایک وبائی مرض کی طرح پھیلتی چلی گئی اور جگہ جگہ عشاق پیدا ہوتے چلے گئے' دیے سے

یہ عشق جو ھے یہ موت نہیں یہ حیات ھے اور یہ بندے کو اُس بلندی پہ لے جاتا ھے کہ اُسے محلے میں کوئی جانتا ھو یا نہ جانتا ھو اُسکے دن بھر کا ٹائم ٹیبل بارگاہ الوھیت میں بنتا ھے

دیا جلتا گیا اور دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اللہ کے چاہنے والے پیدا ہو گئے اور ایسا نظام بنا دیا ایسا نظام بنا دیا کہ کوئی لمحہ کائنات میں ایسا نہیں گزرتا جس وقت اذان نہ ہو رہی ہو روئے زمین پر آپ اُسے کمپیوٹر میں کرہ ارض کو فٹ کر کے شب و روز کے اوقات کو فٹ کر کے اُسے گھما کے دیکھیں تو دن کی پانچ اذانوں میں سے کسی نہ کسی اذان کا وقت ہر جگہ ہوتا ہے کسی نہ کسی جگہ ہوتا ہے کہیں فجر کی ہو رہی ہو گی کہیں ظہر کی ہو رہی ہو گی کہیں عصر کی کہیں مغرب کی کہیں عشاء کی اور ان میں ایسی عجیب مطابقت ہے کہ آپ اگر اسے کمپیوٹر پہ بیٹھ کے سروے کریں کہ کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ زمین کے کسی نہ کسی حصے پر کوئی پکار نہ رہا ہو کہ آ و اللہ کی طرف' کیسی عجیب بات ہے' آقائے نامدار ﷺ نے جو پکار شروع کی لوگو! کہاں بھٹک رہے ہو، کیوں پریشان ہو، کیوں دکھی ہوتے ہو، ایک محبت الٰہی لے لو اور سارے دکھ بھول جاؤ۔ شاعروں نے عشق و محبت کی عجیب عجیب توجیہات کی ہیں ہندی میں ایک کہتا ہے۔

کاگا سب تن کھائیو چُن چُن کھائیو ماس

کوے سے کہتا ہے کہ میرا سارا وجود کھا لینا اور ایک ایک ذرہ گوشت کا نوچ لینا۔

کاگا سب تن کھائیوں چُن چُن کھائیو ماس
دو نین مت کھائیوں مجھے پیا ملن کی آس

آنکھیں رہنے دینا شاید محبوب کی جھلک نظر آ جائے' اپنا اپنا انداز ہے نا لوگوں نے کس کس طرح تعبیر کیا ہے مقصد یہ ہے کہ دنیا کے سارے دکھ گزر جائیں سارے نقصانات ہو جائیں سب کچھ چلا جائے مال چلا جائے آبرو چلی جائے وقار چلا جائے دولت چلی جائے نام چلا جائے حتیٰ کہ جان چلی جائے لیکن محبوب سے ملنے کی آرزو ختم نہ ہو۔ یہ کام آقا نامدار ﷺ نے کیا اور اس کی دعوت دیتا ہے' مؤذن اور ایسا ایسا عجیب تکرار ہے اذان میں کہ میں نے خود جب دیکھا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جس لمحے زمین پر اذان نہ ہو رہی ہو آ و اللہ کی طرف اللہ بہت بڑا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر۔ یہ جب پکار نہ جا رہا ہو کہ آ و۔ وہ اتنی عظیم

ذات اتنی نعمتیں پیدا کرے' وہ اپنی انسانی تخلیق میں اپنی جگہ رکھے' پھر ہر لمحہ بلارہا ہو اُس کا قاصد اور ہمارے پاس بات سننے کی فرصت ہی نہ ہو تو کون سا اسلام کیسی مسلمانی؟ بات نام سے نہیں بات کام سے ہے نام کے اسلام کو تو قیامت میں کوئی نہیں پوچھے گا۔

ساری دنیا کو بھروسہ ہے نبی کریم ﷺ کی شفاعت پر صرف ہمیں نہیں پہلی امتوں کو بھی' حدیث شریف میں واضح آتا ہے کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی وفد بنا کر بارگاہ نبوی ﷺ میں آئیں گے کہ حضور ﷺ اتنی استدعا کر دیجئے کہ حساب کتاب شروع ہو اور یہ عرصہ محشر تو ختم ہو' اتنا کرم تو کیجئے' لوگ جب عرصہ محشر میں اٹھیں گے تو ہر کوئی چاہے گا کہ حضور ﷺ کے قدموں میں پہنچوں آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے پہنچوں ہر کوئی دوڑے گا۔ جسے بھی دعوی اسلام ہے دعوی مسلمانی ہے وہ دوڑے گا اُس طرف عجیب حادثہ ہوگا لوگوں کا ہجوم ہوگا اور نبی کریم ﷺ منع فرمادیں گے اور روک دیں گے کہ ان کو اس طرف مت آنے دو۔ بارگاہ الوہیت میں عرض کریں گے یا اللہ ان لوگوں کو میری نگاہوں سے دور کردے' ان کو میرے پاس مت آنے دے' لے جا جس طرف لے جانا چاہتا ہے اور پھر ساتھ وجہ ارشاد فرمائیں گے رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن یا اللہ یہ جم غفیر اُن لوگوں کا ہے جنہوں نے اپنی زندگی سے قرآن کو خارج کر دیا تھا۔ میری زندگی نفاذ قرآن میں بسر ہوئی ہے اور ان کی زندگی سے قرآن خارج ہو گیا ان کا میرے ساتھ کیا کام ہے انہیں میرے پاس مت آنے دے۔ کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُن لوگوں کی حسرت کا جب میدان حشر میں انہیں یہ جواب ملے گا۔

تو اب تقاضائے محبت یہ ہے کہ زندگی قرآن کے مطابق ڈھل جائے' یہ وہ محبت نہیں جو

جس طرح نماز روزہ
حج 'زکوۃ فرض ھے
اُسی طرح رزق حلال
تلاش کرنا بھی
فرض عین ھے

گوشہ نشینی میں بیٹھ کر کی جائے' یہ وہ محبت نہیں جو برقعہ پہن کر کی جائے' یہ وہ محبت نہیں کہ سارا کاروبار چھوڑ کر ایک جگہ آپ کپڑے پھاڑ کے بیٹھ جائیں' نہیں اس محبت کا تقاضا یہ ہے کہ زندگی کا ہر کام اُس طرح کرو جس طرح اللہ نے حکم دیا اُس طرح کرو جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے کرنے کا حکم دیا۔ تو یہ عشق جو ہے یہ موت نہیں یہ حیات ہے اور یہ بندے کو اُس بلندی پہ لے جاتا ہے کہ اُسے محلے میں کوئی جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اُس کے دن بھر کا ٹائم ٹیبل بارگاہ الوہیت میں بنتا ہے' کتنی عظمت ہے ایک بندے کے لئے کہ اُس کے سونے جاگنے کے اوقات من جانب اللہ مقرر ہوں' اُس کے کھانے پینے کی چیزیں یہ نہیں کھانا یہ کھانا ہے یہ لباس نہیں پہننا یہ پہننا ہے یہ بات منہ سے نہیں نکالنی یہ کہنی ہے اس کے سامنے گستاخی نہیں کرنی اور اس کا سر تلوار سے اڑا دو۔ کمال ہے! وہاں نہ مار کے وہاں سر تسلیم خم کر کے معزز ہوتا ہے' یہاں گردن کاٹ کے معزز ہونا ہے کہیں گردن کٹوا کے سرفراز ہوتا ہے تو بات سے غرض نہیں کہ کام کیا ہوا گردن کٹ گئی کسی کی' اس سے غرض نہیں' غرض اس سے ہے کہ ٹائم ٹیبل کس نے بنایا اُس کے عمل کا اور اُس نے اُس پر عمل کا حق ادا کر دیا۔ ایک بندے کے لئے کتنے اعزاز کی بات ہے کہ سوتا ہے تو اللہ کے اذن اور اجازت سے اور اٹھتا ہے تو اُس کے حکم کے مطابق' سوچتا ہے تو اُس کی مرضی کے مطابق' کام کرتا ہے تو اُس کی پسند سے اور کوئی کام ہی چھوڑ کے بیٹھ جائے تو اُس نے تو نالائقی کی' جس طرح نماز روزہ حج زکوۃ فرض ہے اُسی طرح رزق حلال تلاش کرنا بھی فرض عین ہے ملتا وہی ہے جو وہ دیتا ہے لیکن اُس کی تلاش عبادت ہے اُس کے لئے محنت عبادت ہے اسی طرح احقاق حق کے لئے حق کو قائم رکھنے کے لئے کوشش کرنا بندے کے ذمے ہے کر تو وہ خود رہا ہے۔ تو میرے بھائی! میں تو افسانوی سی باتیں کر رہا ہوں اس دور میں ایسے لوگ کہاں! اب تو لوگ اللہ سے محبت بھی کرتے ہیں تو اپنا کاروباری فکر اُس کے درمیان رکھتے ہیں۔ اب تو ایک کاروبار ہے ایک تجارت ہے بندہ برابر کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

سطح پر اللہ سے بھی رشتہ رکھتا ہے کہ میں تیری نماز پڑھوں گا تو میرے بچوں کا روزگار بنا' میں تیری نماز پڑھوں گا تو میرے کاروبار میں منافع دے' میں تیری نماز پڑھوں گا تو میری بیماری ٹھیک کردے' یہ تو ایک لین دین کرتا ہے اب تو بندہ۔ بندہ برابری کی سطح پر آ گیا ہے لین دین تو برابر سے ہوتا ہے نا۔ تو بہر حال ہماری تو چونکہ نوکری ہے ذمہ داری ہے اس قابل نہ تھے لگ گئی نبھانی پڑ رہی ہے بات تو کرنی پڑے گی آگے اُس کا کیا ہوتا ہے وہ جانتے اُس کے بندے جانیں۔ ہماری آرزو تو یہ ہوتی ہے کہ اللہ سب کے دلوں کو درد آشنا کردے سب کو خلوص دے سب کو اپنی طلب دے اور جب طلب ہوتی ہے تو راستے خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں۔ اب کتنے خط آتے ہیں کتنی باتیں ہوتی ہیں ذکر نہیں ہوتا ذکر میں وسوسے بہت آتے ہیں نماز چھوٹ جاتی ہے یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے اب اِس کا بھلا کیا جواب دیں! بات یہ نہیں کہ ذکر نہیں ہوتا بات یہ ہوتی ہے کہ وہ کرنے نہیں دیتا۔ اب کیا کیا جائے' کہیں آپ نے کوئی ایچ پیچ کیا ہوگا اُسے پسند نہیں آیا اُس نے کہا اچھا تو چھوڑ دے۔ نماز پڑھنے کو جی نہیں چاہتا تو آپ نے نماز میں کوئی سودا بازی کی ہوگی اُس نے کہا ہوگا تو رہنے دے کونسے عرش کو دراڑیں پڑ رہی ہیں تیرے سجدے نہ کرنے سے۔ چونکہ یہ تو اُس کا وعدہ ہے کہ جو خالص مجھے چاہتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا۔ جو میرے لئے تڑپتا ہے میں اُس کے لئے ایک نہیں ہزار راستے کھول دیتا ہوں۔ تو پھر تیرا بند کیوں ہوگیا؟ تیرا اور میرا بند کیوں ہو جاتا ہے؟ جب وہ فرماتا ہے کہ جو میرے لئے تڑپتا ہے جو مجھے چاہتا ہے جو میرے لئے محنت کرتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا۔ میری طلب میں تو اُس کے لئے تو میں ہزاروں بنادوں۔ اُس نے تعداد بتائی نہیں آپ لاکھوں کہیں تو بھی سما جائے گا کروڑوں

میں آپ سے یہ کہوں کہ میں بڑا خوش ہوں آپ بڑا کام کر رہے ہیں مجھے کوئی خوشی نہیں ہے' میں نے مرکز سے نکلنا چھوڑ دیا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو رہا' کیا فائدہ وقت ضائع کرنے کا؟

کہیں تو بھی اُس کے لئے۔ بے شمار راہیں کھول دیتا ہوں اپنی بارگاہ میں آنے کی تو پھر ہماری راہ میں رکاوٹ کیوں؟ جی کبھی شیطان وسوسہ ڈال رہا ہے کبھی سستی ہو رہی ہے اب وضو کرنے کو جی نہیں چاہتا اب نماز پڑھنے کو جی نہیں' کیوں؟ اُس فینا میں کہیں کوئی ہم نے گڑبڑ کی ہوگی' کہیں ہم نے سودا بازی کرنے کی کوشش کی ہوگی اُسے کیا ضرورت ہے ہم سے سودے کرتا پھرے۔ خالق کو مخلوق کی کیا پرواہ' کوئی محتاج تو نہیں ہے محتاج تو ہم ہیں ہم اپنی حیثیت بھول گئے۔

ان اللہ غنی وانتم الفقراء۔ وہ غنی ہے بے نیاز ہے تم ہمیشہ محتاج ہو ہمیشہ فقیر ہو تمہارے مزاج میں تمہارے میں احتیاج اور فقر ہے۔ بھئی یہ جو ذکر میں کمی آتی ہے۔ نمازیں چھوٹتی ہیں یا معاملات میں کوتاہیاں اور غلطیاں ہوتی ہیں' گناہ صادر ہونے لگتے ہیں اس کے پیچھے طلب میں کہیں فتور آتا ہے' کھٹ بٹ کہیں ہوتی ہے طلب الٰہی میں' تو جب کبھی ایسا ہو اللہ سے رجوع کرو توبہ کرو اور دعا کرو کہ یا اللہ میں نالائق ہوں مجھے تیری طلب کی بھی سمجھ نہیں ہے کہ کیا کروں' مجھے طلب بھی دے اور طلب کی آرزو بھی دے اور اُس کا شعور اور احساس اور ادراک تو ہی دے۔ مجھے کھو گے میں کیا کرلوں گا؟ کسی اور سے کھو گے وہ کیا بگاڑ لے گا؟ سارے ہی تو ایک جیسے ہیں سب محتاج ہیں اور سب نے وہیں درخواست کرنی ہے اور اُسے سب سے زیادہ بات پسند آتی ہے جب کوئی بندہ اپنا دکھ لے کے خود جاتا ہے وہ بڑا پسند کرتا ہے' وہ چاہتا ہے کہ ہر بندہ میرے پاس آئے میرے ساتھ بات کرے کیا تکلیف ہے اُسے مجھے بتائے' میرے ساتھ تو اپنا تعلق قائم کرے پھر میں جانوں اور وہ جانے' جب اُس سے رشتہ ہو جاتا ہے تعلق استوار ہوتا ہے تو دکھ دکھ رہتا نہیں دکھ کا ہوش کسے ہوتا ہے پتہ ہے ڈاکٹر ایک ٹیکہ لگا دیتے ہیں پھر آپریشن کرتے رہتے ہیں چیرتے پھاڑتے رہتے ہیں درد کیوں نہیں ہوتا؟ اُس کا اثر ہوتا ہے اُس دوائی کا' سپرے کردیتے ہیں گوشت کاٹتے رہتے ہیں درد نہیں ہے اُس میں اگر اتنا اثر ہے تو عشق الٰہی کا ایک ذرہ نصیب ہو جائے تو دکھوں کا

احساس کسے رہتا ہے دکھ بھی ٹکریں مار مار کے واپس چلے جاتے ہیں درد نہیں ہوتا۔

دنیا کا ایک نظام ہے اُس میں ہر کوئی ہے انبیاء علیھم السلام شہید کئے گئے ظلماً قتل کئے گئے گردنیں اڑا دی گئیں آرے سے چیر دیئے گئے اللہ کے ایک نبی نے کفار سے بچنے کے لئے ایک درخت کو حکم دیا مجھے چھپا لے اُس نے چھپا لیا غیرت الٰہی کو جوش آیا انہوں نے ایک دامن باہر رہنے دیا۔ پیچھے تعاقب والوں نے دیکھ لیا کہ بندہ تو اس تنے میں ہے اس کا کپڑا باہر ہے انہوں نے اوپر سے آرا رکھ دیا۔ اب بات اتنی سی تھی کہ مجھے کیوں نہیں کہا' درخت کو کیوں کہا۔ اتنی سی بات پہ اتنی سزا کہ آرے سے چر گئے اور انہوں نے اُف نہیں کی یا اللہ یہی غلاج ہے میرا مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔

قربیاں را بیش بود حیرانیاں

جتنا کسی کو قرب نصیب ہوتا ہے معاملہ اتنا زیادہ نازک ہو جاتا ہے تو پھر دکھ دکھ نہیں رہتے جب یہ رشتہ نصیب ہو جاتا ہے۔ دعا کیا کرتا ہوں لیکن میں خوش نہیں ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری نالائقی ہے ہم سب کی لا نائقی ہے ہم کر کچھ نہیں رہے ہمارا ہونا نہ ہونا کوئی تاریخ انسانی میں اس کی حیثیت نہیں ہے ملکی اور قومی تاریخ میں بھی اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ایک مجنوں تھا ساری دنیا اُسے جانتی ہے ایک بندے کے ساتھ اُس کا رشتہ ساری دنیا اُسے جانتی ہے اور ہم اتنے ہزاروں کی تعداد میں عشق الٰہی کا دعویٰ بھی ہے پھر ہمیں جانتا ہی کوئی نہیں' کسی کو پتہ ہی نہیں' ہمیں خود شکایت ہے کہ جی ابھی ذکر نہیں ہوتا' جی سستی ہو جاتی ہے' جی نماز نہیں پڑھی جاتی' جی یہ نہیں ہوتا وہ نہیں ہوتا کیا کونسی محبت؟ کونسا عشق ہے یہ؟ کونسی قسم ہے عشق کی اور کونسی قسم ہے محبت کی؟ کہاں کہیں کوئی کمی ہے۔

حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک واقعہ

کاش! ایسا ہو کہ ہر گھر میں' ہر قریے میں' ہر شہر میں اُس کی طلب پیدا ہو جائے' مسلمانوں کے دل درد آشنا ہوں پھر سے ایک انقلاب آئے۔

سنایا کرتے تھے کہ کوئی شخص بھاگا ہوا تھا کسی حکومت سے چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہوتی تھیں برصغیر میں کسی دوسری ریاست میں جا کر کسی دریا کے کنارے بیٹھ کر اللہ والوں کا بھیس بنا کر اللہ اللہ کرنا شروع کر دیا کچھ سن رکھا تھا بزرگوں سے اب طالب اُس کے پاس آنا شروع ہو گئے اور وہ انہیں ذکر کراتا مراقبات کراتا اُس نے سنا ہوا تھا ایسا ہوتا ہے تو وہ انہیں چلو جی احدیت معیت اقربیت یہ وہ۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ کی شان اُس نے لوگوں کو سالک المجذوبی تک مراقبات کرائے اُس نے کیا کرانے تھے وہ تو باتیں کرتا رہا اور اُن کی طلب صادق تھی اللہ عطا کرتا رہا تو وہ ساتھی آپس میں بیٹھتے تو کہتے حضرت کے منازل کو دیکھا جائے تو کوئی سمجھ نہیں آتی کہتے بھائی بہت بلند ہیں کہیں حضرت کے منازل کا کوئی پتہ نہیں چلتا حضرت کو ہوتے تو پتہ چلتا ایک دن انہوں نے پوچھ لیا یہ واقعہ حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارہا بیان فرمایا۔ ایک دن انہوں نے پوچھ لیا کہ حضرت آپ کے منازل اُن کے بارے میں بھی تو کچھ فرمائیے اُس شخص کو بڑا احساس ہوا رو دیا۔ اُس نے کہا یہ تو اُس کی بے نیازی ہے اور تمہاری طلب سچی ہے مجھے الف ب بھی نہیں آتا۔ میں تو باتیں بناتا رہا اور تمہیں مراقبات نصیب ہو گئے یہ اُس کی عطا ہے' میرے پلے کچھ نہیں۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ سب گڑ گڑانے لگے اے اللہ اگر اس نے غلط بھی کہا تو تیری بارگاہ میں تو پہنچا دیا۔ اب تو اسے محروم نہ رکھ اسے تو ہم سے آگے ہی لے جا۔ یعنی طلب صادق ہو تو کیا نہیں ہو سکتا۔

تو میرے بھائی! میں آپ سے یہ کہوں کہ میں بڑا خوش ہوں آپ بڑا کام کر رہے ہیں مجھے کوئی خوشی نہیں' میں نے مرکز سے نکلنا چھوڑ دیا ہے اس لئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو رہا' کیا فائدہ وقت ضائع کرنے کا؟ ہمیں سیاسی شہرت یا اخباری شہرت تو نہیں چاہئے کہ جی حضرت فلاں جگہ تشریف لے گئے اور اتنے لوگ جمع ہوئے اُس سے کیا ہوگا؟ وہ قیامت کو شمار کئے جائیں گے' انسانی نصیب اُس سے بدلا

www.naqshbandiaowaisiah.com

جائے گا۔ دنیا سے اُس ہماری اخباری شہرت سے دنیا سے فساد ختم ہو جائے گا! کچھ بھی نہیں ہوگا بلکہ ہم میں تکبر آئے گا پہلے گناہ بہت ہیں ایک فرعونیت اور آ جائے گی اس سے بہتر ہے اپنا بیٹھ کے بندہ مزدوری کرے اور جو آئے اُسے اللہ اللہ بتا دے۔ لیکن دل یہ چاہتا ہے کاش! ایسا ہو کہ ہر گھر میں ہر قریے میں ہر شہر میں اُس کی طلب پیدا ہو جائے' پھر سے مسلمانوں کے دل درد آشنا ہوں پھر سے ایک انقلاب آئے پھر سے ایک تبدیلی آئے جو خالصتاً اللہ کے لئے ہو اللہ کے حبیب ﷺ کے لئے ہو' اسلام کی سربلندی کے لئے ہو ورنہ محض برائے نام دورے کرنا اور اخباروں میں لکھنا وہ سب اُس کا کیا حاصل؟ کیا فائدہ؟ اُس کی کیا اُس کے لئے تو بے شمار لوگ ہیں۔ تو یہ مدار ہے ہمارے خلوص نیت پر اور ہماری طلب کی صداقت پر۔ جاھدوا فینا۔ میری ذات میں ہمارے لئے کون تڑپتا ہے کتنا تڑپتا ہے۔ کاش میں آپ کو یہ تڑپ دے سکوں۔ اللہ کریم یہ آرزو پوری فرمائے ہر دل یہ درد لے کر جائے درد آشنا ہو اور اس درد کو بانٹے اور ایک عالم ایسا پیدا ہو جائے جس کا ہر کام مرضیات باری اور اتباع پیامبر ﷺ ہو، کسی کو خاطر میں نہ لائے تو پھر شہنشاہوں کے تاج بھی ایسے لوگوں کے پاؤں کی ٹھوکروں میں ہوتے ہیں۔ وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خِرد اور جنوں

جیو تو اس طریق سے کہے حیات مرحبا
مرو تو موت کہہ اٹھے کہ ہائے کون مر گیا

ہو اشکبار وہ زمیں جہاں رہا تو سجدہ ریز
صبا ہو تیری کھوج میں کہاں گیا وہ سحر خیز؟

جنوں کی حدود میں ہیں فیصلے خرد کے ہیچ
ہے جذبہ اس کا بے غرض نہیں ہے کوئی اینچ پینچ

خرد کہے تو عافیت میں زندگی گزار لے
ہے خواہش جنوں مگر کہ راحتوں کو وار دے

خرد ڈرے کیا جو یوں بنے گی جاں پر تری
جنوں کہے خدا کرے کہ جاں قبول ہو مری

کڑکتے جاڑے نیم شب میں تو ہو محو خواب
جب جنوں کہے تو اٹھ جا اب کہ منتظر ہے تیرا رب

ہوں ختم نہ طویل دن ہو چلچلاتی دھوپ بھی
مہ صیام ہے اگر کہے جنوں تو کھا نہ پی

ازل سے لے کے تا ابد خرد سے ہے جنوں کو ضد
کرے یہ پیش نقد جاں تو رد کد کرے خرد

ہو ایک مشتِ خاک جو اس ذات پہ فریفتہ
جو عقل سے ہے ماورا جنوں نہیں تو ہے یہ کیا؟

اویسی میری بات کو تو اپنے پلے باندھ لے
خرد سے ہو کنارہ کش جنوں سے ناتا جوڑ کے

☆.......انجینئر عبدالرزاق اویسی' ٹوبہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

نعت

خوش تر وصال آپؐ کا رنگین ہے ہجر بھی
شیریں ہے ذات ایسی کہ شیریں ہے ہجر بھی

کہتے ہیں عشق آگ ہے، تن من جلاتا ہے
گر ہو یہ تیری ذات سے، گلشن سجاتا ہے

کھلتے ہیں دل کے باغ میں گلشن کئی ہزار
برسے ہے جن پہ ابر کرم آ کے بار بار

گل رنگ وادیوں کی بہاریں عجیب ہیں
مہکتے گلوں کی ہر سو قطاریں عجیب ہیں

گاتی ہیں گیت ندیاں تیرے جمال کے
دل کیف لوٹتا ہے ترے ہی خیال کے

دل جو ترے جمال سے سرشار ہو گیا
مشتِ غبار حق کا طلب گار ہو گیا

جس نے جلایا طور کو تھا ایک آن میں
تو نے بسا دیا اسے دل کے جہان میں

دل کھو گیا تھا اپنا تو اپنے گمان میں
اب عشق بانٹتا ہے وہ سارے جہان میں

تیرے کرم سے کیا دل بیتاب ہو گیا
مشتِ غبار دیکھنا سیماب ہو گیا

سیماب اویسی

www.naqshbandiaowaisiah.com

مسلمان کون؟ مسلمانی کیا ہے؟

مسلمانی ایک سادہ سی بات ھے کہ بندہ اپنے آپ کو اللہ کے روبرو لے جائے ھر حال میں اور ھر کام میں اُس کا اللہ اُسکے ساتھ ھو اسباب دنیا کو ترک نہ کرے اختیار کرے اِس لئے کہ اُس اللہ نے اسباب اختیار کرنے کا حکم دیا اس لئے اسباب پہ بھروسہ نہ کرے کہ یہ اسباب مجھے بڑا فائدہ دیں گے بلکہ وہ اسباب اس لئے اختیار کرے کہ اُس کے ربّ نے اُسے اسباب اختیار کرنے کا حکم دیا اب اُس کے بعد اُن پہ نتیجہ کیا ھوتا ھے وہ اللہ کی عطا ھے اور اُس میں شیرینی بھی ھو سکتی ھے کبھی تلخی بھی ھو سکتی ھے۔

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 19-03-04

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا. ھو مولٰناo وعلی اللہ فلیتو کلِ المومنونَo

دسویں پارے میں سورۃ توبہ کی کہ یہ آیت مبارکہ ایک بڑے اہم سوال کا جواب عطا فرماتی ہے۔سوال یہ ہے کہ جو بندہ مسلمان ہے اللہ پر ایمان لایا اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لایا اور اُس کا اللہ ہر وقت اُس کے ساتھ ہے اُس کی گذارشات سنتا ہے اُس کی ضروریات کو جانتا ہے اُسکی ضروریات پوری کرنے پہ قادر ہے اُس کے حال سے کما حقہٗ واقف ہے اُس کو ہر مصیبت سے بچانے پہ قادر ہے اُس کو ہر نعمت پہنچانے پہ قادر ہے پھر اُس بندے پہ تکلیف کیوں آتی ہے؟ آیۃ کریمہ کا موضوع یہ ہے کہ کفار اس بات پہ بڑے بغلیں بجاتے ہیں اور بڑے خوش ہوتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو یا اُس کے خدام کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے کوئی پریشانی آتی ہے تو وہ اس بات پہ بڑے خوش ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے پروردگار پہ بڑا ناز ہے اپنے رب کی قدرت کی بہت باتیں کرتے ہیں، ہمارے بتوں پہ تو طنز

> **ایک طبقہ ایک سرے پر ھے کہ ھر چیز کو مادی اسباب سے وابستہ کرتا ھے دوسرا دوسرے سرے پر ھے کہ وہ بالکل ھی اسباب کو چھوڑ کر دنیا سے الگ ھو گیا اب درمیان میں ان دونوں کو ملانا یہ علمائے ظواھر کا کام تھا۔**

کرتے ہیں کہ یہ کچھ کر نہیں سکتے لیکن اپنے رب کو تو قادر مانتے ہیں پھر ان پر یہ دکھ اور تکلیف اور مصیبت یہ کیوں آتی ہے؟ ارشاد باری تعالےٰ ہے کہ ان سے کہہ دیجئے۔قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا. ہمارا مالک صرف ہمارا نہیں ساری کائنات کا مالک ہے، ہمارا مالک وہ ہے جس نے مخلوق کو بنانے سے پہلے اُن کے لئے فیصلے لکھ دیئے اُن کے لئے روزی لکھ دی اُن کے لئے قد کاٹھ اُن کے لئے اُن کی شکل کیسی ہوگی وہ سب کچھ لکھ دیا اور ہر چیز اُسکے بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق چلتی ہے لہذا ہمیں جو بھی لن یصیبنا۔کوئی چیز ہم تک نہیں پہنچے گی۔الا ما کتب اللہ لنا۔سوائے اس کے کہ جو اُس نے ہمارے حصے میں کر دیا۔اب جب آدمی کسی ڈاکٹر پر اعتماد کرتا ہے اور اپنا وجود اُسکے سپرد کر دیتا ہے تو کبھی وہ کڑوی دوائی بھی دے دیتا ہے، کبھی وہ انجکشن لگاتا ہے، کبھی وہ آپریشن بھی کرتا ہے، کسی جگہ کو چاقو سے کھولتا بھی ہے لیکن اس کا کیا مطلب ہے کہ وہ ڈاکٹر اُس سے دشمنی کر رہا ہے! ہرگز نہیں اُس میں اُس کی بہتری ہے اور اُسی میں اُس کا بھلا ہے جو وہ اُس کے ساتھ کر رہا ہے۔ڈاکٹر اور مریض کا رشتہ تو اور ہوتا ہے، ہمارا رشتہ تو اُس کے ساتھ مالک اور بندے کا ہے اور ایسا ہے کہ کسی آن کسی لمحے وہ ہم سے غافل نہیں، انسان غافل ہو سکتا ہے، انسان بھول سکتا ہے، انسان کسی دوسری طرف مصروف

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہو جائے تو ایک بات رہ جاتی ہے انسانی ذہن ایک وقت میں ایک طرف متوجہ ہو سکتا ہے اگر دوسری طرف متوجہ ہو جائے تو پہلی بات رہ جاتی ہے لیکن وہ ایسا نہیں ہے' اس لئے کافروں کو اس بات پہ خوش نہیں ہونا چاہئے بلکہ انہیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم پر اگر کوئی تنگی تُرشی یا کوئی سختی بھی آتی ہے تو ہم چونکہ مکمل طور پر کلی طور پر پورے یقین اور پورے دل کی گہرائی سے اُس پر ایمان لائے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ہمارے ساتھ جو بھی بیت رہی ہے اسی میں اُس کی رضا ہے اور اُس کی منشا ہے اُس کی منشا کے خلاف ہمیں کچھ نہیں ہوگا اس لئے کہ **ھو مولنا**. وہ ہمارا مالک ہے ہم کوئی راستے میں نہیں پڑے ہوئے کہ جس کا جی چاہے وہ ہمیں ٹھوکر مار دے ہم کوئی بے بس و بے کس نہیں ہیں کہ جو چاہے ہم پہ دندناتا چلا آئے بلکہ **ھو مولنا**. وہ ہمارا مالک ہے' ہمارے ہر حال سے واقف ہے' ہر صورت سے آگاہ ہے' ہر چیز پہ قادر ہے اور پھر آگے تشریح فرمائی ہے کہ مسلمان ہوتا کیا ہے؟ مومن ہے کون؟ **وعلی اللہ فلیتوکل المومنون** o ایمان نام ہی اسی چیز کا ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے اللہ نے جو اسباب عطا کئے ہیں وہ استعمال کرے' اپنی جو محنت کوشش کر سکتا ہے وہ تو کرے' لیکن نتائج کے اعتبار سے بھروسہ اللہ پہ کرے۔ جو بھی نتیجہ آئے گا وہ اللہ کی طرف سے ہوگا اور وہ اس بات پہ قادر ہے۔

تو پتہ چلا کہ مسلمانی کیا ہے؟ اور مسلمان کون ہے؟ اور مسلمان کیا ہے! دو طرح کے لوگ ہم نے دیکھے ہیں ایک وہ جو ترکِ سبب کر کے خود کو بڑا برگزیدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کام نہیں کریں گے بیمار ہیں' جی بڑے حضرت والا دوا کھاتے ہی نہیں' جی اللہ کی جو مرضی ہوگی وہ ہوگا؟ لباس جی کوئی دھو کر پہنا دے نہیں تو حضرت کو پرواہ ہی نہیں ہوتی' جو پھٹ جائے تو کوئی بات نہیں' کام بالکل نہیں کرتے' بات کسی کی نہیں سنتے' ملتے کسی سے نہیں' یعنی بالکل ایک

ایمان نام ہی اسی چیز کا ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے اللہ نے جو اسباب عطا کئے ہیں وہ استعمال کرے' اپنی جو محنت کوشش کر سکتا ہے وہ تو کرے' لیکن نتائج کے اعتبار سے بھروسہ اللہ پہ کرے۔ جو بھی نتیجہ آئے گا وہ اللہ کی طرف سے ہوگا اور وہ اس بات پہ قادر ہے

نکما ہے جو صرف نکما ہونے کی وجہ سے مقرب الٰہی بنا ہوا ہے اور ولی اللہ مشہور ہے۔ دوسرا ایک طبقہ ہے جو نرا دنیا پہ اعتماد رکھتا ہے' جسے کوئی کام پڑے کسی کام سے آئے کسی دنیوی افسر سے اس کی سفارش کر دو کوئی رقعہ چھٹی دے دو وہ راضی ہے لیکن اُسے کہہ دو اللہ سے دعا کریں گے وہ ناراض ہو جاتا ہے اُس کے خیال میں اللہ نے کیا کرنا ہے اور ہم نے اللہ سے کیا کروانا ہے' یعنی ایک طبقہ ایک سرے پہ ہے کہ ہر چیز کو مادی اسباب سے وابستہ کرتا ہے دوسرا دوسرے سرے پہ ہے کہ وہ بالکل ہی اسباب کو چھوڑ کر دنیا سے الگ ہو گیا۔ اب درمیان میں ان دونوں کو ملانا یہ علمائے ظواہر کا کام تھا۔ علما کا یہ حق تھا کہ وہ عام آدمی کو سمجھاتے اسلام کیا ہے اور اللہ کی رضا کس میں ہے؟ مسلمان کسے کہتے ہیں؟ ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ حدیث شریف میں تو ارشاد ہے۔

علما امتی کا انبیاء نبی اسرائیل او کماقال رسول اللہ ﷺ کہ میری امت کے جو علماء ہوں گے اُن کی مثال بنی اسرائیل کے انبیاء جیسی ہوگی۔ بنی اسرائیل کے انبیا کیا کرتے تھے کہ جب کوئی صاحب کتاب نبی آتا اور جب تک اُس کی کتاب کے احکام جاری وساری رہتے تو پے در پے نبی آتے اور اُس کتاب کی وضاحت کرتے اور لوگوں کو تبلیغ کرتے اور لوگوں کو دین سکھاتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد چونکہ نبوت مکمل ہو گئی یہ جو کہا جاتا ہے نا نبوت ختم ہو گئی یہ بھی ایک طرح سے صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح لفظ یہ ہے کہ نبوت مکمل ہو گئی اور خود نبی کریم ﷺ نے اپنے ارشاد پاک میں اس کی وضاحت فرما دی۔ فرمایا اگر نبوت کو ایک محل سے تشبیہ دی جائے تو وہ محل بنتا رہا' نبی آتے رہے وہ عمارت مکمل ہو گئی لیکن اُس میں ابھی ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی پھر حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ اینٹ **انا تلک النبی او کماقال رسول اللہ ﷺ** اگر میں الفاظ بھول نہیں رہا تو حدیث کے الفاظ یہی ہیں کہ وہ اینٹ میں ہوں اور میری بعثت سے وہ خلا مکمل ہو گیا' یعنی نبوت

www.naqshbandiaowaisiah.com

اپنی تکمیل کو پہنچی مکمل ہوگئی اب کسی نئے نبی کے آنے کی گنجائش باقی ہی نہ رہی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔ جب نبی نہیں آئے گا نبی بھی وہی ہوگا کتاب بھی وہی باقی رہے گی۔

تو اس کتاب کو سمجھانا جو کام بنی اسرائیل میں صاحب کتاب رسول کے بعد آنے والے نبی کرتے تھے وہ کام آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں علمائے حق کریں گے۔ اب یہ علماء کا کام تھا کہ وہ کتاب اللہ کی وضاحت کرتے اور عام آدمی کو سمجھاتے بات اُس کے پلے پڑتی اُس کی سمجھ میں آتی۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے علماء نے اکثریت علما کی جو ہے اُس نے انبیاء کا وطیرہ چھوڑ کر دین کو ذریعہ معاش بنالیا۔ انبیاء بنی اسرائیل وعظ کرکے پیسے نہیں لیتے تھے دین سمجھانے پر اجرت نہیں لیتے تھے انبیاء بنی اسرائیل علیہ السلام یا سارے ہی نبی کسی سے اجر کے طالب نہیں ہوتے تھے اُجرت کے طالب نہیں تھے۔

ان اجری الا علی اللہ۔ ہر نبی کا یہ مقولہ تھا کہ ہمارا معاوضہ اللہ کے ذمے ہے ہمیں اجر وہ دے گا۔ ہم اُس کی رضا کے لئے کام کر رہے ہیں۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ علماء کی اکثریت کا دین جو ہے یہ پیشہ بن گیا اور ذریعہ معاش بن گیا۔ اب جو بھی جس کا ذریعہ معاش ہوتا ہے ایک آدمی پیسے سے لکڑیاں تراش کر لکڑیاں چھیل کر کوئی معمولی سا کپڑے ٹانکنے کی چیز بناتا ہے تو وہ بھی نہیں چاہتا کہ میرا یہ فن ہر کوئی سیکھے وہ چاہتا ہے کہ میں ہی بناتا جاؤں اور بکتی جائے۔ بڑی مشکل سے کسی کو وہ شاگرد بناتا ہے ورنہ ہر آدمی یہ اپنا راز عام نہیں کرتا پروفیشن کا تقاضا ہوتا ہے کہ اپنے پیشے کے جو راز ہوتے ہیں اور جو جس وجہ سے اُس میں زیادہ منافع اور زیادہ دولت آتی ہے وہ کوئی بھی نہیں بتاتا۔ علماء نے بھی جب دین کو پیشہ بنایا تو پھر انہوں نے دین کو اتنا مشکل کر دیا کہ عام آدمی کی سمجھ سے باہر ہو

> **یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم نے عظمت الٰہی کو پہچانا نہیں اور اس کے پیچھے ایک سبب یہ بھی ہے کہ کسی نے ہمیں بتانے کی کوشش بھی نہیں کی۔**

گیا۔ عام آدمی کو صرف دو چیزیں ملیں یا تو اُسے ڈرایا گیا اتنا کہ تمہاری بڑی بُری حالت ہوگی اور تمہیں تباہ کر دیا جائے گا اور تمہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا اور تمہارا یہ ہوگا تمہارا وہ ہوگا۔ یا پھر غضب الٰہی کی ایسی منظر کشی کی کہ بندہ اُس خدا کا نام لینے سے بھی گھبراتا ہے کہ کہیں پکڑا نہ جاؤں۔ یا پھر اللہ کا ایسا تعارف کرایا کہ بھئی اللہ، اللہ ہے تم مشت غبار ہو تم کہاں اللہ سے مل سکتے ہو، تم کہاں اللہ کو سوچ سکتے ہو، تم کہاں اللہ سے بات کر سکتے ہو، یہ تمہارا کام نہیں ہے، تم بس جو ہم کہتے ہیں کرتے جاؤ۔ تو جن کے ذمے یہ تھا کہ عام آدمی کو بتائیں کہ مسلمانی کیا ہے؟

مسلمانی ایک سادہ سی بات ہے کہ بندہ اپنے آپ کو اللہ کے روبرو لے جائے ہر حال میں اور ہر کام میں اُس کا اللہ اُس کے ساتھ ہو، اسباب دنیا کو ترک نہ کرے، اختیار کرے، اس لئے کہ اُسی اللہ نے اسباب اختیار کرنے کا حکم دیا، اس لئے اسباب پہ بھروسہ نہ کرے کہ یہ اسباب مجھے بڑا فائدہ دیں گے بلکہ وہ اسباب اس لئے اختیار کرے کہ اُس کے رب نے اُسے اسباب اختیار کرنے کا حکم دیا، اب اُس کے بعد اُن پہ نتیجہ کیا ہوتا ہے وہ اللہ کی عطا ہے اور اُس میں شیرینی بھی ہو سکتی ہے، کبھی تلخی بھی ہو سکتی ہے

مولانا رومیؒ نے یا غالباً مولوی سعدیؒ نے یہ حکایت لکھی ہے مجھے صحیح یاد نہیں حکایت مزے کی ہے اور حکایت عموماً مولوی سعدیؒ لکھا کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ کوئی کسان بڑی خوبصورت کھکھڑیاں (خربوزہ) لیکر گیا بادشاہ کے لئے تحفے کے طور پر، اُسے اچھی لگیں اُن کا رنگ خوبصورت تھا اُن پر لکیریں خوبصورت تھیں وہ اپنے پورے کھیت میں سے دو چار کھکھڑیاں منتخب کرکے خوبصورت بادشاہ کے دربار میں پیش کرنے کے لئے گیا، بادشاہ کو بھی بڑی پسند آئیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں کاٹا جائے اُس کو کاشتکار کو کچھ انعام دیا رخصت کر دیا، اچھا بھائی کھکڑیاں کاٹو کھکھڑی کاٹی گئی وہ ایک ڈال اٹھا کر اُس نے اپنے ایک قریبی وزیر کو دیا جو اُس کا تھا سب سے مقرب اُسے عطا کر دی، اُس نے

www.naqshbandiaowaisiah.com

بڑے مزے لے لے کر کھائی' اب جب اُس نے دوسری خود کھائی تو وہ سخت کڑوی تھی اتفاق یہ تھا کہ وہ خوبصورت بڑی تھی لیکن کھکھڑی کڑوی تھی تو بادشاہ سلامت نے جب وہ تھوڑی سی چکھی تو وہ بڑی کڑوی تھی تو اُس نے کہا یار تم عجیب آدمی ہو مجھے بتایا نہیں کہ یہ بڑی بدمزہ ہی نہیں بلکہ یہ تو کڑوی ہے اس نے تو میرا سارا منہ کا ذائقہ خراب کر دیا تو وہ کہنے لگا کہ حضور عمر گزری ہے آپ کی بارگاہ سے طرح طرح کی نعمتیں کھاتے اگر زندگی میں ایک ڈلی کھکھڑی کی کڑوی مل گئی تو پھر میں اس پہ بلبلا اٹھتا جہاں سے اتنی شیرینیاں کھائی ہیں تھوڑی سی تلخی بھی سہی مجھے تو حیا آگئی آپ کی عطا سے کہ میں کیسے شکایت کرسکتا ہوں میں نے تو مزے لے کے کھا لی آپ کی عطا تھی۔ یہی بات یہ آیۃ کریمہ بتا رہی ہے۔

وعلی اللہ فلیتوکل المومنون o جن کا ایمان کامل ہوتا ہے انہیں رب پہ بھروسہ ہوتا ہے کبھی حالات تلخ بھی آجائیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیشہ جس منعم حقیقی سے ہمیں نعمتیں ملتی ہیں تھوڑی سی ترشی آگئی تو کیا بات ہے' وہ تو موجود ہے' اُس کے ساتھ میرا رشتہ تو موجود ہے اُس کی بارگاہ ہے اور میں اُس کا بندہ ہوں' تو وہ برداشت کرتا ہے۔ پھر بادشاہ نے تو اتفاقاً دی وہ ایسا علیم وخبیر اور ایسا حکیم ہے کہ وہ اتفاقاً نہیں دیتا وہ پروگرام کے مطابق دیتا ہے لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا. جو اُسے منظور ہوگا وہ ہمیں پہنچے گا اور جہاں وہ تلخی تھوڑی سی دیتا ہے وہاں اُس تلخی کی ضرورت ہوتی ہے بلاوجہ نہیں دیتا۔ بادشاہ کی طرح اتفاقاً نہیں دیتا بلکہ وہاں وہی تلخی ضروری ہوتی ہے اُس بندے کا فائدہ اُس میں ہوتا ہے وہ ایسا مالک ہے۔

تو اسلام کیا ہے؟ اسلام یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو اللہ کے روبرو لے جائے' پیر صاحب اپنی جگہ' مولانا اپنی جگہ' نیک اور پارسا لوگ اپنی جگہ' لیکن کیا اللہ صرف نیک لوگوں کا ہے؟ کیا اللہ صرف پارساؤں کا ہے؟ کیا اللہ صرف پیروں فقیروں کا ہے؟ کیا اللہ کریم صرف مولوی کا ہے؟ نہیں' اللہ ہر بندے کا ہے' اب جس نے اُس کو مانا ہی نہیں اور کافر ہوا وہ تو خود اُس کی بارگاہ سے دور ہوا ورنہ اللہ اُس کا بھی وہی اللہ ہے دوسرا کوئی نہیں اور جب اُسے توفیق ہو جائے وہ مان لے تو وہ پچھلی ساری غلطیاں معاف کر کے پھر اُسے بارگاہ کا مقرب بنا لیتا ہے لیکن جس نے مانا اور جو مومن ہے اُس کا تو اللہ ہر وقت اُس کے ساتھ ہے اور اُس کا نبی علیہ الصلوۃ والسلام ہر وقت اُس کے لئے دست بدعا ہے۔

ہماری حیثیت کچھ بھی نہیں لیکن اُس رئوف الرحیم نے ہمیں پسند کر لیاھے' اُس نے اپنی پہچان صرف اور صرف نوع انسانی کو دی ھے' فرشتے کو بھی معرفت الٰھی نہیں دی۔

وبالمومنین رؤف رحیم۔ میرا نبی علیہ الصلوۃ والسلام مومنوں کے لئے معاف کرنے والا اور بے پناہ رحم کرنے والا ہے اُن کے لئے ہر وقت دست بدعا ہے اُن کے لئے ہمہ وقت اللہ کی بارگاہ سے رحمت کا طالب ہے اور اُن پر رحمتیں نچھاور فرما رہا ہے۔ یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم نے عظمت الٰہی کو پہنچانا نہیں اور اس کے پیچھے ایک سبب یہ بھی ہے کہ کسی نے ہمیں بتانے کی کوشش بھی نہیں کی' بیشتر نے تو ہمیں اللہ سے ڈرایا ہی ہے کہ بچ جاؤ' اس طرف مت آؤ' یہاں ذرا سی بھول چوک ہوگئی تو مارے جاؤ گے' بچ بچا کے نکل جاؤ' کوئی دیگ دیگ پکا کر تقسیم کر دو اُس سے خوش ہو جائے گا یا کچھ قوالیاں شوالیاں کرو بس جان چھڑاؤ اور ایسا تصور دے دیا گیا اللہ کا کہ بھئی تم تمہاری حیثیت کیا ہے؟ اور یہ حق ہے ہماری کوئی حیثیت نہیں۔ ایک زمانے میں سائنس دانوں نے انسانی وجود میں جو جو مادے ہیں اُن سب کا تجزیہ کر کے قیمت لگائی تھی اور کوئی زیادہ لمبی بات نہیں پندرہ بیس برس پہلے کی بات ہے پندرہ بیس برس پہلے کی بات ہے تو وہ کہتے تھے کہ جتنا مادہ انسانی وجود میں ہے اس کی قیمت ڈھائی روپے ہے آج سے پندرہ بیس برس پہلے کی بات ہے اب

www.naqshbandiaowaisiah.com

مہنگائی ہوگئی تو پانچ کا نہیں دس کا ہوگیا ہوگا۔ یعنی اگر اس میٹریل کو اس کی اور جنل اور اصلی حالت میں لایا جائے تو اتنی سی مٹی نکلتی ہے اور اُس کی قیمت اتنی بنتی ہے۔ اُس میں لوہا اُسمیں پیتل سونا جو کچھ بھی ہے وہ سارا کچھ ملا کے جتنا اُس میں مواد ہے تو اُن کی اتنی قیمت بنتی ہے۔ ہماری حیثیت کچھ بھی نہیں، لیکن اُس رؤف الرحیم نے ہمیں پسند کرلیا ہے۔ اُس نے اپنی پہچان صرف حیثیت دے دی ہے اور اُس نے فرمایا ہے اے انسان وخلق لکم فی الارض جمیعاً۔ اے لوگو! جو کچھ روئے زمین پہ تمہیں نظر آرہا ہے یہ سارا میں نے تمہاری خدمت کی خاطر پیدا کردیا ہے، ہر چیز تمہاری خادم ہے، ہوا ہے، پانی ہے، دھوپ ہے، جان دار ہیں، پھل ہیں، سبزہ ہے، جو بھی ہے۔ وخلق لکم۔ تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔ وما فی الارض جمیعاً۔ جو کچھ زمین

ہر بندے کو حق حاصل ہے جسے ایمان نصیب ہے کہ وہ اپنے پروردگار کو اپنے ساتھ، اپنے سب سے قریب تر سمجھے، مشورہ کرے، اُس سے باتیں کرے، اُس سے دعائیں مانگے۔

اور صرف نوع انسانی کو دی ہے، فرشتے کو بھی معرفت الٰہی نہیں دی۔ فرشتے کو بھی جتنا بھی قرب ملا ہے حکم سنتا ہے اُس کی تعمیل بجالاتا ہے لیکن مالک کے ساتھ آشنائی نہیں کرسکتا، جمال الٰہی کو نہیں دیکھ سکتا، اُس پہ عاشق نہیں ہوسکتا، اُس سے محبت نہیں کرسکتا، اُس کا طالب نہیں بن سکتا، یہ بنی آدم کو شرف بخشا ہے کہ وہ چاہے تو ایمان ویقین کی وہ دولت بارگاہ محمد رسول اللہ ﷺ سے حاصل کرے تو یہ مشت غبار جمال الٰہی اور وصال الٰہی کی طالب ہوجائے۔ ہم کچھ نہیں ہماری حیثیت کوئی نہیں لیکن اُس نے ہمیں میں ہے اور زمین کی روئیدگی میں سورج کا بھی حصہ ہے چاند کا بھی ستاروں کا بھی ہر جو ستارہ یا سیارہ ہے وہ زمین کو متاثر کرتا ہے اُس میں سے روئیدگی ہوتی ہے جو سمندروں میں خزانے ہیں جو زمین سب تمہارے لئے ہے اور فرمایا تم میرے لئے ہو۔ میرے لئے ہو کہ تمہیں میں نے وہ ذوق وہ شعور بخشا ہے کہ تم مجھے پہچان سکو، پہچانو تو مجھ پہ فدا ہو جاؤ، مجھ پہ فریفتہ ہو جاؤ، میرے وصال اور میرے جمال کے طالب ہو جاؤ، ہم کچھ نہیں لیکن اُس نے ہمیں بہت کچھ بنا دیا ہے، ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن اُس نے ہمیں حیثیت دے دی ہے کہ اُس نے ہمیں اپنے جمال کا طالب بنا دیا ہے اِس لئے ہر بندے کو حق حاصل ہے جسے ایمان نصیب ہے کہ وہ اپنے پروردگار کو اپنے ساتھ، اپنے سب سے قریب تر سمجھے، مشورہ کرے، اُس سے باتیں کرے، اُس سے دعائیں مانگے۔ میں تو کہتا ہوں بندے کا ایسا تعلق ہے کہ اُس کی بارگاہ میں شور بھی مچائے، اودھم بھی مچائے، لڑے بھڑے بھی، لیکن اپنے دل میں اللہ کو بٹھا کر اُس کے ساتھ اپنی بات کرے۔

یہ رشتہ ایسا ہوتا ہے کہ ذات کا ذات سے تعلق ہوتا ہے اُس میں لوگوں کو ملوث کرنے کی بات نہیں ہوتی تو اسلام بڑا سادہ سا بڑا چھوٹا سا جملہ ہے اسلام کو سمجھنے کے لئے کہ وعلی اللہ فلیتو کل المومنون. نیکی ہو، نرمی ہو، گرمی ہو، دکھ ہو، مصیبت ہو، آرام ہو، سہولت ہو، بندہ مومن کو یقین ہوتا ہے کہ میرا پروردگار میرا محبوب میرے ساتھ ہے اور جو کچھ مجھ پر بیت رہی ہے اُسکے سامنے ہے اگر وہ اس میں خوش ہے تو میں خوش ہوں۔ اللہ کریم ہمیں توفیق عمل بھی دے ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے، ہمیں دین کو سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین o

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

ولایت کیا ہے؟

''علوم انبیاء جو اللہ کے نبیوں کے واسطے نصیب ہوتے ہیں ان کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی عظمت راسخ ہوتی جاتی ہے۔ اور عجز و نیاز مندی انسان میں زیادہ در آتی ہے اور یہ دعا لب پہ آتی ہے۔ اے اللہ! ایسے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرما جو صالح ہوں اور تیری رضا کا سبب ہوں۔ وراثت انبیاء کیا ہے؟ کہ انسان میں اللہ جل شانہ کی یاد راسخ ہو جائے' اللہ کا قرب نصیب ہو جائے' اللہ سے تعلق قائم ہو جائے اور اس کے اعمال صالح ہو جائیں' اس کا کردار نکھر آئے اور اس کے اعمال ایسے ہوں جو رضائے الٰہی کا سبب ہوں اسی کو ولایت کہیں گے۔ ولایت کیا ہے؟ کہ کسی انسان کو نبیؐ کا پرتو جمال حاصل ہو جائے خواہ وہ غریب ہو' امیر ہو' محکوم ہو' حاکم ہو' جس شخص میں' جس وجود میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ادا نظر آئے اسے ہم ولی کہیں گے اور کوئی کتنے عجائبات دکھائے لیکن اس کی عادات' اس کے اخلاق' اس کے اطوار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو نہ ہو تو ولی نہیں ہے۔'' ماخوذ از ''کنز الطالبین''

تعاون

تاجران: کاٹن یارن اینڈ پی سی یارن

شیخ ناصر' شیخ عبدالستار گلی نمبر 1 بالمقابل رحمان مارکیٹ

منٹگمری بازار فیصل آباد فون 617057-611857

www.naqshbandiaowaisiah.com

دل ایمان سے زندہ ہوتا ہے

دل کی حیات کا تعلق ایمان سے ہے جس طرح بدن کا جسم کا تعلق روح سے ہے کہ اس میں روح ہوتی ہے تو یہ زندہ ہوتا ہے اور روح نہیں ہوتی تو گل سڑ جاتا ہے بکھر جاتا ہے لاش بن جاتا ہے اسی طرح دل ایمان سے زندہ ہوتا ہے اور ایمان کی قوت ہی اُس کی حیات میں اُس کی بصیرت اور اُس کی سماعت میں اُس کی بصارت میں اُس کے سمجھنے میں اُس کے شعور میں قوت پیدا کرتی ہے۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 20-8-04

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکاین من قریۃ اھلکنھا وھی ظالمۃ فھی خاویۃ علی عروشھا وبیر معطلۃ و قصر مشید o افلم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون بھا او اذان یسمعون بھا فانھا لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور o

اللہ جل شانہٗ نے انسانی قلب کو ایک بہت ہی ایسی چیز بنایا ہے جس کی مثال دنیا میں کہیں دوسری نہیں ملتی اور اس کی ایک سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ نبوت صرف انسانوں میں ہے اور کسی بھی مخلوق میں خواہ وہ فرشتے ہیں یا جنات کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا گیا' اس لئے کہ انسانی قلوب میں ہی وہ استعداد رکھی گئی ہے جو اللہ جل شانہٗ کو پہچانے اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قلوب اطہر میں بھی وہ استعداد رکھی گئی کہ ان پر اللہ کا کلام نازل ہوا اور انہوں نے مخلوق تک پہنچایا۔ آج کے زمانے میں علمی اور سائنسی ترقی کا زمانہ ہے اور عقل انسانی نے بے شمار نئی نئی چیزیں نئے نئے طریقے نئی نئی مشینیں ایجاد کی ہیں اُس کا ایک عجیب اثر یہ بھی ہے کہ انسان اس عہد کا انسان سب کچھ عقل ہی کو سمجھنے لگ گیا ہے۔ میں اگلے دنوں ایک بہت معروف عالم کی تقریر سن رہا تھا سٹیلائٹ پر وہ یہی بحث کر رہے تھے کہ سب کچھ عقل انسانی ہے اور قرآن کریم میں جہاں قلب کا ذکر آیا ہے بقول اُن کے اُس سے بھی مراد عقل ہی ہے۔ عام آدمی کا تو اس سے غافل ہونا عجیب بات نہیں ہے لیکن جن لوگوں کو دعویٰ علم ہے اور اپنے آپ کو عہد حاضر کے چوٹی کے علماء میں شمار کرتے ہیں اُن کا بھی قلب سے غافل ہونا اور قلبی کیفیات سے غافل ہونا یہ بہت بڑے زوال کی دلیل ہے۔ ایک بڑی عام سی بات ہے اگر آدمی سمجھنا چاہے تو کتنے کام ایسے ہیں جو لوگ کرتے ہیں اور ان کی اپنی عقل بھی انہیں سمجھاتی ہے کہ یہ کام نہیں کرنا چاہئے اُس کام کو وہ اچھا نہیں سمجھتے عقلی طور پر وہ خود بھی اس بات کے قائل ہوتے ہیں کہ یہ کام اچھا نہیں ہے جوا کھیلنے والوں سے پوچھ لو اُن کی عقل بھی انہیں کہتی ہے کہ یہ فضول کام ہے، نشہ کرنے والوں سے پوچھ لو اُن کی عقل بھی انہیں سمجھاتی ہے پھر وہ ایسا کرتے کیوں ہیں؟ وہ کہتے ہیں دل چاہتا ہے۔ یعنی عقل سے بالاتر ایک شے ہے دل یا قلب جسے قرآن کہتا ہے کہ جو عقل کے روکے سے نہیں رُکتا اور جو وہ کہتا ہے عقل کو بھی اُس کی تعمیل کرنا پڑتی ہے خواہ عقل اُس بات کو پسند کرے یا نہ کرے۔ سورۃ الحج کی ان آیات مبارکہ میں اسی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ کتنی ہی

خدا کے فضل سے میاں بیوی دونوں مہذب ہیں
حیا اُس کو نہیں آتی' غصہ اِن کو نہیں آتا
(اکبرالہ آبادی)

آبادیاں اور کتنے ہی شہر ہیں جو شہر خراماں کا منظر پیش کرتے ہیں۔

فکاین من قریتہِ اھلکنھا۔ کتنے ہی شہروں کو تباہ کر دیا گیا اسی لئے تباہ کئے گئے کہ وھی ظالمتہ، کہ وہ ظلم کرتے تھے اُن کے ظلم کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شہروں کے شہر تباہ ہو گئے۔

فھی خاویتہ' علی عروشھا۔ اُن کی دیواریں اُن کی چھتوں پر گر گئیں ایسے ہوتا ہے جیسے چھت گر گئی پھر اُس پر اوپر سے دیواریں بھی گر گئیں۔ مکمل تباہی ہوگئی۔

وبئر معطلته وقصر مشیدِ o اور کتنے ہی کنویں آپ کو ویران نظر آتے ہیں جو کبھی بہت آباد تھے اور ایک دنیا اُن سے سیراب ہوتی تھی اور کتنے ہی شاہی محلات اور قلعوں کے کھنڈر نظر آتے ہیں آپ کو جو کبھی بہت پُر جلال تھے اور اُن کی شان وشوکت تھی آج وہ کھنڈر بنے ہوئے ہیں یا لوگوں کے لئے تماشا گاہ اور سیر گاہ بنے ہوئے ہیں۔

افلم یسیروا فی الارض۔ کیا یہ لوگ زمین میں چل پھر کر دیکھتے نہیں۔ فرمایا فتکون لھُم قلوب' یعقلون بھا۔ کاش اُن کے دل ایسے ہوتے جن سے انہیں بات سمجھ میں آتی۔ فتکون لھم قلوب۔ کاش اُن کے پاس دل ہوتے کہ دل زندہ ہوتے کہ دل روشن ہوتے اُن کے دلوں میں شعور ہوتا یعقلون بھا۔ تو اس فلسفے کو اپنی عقل میں بھی سمو لیتے کہ یہ جو بربادی کے نشان ہیں اور آبادیوں کے کھنڈرات بنے ہوئے ہیں اور ویران کنوئیں پڑے ہیں اور بڑے بڑے محلات اور بڑے بڑے قلعے ویرانی کا منظر پیش کر رہے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ ان لوگوں کو اللہ نے نابود کر دیا مٹا دیا۔

او اذان یسمعون بھا ان کے کان سلامت ہوتے تو زبان حال سے جو کچھ یہ چیزیں بتا رہی ہیں۔ یہ سنتے' فرمایا۔ فانھا لا تعمی الابصار۔ یہ لوگ آنکھوں کے اندھے نہیں ہیں فانھا لا تعمی الابصار۔ یہ لوگ آنکھوں کے اندھے نہیں ہیں آنکھوں سے ظاہری آنکھوں سے تو دیکھ رہے ہیں۔ ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور o یہ اُس دل کی آنکھوں کے اندھے ہیں جو سینوں کے اندر چھپا ہوا ہے ان کے دل اندھے ہو چکے ہیں ان کی آنکھیں تو ان سب کچھ کو دیکھتی ہیں لیکن اس سے متاثر ہونا دل کا کام ہے جب کہ ان کے دل بینا نہیں ہیں ان کے دل نہیں دیکھ رہے ہیں ان کے دل حیات نہیں ہیں یا ان کے دل بے ہوش ہیں یا ان کے دل سوئے ہوئے ہیں۔

> **میرے خیال میں تہذیب جدید جو آجکل ہم میں پھل پھول رہی ہے اسے سوائے پاگل پن کے اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا**

دل کی حیات کا تعلق ایمان سے ہے جس طرح بدن کا جسم کا تعلق روح سے ہے کہ اس میں روح ہوتی ہے تو یہ زندہ ہوتا ہے اور روح نہیں ہوتی تو گل سڑ جاتا ہے بکھر جاتا ہے لاش بن جاتا ہے اسی طرح دل ایمان سے زندہ ہوتا ہے اور ایمان کی قوت ہی اُس کی حیات میں اُس کی بصیرت اور اُس کی سماعت میں اُس کی بصارت میں اُس کے سمجھنے میں اُس کے شعور میں قوت پیدا کرتی ہے۔ ایمان صرف مان لینے کا نام نہیں ہے اگر چہ صرف مان لینا بھی ایمان ہے لیکن بڑی عجیب بات ہے کہ ائمہ فقہ میں سے اکثر اس بات پہ متفق نہیں ہیں وہ فرماتے ہیں صرف زبان سے مان لینا یہ ایمان نہیں ہے بلکہ ایمان کردار کا نام ہے' ائمہ کی اکثریت اس بات پہ متفق ہے کہ ایمان کردار کا نام ہے اگر ایک شخص کہتا ہے میں اللہ کو مانتا ہوں تو وہ اللہ کا حکم جب نہیں مانتا تو اللہ کو کیا مانتا ہے! ایک شخص کہتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو مانتا ہوں لیکن آپ ﷺ کا حکم نہیں مانتا تو اُسے کیسے ہم سمجھ لیں کہ یہ مانتا ہے ایک شخص کہتا ہے کہ میں قرآن کو اللہ کی کتاب مانتا ہوں لیکن اُس کے احکام کو نہیں مانتا تو کیسے سمجھ لیا جائے کہ یہ مانتا ہے لہذا ائمہ فقہ کے نزدیک ایمان اعمال کا نام ہے سوائے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کے، امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اقرار کرنا کہ میں مانتا ہوں یہ بھی تو ایک

www.naqshbandiaowaisiah.com

عمل ہے گو بہت تھوڑا سہی بہت ادنیٰ سہی بہت چھوٹا سہی لیکن یہ اقرار کرنا کہ میں مانتا ہوں یہ بھی عمل ہے لہذا جو اقرار کرتا ہے اور عمل نہیں کر پاتا اُسے فاسق کہا جائے گا کافر نہیں۔

جس طرح بدن کی زندگی کے مختلف مدارج ہیں ایک جسم زندہ تو ہے لیکن وہ بیہوش ہے آپ اُسے مردہ تو نہیں کہہ سکتے وہ حواس میں نہیں ہے اُسے کوئی پتہ نہیں گرمی میں پڑا ہوں سردی میں پڑا ہوں اُسے کھانے پینے کی ہوش نہیں بات کرنے کی ہوش نہیں آنکھ کھول کر دیکھتا نہیں' زندہ تو ہے لیکن اُسے اپنی نیکی بدی کا احساس نہیں ہے اسی طرح ایمان بھی ہو اور گناہ اور نیکی میں تمیز نہ کرے تو اُس کی مثال ایسی ہے جیسے بدن میں روح تو ہے لیکن وہ بے ہوش ہے' بعض لوگ زندہ تو ہوتے ہیں لیکن اُن کی عقل ماری جاتی ہے حواس جواب دے جاتے ہیں۔ ہم انہیں پاگل کہتے ہیں وہ کھاتے پیتے بھی ہیں چلتے پھرتے بھی ہیں لڑتے بھڑتے بھی ہیں لیکن انہیں تمیز نہیں رہتی کہ کیا کھانا ہے کیا نہیں کھانا کس طرح لباس پہننا ہے یا نہیں پہننا۔ بے لباس بھی پھرتے ہیں کوئی دے دے تو پہن بھی لیتے ہیں موڈ آئے تو پھاڑ بھی دیتے ہیں کوئی چیز دے دے وہ پاک ہے ناپاک ہے حلال ہے حرام ہے انہیں سمجھ نہیں ہوتی کوئی دے دے بھوک لگی تو کھا لیتے ہیں آپ انہیں دیوانہ یا پاگل کہتے ہیں' تو حیات کا ایک مقام یہ بھی ہے کہ زندگی تو ہو لیکن زندگی کا شعور نہ ہو آدمی پاگل ہو دیوانہ ہو' ایک کیفیت ایسی ہی قلبی حیات کی یا ایمان کی بھی ہے کہ بندے میں ایمان تو ہے لیکن وہ پاگلوں کی طرح حلال حرام کھائے جا رہا ہے جائز ناجائز کی تمیز نہیں ہے اور میرے خیال میں تہذیب جدید جو آجکل ہم میں پھل پھول رہی ہے اُسے سوائے پاگل پن کے اور

> **بہت لوگوں کا کسی کام پہ جمع ہو جانا یہ حق ہونے کی دلیل نہیں ہے دلیل یہ ہے کہ وہ کام اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق ہو۔**

کوئی نام نہیں دیا جا سکتا یہ پھلی پھولی تو کفار میں اور مغرب میں لیکن اب ہم اسے اپنا رہے ہیں خواتین نے بال کٹوا دیے ہیں سر ننگے ہیں ایک نیکر اور ایک بنیان پہنی ہوئی ہے کوئی تن بدن کی ہوش نہیں برہنہ ہیں سٹیج پر اچھل کود رہی ہیں اور گانا گایا جا رہا ہے عجیب بات ہے ایک زمانے میں گانا سنا جاتا تھا' گانا سننے کی چیز ہوتا تھا اور اسلام نے اُس پر بھی پابندی لگائی کہ مزامیر کے ساتھ گانا سننا جو ہے یہ شہوانی خیالات کو ہوا دیتا ہے اور انسان کو گناہ کی طرف راغب کرتا ہے اس لئے اُسے حرام قرار دیا گیا' لیکن اب تو گانا سنا نہیں جاتا اب تو گانا دیکھنے کی چیز ہوگئی ہے اور لوگ دیکھتے ہیں کہ خواتین نیم برہنہ مختصر سا لباس پہنے ہوئے بے ڈھبے پن سے اُچھل کود رہی ہیں اور ایک تماشہ ہے جو دیکھا جا رہا ہے یا اسی طرح گانے والے جو نئے لڑکے ہیں جنہیں آپ پاپ سنگر یا کیا کہتے ہیں مختلف ٹیمیں بن گئی ہیں تو لوگ اُن کی حرکتیں دیکھتے ہیں آواز کی سمجھ نہیں آتی جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ بمشکل سمجھ آتا ہے تو کسی کو سمجھنے یا سننے کی ضرورت بھی نہیں ہے وہ دیکھ رہے ہیں کہ وہ کس طرح اچھل کود رہے ہیں تنگ سی پتلون پہنی ہوئی ہے ایک بشرٹ سی پہنی ہوئی ہے یا بنیان پہنی ہوئی ہے بے تحاشا بال بڑھے ہوئے ہیں ایک ستارے گلے میں ہے اور بڑے بے ڈھبے پن سے اچھل کود جاری ہے اور عجیب بات ہے آپ دیکھیں کیا یہ پاگل پن نہیں ہے کہ بیٹی نیم برہنہ اچھل کود رہی ہے اور باپ بیٹھا تالیاں بجا رہا ہے! کسی کی بہن ہے وہ لوگوں کے سامنے سٹیج پر اچھل کود رہی ہے اور بھائی بیٹھا تالیاں بجا رہا ہے، تو کیا کوئی صاحب عقل وخرد ایسا کرتا ہے؟ بندے کی عقل صحیح ہو تو وہ ایسا چاہتا ہے یا ایسا کرتا ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ ہم شعوری طور پر پاگل ہوتے جا رہے ہیں ہیں اور جو زیادہ پاگل ہو جائے وہ زیادہ مہذب کہلاتا ہے۔ اکبرالہ آبادی مرحوم نے کہا تھا۔

خدا کے فضل سے بیوی میاں دونوں مہذب ہیں۔ اُس وقت نئی نئی تہذیب مغربی

www.naqshbandiaowaisiah.com

آ رہی تھی اور انگریزوں کا تسلط تھا برصغیر پر تو جو لوگ انگریزی تہذیب میں رنگتے جارہے تھے اُن کے بارے انہوں نے فرمایا کہ

خدا کے فضل سے بیوی میاں دونوں مہذب ہیں
حیا اُن کو نہیں آتی غصہ ان کو نہیں آتا

تو شرم وہ چھوڑتی جارہی ہے اور روکنے اور باز رکھنے کی صلاحیت ان میں ختم ہوتی جا رہی ہے۔ یہ اسے تہذیب کہا گیا تو یہاں بھی یہی ارشاد فرمایا گیا۔

فتکون لھم قلوب' یعقلون بھا. کاش ان کے پاس دل ہوتے دل میں شعور ہوتا وہ عقل کی رہنمائی کرتا تو عقل بھی باتوں کی اچھائی یا بُرائی سے واقف ہوتی اُسے سمجھتی۔ او اذان یسمعون بھا. یا اُن کے کان اس قابل ہوتے کہ کسی اچھی بات کو سنتے اور بری بات سے نفرت کرتے فرمایا فانھا لا تعمی الابصار. یہ آنکھوں کے اندھے نہیں ہیں یہ سنتے دیکھتے تو ہیں۔ ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور o یہ اُس بات کے اندھے ہیں جو سینے کے اندر ہے تو ایمان ہو لیکن آدمی بے ہوش ہو یا پاگل ہو تو ایمان کردار کو متاثر نہیں کرتا ایمان میں اتنی قوت ہو کہ عمل کے وقت وہ یہ سوچنے پہ مجبور کر دے کہ یہ اللہ کے حکم کے مطابق میں کرنے چلا ہوں یا اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے چلا ہوں اگر خلاف ورزی ہو تو اُس سے رُک جائے یہ ایمان مطلوب ہے، مقصود یہ ایمان ہے کہ جو بُرائی سے روک دے۔ اب ایک اور دلیل آ گئی ہے ہمارے زمانے میں، آپ کسی کو سمجھانا چاہیں کہ یہ بات بُری ہے تو وہ کہتا ہے کہ سارے لوگ کرتے ہیں۔ یہ دلیل تو مکہ مکرمہ میں لے جایئے جہاں اللہ کا ایک بندہ آقائے نامدار ﷺ اکیلا اللہ کی توحید بیان کر رہا ہے اور نہ صرف سارا مکہ ساری

ایمان کا اور اسلام کا تقاضا تو یہ ہے کہ روئے زمین کے سارے افراد بھی پھر جائیں لیکن بندہ مومن اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت سے نہ پھرے

دنیا اُس کے خلاف ہے یعنی اگر اکثریت کی رائے پر کسی کو چلنا ہو تو پھر تو وہاں دیکھیے پھر ایک سے دو سیدنا ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے خواتین میں حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں دو سے تین ہو گئے چار ہو گئے پانچ ہو گئے تو چار پانچ یا دس آدمی بھی ہو گئے اگر تو روئے زمین پر ایک بات پہ صرف دس آدمی متفق ہیں اور روئے زمین کے باقی سارے خلاف ہیں تو آپ کیا دلیل اختیار کریں گے کہ بھئی یہ سارے لوگ اُس طرف ہیں میں اُس طرف ہوں! سارے لوگوں کا کرنا یا بہت سے لوگوں کا کرنا دلیل نہیں ہے بہت لوگوں کا کسی کام پہ جمع ہو جانا یہ حق ہونے کی دلیل نہیں ہے دلیل یہ ہے کہ وہ کام اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق ہو وہ حق ہے اور ایمان کا اور اسلام کا تقاضا تو یہ ہے کہ روئے زمین کے سارے افراد بھی پھر جائیں لیکن بندہ مومن اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت سے نہ پھرے۔ اُسے لوگوں سے دلیل لینا نہیں ہے اُسے دلیل لینا ہے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے لیکن یہ تب ہوگا جب ایمان میں اتنی قوت ہوگی کہ وہ خوبی اور خامی سمجھ سکے۔ یعنی ایمان ہو اور وہ سویا ہوا بھی نہ ہو اور پاگل بھی نہ ہو، پاگلوں کے علاوہ بھی لوگ صحت مند ہوتے ہیں لیکن سو جاتے ہیں اور سویا ہوا آدمی جب تک بیدار نہیں ہوتا تب تک اُسے کوئی ہوش نہیں ہوتی اچھا ہو رہا ہے یا بُرا ہو رہا ہے، تو ہمارے ایمان کے بھی مختلف درجے ہیں، کچھ لوگوں کے ایمان تو ہیں لیکن وہ پوری بے ہوشی میں ہیں انہیں کوئی سروکار اسلام سے نہیں ہے کس بات سے دین کی توہین ہوتی ہے کونسا عمل دین کے خلاف ہے کونسی بات دین کیخلاف جارہی ہے بلکہ اب تو بڑا ایک نیا جملہ ایجاد ہوا ہے ہر اُس بات کو جس سے اسلام منع کرتا ہے اُس کو اپنانے کا نام روشن خیالی رکھ دیا گیا ہے یہ عجیب بات ہے کہ جو پاگل ہو جائے وہ روشن خیال ہو گیا، جو کپڑے پھاڑ دے جو اوٹ پٹانگ حرکتیں کرے اُچھل کود شروع کر دے حلال حرام کی تمیز نہ رہے وہ روشن خیال ہو گیا اور جسے پاک ناپاک جائز ناجائز حلال حرام کی قید جس نے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اپنے اوپر لگائی ہو یہ قدامت پسند لوگ ہیں پُرانے خیالات کا آدمی ہے۔

اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو بس اتنی رعایت کافی ہے کہ انہیں کوئی جیل میں نہ ڈالے اور اب تو الحمد للہ یہ مرحلہ بھی شروع ہو گیا کہ جیل میں خالی نہیں ڈالتے بلکہ پکڑ کر مساجد سے لے جاتے ہیں اور لاش واپس دے جاتے ہیں ابھی یہ اگلے دنوں مولانا کو پکڑ کر مسجد سے لے گئے فیصل آباد اور میت واپس کر گئے۔ اب اُس غریب کا قصور یہ ہے کہ اُس نے داڑھی رکھی ہوئی ہے اور اللہ اللہ کرتا ہے نماز روزہ کرتا ہے اب اُسے مار مار کر آپ طالبان کا یا القاعدہ کا پتہ پوچھ رہے ہیں اُسے پتہ ہو تو وہ بتائے' کوئی اُس کے علم میں بات ہو تو وہ بتائے حتیٰ کہ بندہ مر گیا۔ بھئی وہ کیا بتائے جب اُسے پتہ ہی نہیں ہے تو وہ کیا مار کی بھی ایک حد ہوتی ہے لیکن وہ کوئی نہیں' روشن خیالوں کے لئے تو کوئی حد' لمٹ نہیں ہے نا' روشن خیال لوگ ہیں قدامت پسند آدمی ہے مر بھی گیا تو ایک قدامت پسند کم ہو جائے گا کیا فرق پڑتا ہے! تو یاد رہے کہ جس طرح جسمانی زندگی کے مختلف مراحل ہیں کہ زندہ ہے لیکن بیہوش ہے زندہ ہے جاگ رہا ہے لیکن دماغ کام نہیں کر رہا پاگل ہے زندہ ہے مگر سویا ہوا ہے تو وہ عملی زندگی میں بے اثر ہوتا ہے اگر یہی کیفیت ایمان کی بھی ہو کہ ایمان ہے لیکن بے ہوشی کے درجے میں ہے ایمان ہے لیکن ایک پاگل کے درجے میں ہے ایمان ہے لیکن ایک سوئے ہوئے کے درجے میں ہے تو پھر میرے بھائی اس عارضی فرصت میں اُسے بیدار کرنا ہوگا اُسے جگانا ہوگا' تا کہ وہ اپنے نیک و بد کو سمجھ سکے اپنی بھلائی اور بُرائی کو سمجھ سکے اور اپنے نیک انجام کی خاطر نیک راستہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا راستہ اختیار کر سکے یہ تب ہی ہوگا جب دل بیدار ہوگا دل زندہ ہوگا بیدار ہوگا با حواس ہوگا عقل میں ہوگا شعور میں ہوگا۔ اس لئے کہ فرمایا کہ

> **اب تو بڑا ایک نیا جملہ ایجاد ہوا ہے ہر اُس بات کو جس سے اسلام منع کرتا ہے اُس کو اپنانے کا نام روشن خیالی رکھ دیا گیا ہے۔**

جو لوگ اگلوں سے عبرت حاصل نہیں کرتے عذاب الٰہی سے عبرت حاصل نہیں کرتے مصیبتوں اور پریشانیوں سے عبرت حاصل نہیں کرتے فرمایا ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں ان کے دل اندھے ہو چکے ہیں اور دلوں کا علاج صرف ایک ہے قرآن حکیم نے بھی وہی علاج بتایا۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب. اللہ کے ذکر سے اللہ کی یاد سے دل قرار پکڑتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی وضاحت فرما دی فرمایا لکل شیء صقالته. ہر چیز کو زنگ لگ جاتا ہے اُس کے لئے ہر چیز کی ایک پالش ہوتی ہے۔ لکل شیء صقالته. ہر چیز کی ایک پالش ہوتی ہے اُسے زنگ لگ جائے میلی ہو جائے خراب ہو جائے تو وہ پالش اُسے لگاتے ہیں تو وہ صاف ہو کر چمک کر پھر پہلے جیسے ہو جاتی ہے اور دلوں کی پالش اللہ کا ذکر ہے۔

وصقالته القلوب ذکر اللہ. دلوں کی پالش اللہ کا ذکر ہے۔ اب ایک آدمی اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ کریم اُس کے دل کو حیات بخش دیتا ہے' شعور بخش دیتا ہے' تو اُس کی سب سے پہلی دلیل یہ ہے کہ وہ اللہ کی مخلوق کے لئے بُرائی نہیں سوچتا' کسی کو تکلیف دینے کا ارادہ نہیں کرتا' کسی کی تباہی کا کوئی پروگرام نہیں بناتا' تو پھر ہمارا یہ جو جدید معاشرہ ہے اور ہمارے دانشور یا ہمارے مہذب لوگ جو ہیں اپنے خیال میں اُس سے کیوں ڈرتے ہیں؟ یعنی اللہ اللہ کرنے سے تو کوئی دہشت گرد نہیں بنتا امن پسند بنتا ہے با اخلاق بنتا ہے نیکی کرنا چاہتا ہے عبادت کرنا چاہتا ہے حلال رزق کمانا چاہتا ہے رشوت نہ کھانا چاہتا ہے نہ کسی کو کھلانا چاہتا ہے سود کھانا نہیں چاہتا کھلانا نہیں چاہتا ہر بُرائی سے بچنا چاہتا ہے کسی کی آبرو کی طرف میلی نظر سے نہیں دیکھتا کسی کا مال نہیں چھیننا چاہتا تو اس کا مطلب تو ہے کہ سارے لوگوں کو اللہ اللہ کرانی چاہئے کہ معاشرہ سُدھر جائے لیکن

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہماری تہذیب جدید اس سے بڑی ڈرتی ہے کیوں ڈرتی ہے؟ وہ کہتے ہیں انہیں پتہ ہے کہ جس چیز کو یہ تہذیب قرار دے رہے ہیں یہ پاگل پن ہے اور لوگ اللہ اللہ کریں گے تو اُن کے دلوں میں تو شعور آجائے گا اس پاگل پن میں ہمارا ساتھ کب دیں گے۔ لوگوں کے شعور کا عالم یہ ہے اور اللہ سے دوری کا عالم یہ ہے کہ اب اپنے کاموں اور اپنی حاجات کے لئے بھی کوئی اللہ کے پاس نہیں آتا۔ آپ نے بھی دیکھے ہوں گے میں بھی دیکھتا ہوں ہمارے اخبار عاملوں اور عملیات کرنے والوں کے اشتہارات سے بھرے ہوتے ہیں اور میرے خیال میں کم ازکم ایک لاکھ روپے کا ایک صفحہ ہوتا ہے اور ہفتے میں چار دفعہ وہ ہفتہ وار جو چھپتا ہے اخبار کا وہ رسالہ ساساتھ آتا ہے تو ایک عامل اگر اور میں دیکھتا ہوں کہ بعض عامل ایسے ہیں کہ ہر ہفتے پورا صفحہ اُن کا آتا ہے اس کا مطلب ہے مہینے میں چار لاکھ تو صرف اشتہاروں کے لئے وہ دے دیتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ لوگ اُس کے پاس جاتے ہیں اُسے پیسے دیتے ہیں اُس کے پاس اتنے پیسے ہیں کہ وہ مہینے میں چار لاکھ اشتہار کے لئے بھی دے دے تو کوئی فرق نہیں پڑتا اُسے۔

یہ جو لوگ بزنس مین ہیں اور اشتہار دیتے ہیں آپ بے شمار اشتہار ٹی۔وی پہ پڑھتے ہیں اشتہاروں کی بھی ایک ریشو ہوتی ہے اور ہر بزنس مین یہ چاہتا ہے کہ اُس کا جو نفع ہے اُس میں سے سو میں سے ایک روپیہ کوئی بہت زیادہ شہرت چاہتا ہے تو دو روپے۔ ایک فرم ہے لاہور کی۔ اشتہارات پر سو میں سے چار روپے خرچ کرنا شروع کر دیا۔ چار فیصد جو نفع تھا وہ اشتہارات پر لگا دیا تو حکیم سعید مرحوم اللہ اُن کی مغفرت فرمائے زندہ تھے تو وہ چیخ اٹھے کہ ہمدرد نے آج تک دو فیصد سے زیادہ کے

> جو لوگ اگلوں سے عبرت حاصل نہیں کرتے عذاب الٰہی سے عبرت حاصل نہیں کرتے مصیبتوں اور پریشانیوں سے عبرت حاصل نہیں کرتے فرمایا ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں ان کے دل اندھے ہو چکے ہیں

اشتہارات نہیں دیے اب ہمیں بھی چار فیصد خرچ کرنا پڑے گا اب یہ نفع سے ہوتا ہے چار فیصد۔ اب یہ چار لاکھ مہینے میں اشتہار پہ دیتا ہے اُس کی تجارت صرف یہ ہے کہ لوگوں سے کہتا ہے کہ اپنی حاجات کے لئے میرے پاس آؤ میں عمل کروں گا تو تمہاری ہر خواہش پوری ہو جائے گی اس کا مطلب ہے اُس کی آمدن اتنی ہے کہ مہینے میں چار لاکھ زیادہ سے زیادہ چار فیصد ہے اگر حساب نکالا جائے تو اس کا مطلب ہے ایک کروڑ روپیہ مہینے کی بچت ہے اُس کی۔ اب یہ ایک کروڑ روپیہ جو کسی عامل کو قوم دیتی ہے یہ ایک کروڑ روپیہ ہر مہینے علاقے کے غریبوں کو ملتا' غریب اور بے کس بچوں کی تعلیم پہ لگتا ہے بیماروں کے علاج پہ لگتا ہے۔ پیاسوں کو پانی پلانے پہ لگتا ہے تو کیا اللہ کریم اُن کی تکلیفیں دور نہیں کر سکتا تھا۔ جو پیسہ عملیات کے لئے اُن عاملوں کو دیتے ہیں وہ اللہ کے نام پر کسی غریب کی مدد کر دیں اللہ کے نام پر کسی بچے کو جس میں ٹیلنٹ ہے وہ پڑھ سکتا ہے کتنے اسے بچے ہیں جن میں ٹیلنٹ اتنا ہوتا ہے کہ وہ جرنیل بن سکتے ہیں اور کامیاب جرنیل بن سکتے ہیں لیکن ساری عمر بھیڑیں چراتے مر جاتے ہیں کتنے ایسے بچے ایسے ہوتے ہیں جو بہت بڑے سائنس دان بن سکتے ہیں لیکن وہ یہاں ہل چلاتے اور جانور چراتے مر جاتے ہیں کوئی انہیں سکول کا منہ نہیں دکھاتا۔ اور کتنے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے ہم نے اپنی زندگی میں' ہمارے یہاں ایک دیہاتی ہوا کرتا تھا ساری عمر چرواہا رہا بیچارا مر گیا تو سوت کی چارپائیاں بنی جاتی تھیں اور جس طرح قالین بنتے ہیں اور اُن میں گل بوٹے اور وہ چیزیں بناتے ہیں اُن میں بھی وہ انپڑھ بھی اُن میں وہ چارپائیوں میں بناتے تھے کالے اور سفید سوت سے مختلف گل بوٹے تو ہمیں اُس نے ایک چارپائی بنا کر دی تھی مجھے یاد ہے چھ انچ ٹکڑا اُس نے چھوڑ دیا پوری چارپائی بن کر چھ انچ ٹکڑا اُس نے چھوڑ دیا تھا کہ پچھلی بنائی کو دیکھ کر کوئی ان پھولوں کی نقل کر کے یہ چھ انچ پورا کر دے یہ اُس کا چیلنج

تھا اور نصف صدی تک وہ چارپائی ہمارے گھر پڑی رہی اور پھر اُس کی وہ لکڑ ختم ہوگئی پھول ختم ہوگئے ٹوٹ پھوٹ گئی لیکن کوئی بندہ اُس کے اس چیلنج کو قبول نہیں کر سکا کہ دیکھ کر بھی وہ چھانچ ویسی بنائی کر سکے۔ اب اگر ایسا کاریگر قالین بنتا تو کتنے قیمتی ہوتے۔ لیکن کوئی اُسے وہاں تک جانے بھی دیتا وہ تو یہاں مویشی چراتا مرگیا۔ اور یہ ایک نہیں ایسی کتنی مثالیں ہیں۔ یہاں یہ جنگلوں میں پھرنے والے بچے جو چرواہے ہیں یہ جنگل سے دو تین تیلیاں لے کر ایک چوکور سا پتھر اٹھا کر ایک کھڈا بنا کر وہ اس انداز سے انہی دو تین لکڑیوں کو جوڑ کر اُن پر پتھر ٹیک دیتے ہیں تو اُس میں دو چار دانے گرا دیتے ہیں اُس میں چرنے کے لئے کوئی تیتر گھستا ہے تو وہ لکڑیاں ہٹ جاتی ہیں اور پتھر اوپر گر جاتا ہے اور وہ بند ہو جاتے ہیں اور وہ جا کر پکڑ لیتے ہیں اور یہ عام سی بات ہے ہر بچہ جانتا ہے اسکا مطلب ہے ان میں شعور ہے عقل ہے ٹیلنٹ ہے کوئی انہیں سکھائے تو۔

ہمارے یہاں ایک مستری تھے اللہ پاک جنت نصیب کرے بہت نیک آدمی تھا بیچارا سرگودھا میں اور چھوٹی سی دھوتی اور پتلا سا کرتہ چھوٹی سی پگڑی لپٹی ہوئی موٹی موٹی عینکوں کا شیشہ پہنے ہوئے بالکل غریب اور عام آدمی تھا۔ لوہار تھا میری کئی ولایتی بندوقوں کے بٹ ٹوٹ گئے اُس نے بٹ بنا کر نالی کا لگا دیا کوئی سمجھ نہیں سکتا تھا یہ کینیڈا کا بنا ہوا ہے بندوق کے ساتھ کارخانے کا بنا ہوا ہے یا یہاں کا بنا ہوا ہے۔ اُس نے ایک بندوق بنائی جنرل ضیاء الحق کے لئے ڈبل بیرل اور گن میں یہ ہوتا ہے ڈبل بیرل ہو سنگل بیرل جب کارتوش چیمبر میں پھٹتا ہے تو ایک خاص موٹائی رکھی جاتی ہے چیمبر کی اور چیمبر اور کارتوس میں تقریباً تین سوتر

> **لوگوں کے شعور کا عالم یہ ہے اور اللہ سے دوری کا عالم یہ ہے کہ اب اپنے کاموں اور اپنی حاجات کے لئے بھی کوئی اللہ کے پاس نہیں آتا ہمارے اخبار عاملوں اور عملیات کرنے والوں کے اشتہارات سے بھرے ہوتے ہیں**

فاصلہ ہوتا ہے کہ جب وہ پھٹتا ہے تو تین سوتر فاصلہ ہوتا ہے۔ جس میں بارود دھماکہ کر کے آگے نکلتا ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ دنیا میں کسی بھی بندوق کا کارتیج فائر ہو اور کارتیج میں اور بیرل میں تھوڑا سا ڈسٹنس (Distance) نہ ہو۔ اُس نے ایک ڈبل بیرل گن بنائی تھی ضیاء الحق مرحوم کے لئے اور اُس کے کارتیج میں اور بیرل میں (Distance) نہیں تھا۔ اب یہ ممکن نہیں ہے کہ کارتیج اور بیرل میں ڈسٹنس نہ ہو تو بیرل پھٹے نہیں اُسے تو پھٹ جانا چاہئے چونکہ براہ راست بیرل دھماکہ برداشت نہیں کرتی وہ تھوڑا سا فاصلہ تین سوتر تقریباً فاصلہ رکھتے ہیں جس میں وہ آگ دھواں جو ہے وہ ایک دفعہ اُس پہ پریشر ڈال کے چونکہ بیرل پتلی ہوتی ہے بنسبت چیمبر کے چیمبر موٹا ہوتا ہے تو وہ چیمبر کا وہ خلا اُس دھماکے کو برداشت کرتا ہے پھر وہ بیرل میں جاتا ہے اُس نے وہ فاصلہ ختم کر دیا۔ صدر مملکت کو پیش کی انہوں نے واہ فیکٹری والوں کو دی کہ اسے ٹیسٹ کرو واہ فیکٹری والوں نے اُن کے پاس ایک شکنجہ سا ہوتا ہے اُس میں بندوق کس کے تو انہوں نے کہا اس میں کارتیج بھر کے تو کمرے سے باہر نکل جاؤ اور باہر سے دھاگا ٹریگر کو باندھ کر کھینچو یہ پھٹے گی اور مرو گے اُس نے کہا نہیں کارتوسوں کا پچیس کارتوسوں کا ڈبہ دو شکنجے سے نکالو بندوق میرے بیٹے کو دو اور یہ مسلسل پچیس کارتوس اس میں سے فائر کرے گا پچیس کارتوس فائر کر کے پھر اُس کے ایکسریز لئے گئے مختلف مشینوں سے گزارا گیا کہیں رائی برابر اُس میں بال نہیں آیا وہ اتنے حیران ہوئے کہ ضیاء الحق نے اُس وقت کے صدر امریکہ کو پیش کی اور اُسے بتایا کہ دیکھو اس بندوق میں یہ کمال ہے امریکن حیران ہو گئے امریکن کی ٹیم یہاں آئی اُسکے گاؤں میں گئی وہ سارا گاؤں بھی انہوں نے فلمایا اُس بندے کو ملے اُس سے پوچھتے رہے بتاؤ اس میں راز کیا ہے؟ اُس نے کہا یہ میں تمہیں بتا دوں تو میرے پلے کیا بچتا ہے؟ اگر یہ بات میں تمہیں بتا دوں تو میرے پلے کیا بچتا ہے؟ ہاں مجھے کارخانہ لگا دو میں بندوق بنا کے دیتا ہوں پاکستانی کوئی سیکھنا

چاہے تو میرے ساتھ لگاؤ میں اسے سکھاتا ہوں لیکن میں تمہیں نہیں بتاؤں گا کوئی جنرل صاحب نے منظور دیدی آگے سرخ فیتے میں وہ کارخانہ پھنس گیا کوئی اُس نے لڑتے بھڑتے ایک دو مشینیں لیں چند بارہ بور بندوقیں بنائیں۔اُس نے ایک کارتوس بنایا اور اُس کے لئے واقعی smokeless پوڈر ایجاد کیا آپ جتنے کارتوس فائر کر دیں بیرل کو دیکھیں ویسی چمک رہی ہے۔ بندوق میں دھواں نہیں تھا۔ میں نے اُس سے وہ کارتوس خریدے میں نے فائر کئے میں نے چلائے۔یعنی آپ جتنے کارتوس فائر کرتے ہیں فائر کر کے بیرل کو کھول کے دیکھیں چمک رہی ہے اُس میں دھواں ہے ہی نہیں میلی کس سے ہو۔ جنرل صاحب چلے گئے پھر وہ منظوری کی طاقت بھی ختم ہوگئی پھر آہستہ آہستہ محکموں نے اُسے تنگ کرنا شروع کر دیا پھر وہ بھی دنیا سے چلا گیا اب اُسکا بیٹا ہے کوئی چھینی ہتھوڑے سے اگارہتا ہے۔لیکن یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ٹیلنٹ دیا ہے کوئی انہیں پڑھنے کا تعلیم کا سیکھنے کا موقع نہیں دیتا۔

تو یہ جولوگ عملیات والوں کو کروڑوں دیتے ہیں ایسے بچوں پہ خرچ کر دیتے ان کو سکھاتے کسی کو پڑھاتے کسی غریب کی مدد کر دیتے کسی بیمار کا علاج کروا دیتے ایک شخص کو یہاں پھوڑا تھا جسے آجکل آپ کینسر کہتے ہیں اُس کے رخسار پہ تھا اور وہ ٹھیک نہیں ہوتا تھا وہ سفر کر کے مدینہ منورہ پہنچا روضہ اطہر پہ اُس نے دعا کی یارسول اللہ ﷺ میں اس سے بڑا تنگ ہوں یہ میرے چہرے کا گوشت کھاتا جارہا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی زیارت خواب میں ہوئی اُسے اور آپ ﷺ نے فرمایا کوئی تالاب بنوا دو یہ ٹھیک ہو جائے گا اُس نے پانی پینے کے لئے تالاب بنوا دیا۔انسان بھی پیتے تھے جانور بھی پیتے تھے اُس کا چہرہ ٹھیک ہو گیا۔یعنی مخلوق کی بھلائی میں فرد کی بھلائی ہے۔

> عقل سے بالاتر ایک شے ہے دل یا قلب جسے قرآن کہتا ہے کہ جو عقل کے روکے سے نہیں رُکتا اور جو وہ کہتا ہے عقل کو بھی اُس کی تعمیل کرنا پڑتی ہے خواہ عقل اُس بات کو پسند کرے یا نہ کرے۔

تو میرے بھائی یہ باتیں تو دل زندہ ہو تو سمجھ آتی ہیں اور ہمارے دانشور اور ہمارا مہذب معاشرہ جسے آپ کہتے ہیں یہ دل کی زندگی کے خلاف کیوں ہے؟ جبکہ جس کا دل زندہ ہو وہ تو بااخلاق باکردار پرامن شہری بن جاتا ہے شاید اس لئے کہ کہیں لوگوں کو ہوش نہ آجائے اور جسے ہم تہذیب کہتے ہیں اسے وہ پاگل پن نہ کہہ دیں۔ اللہ کریم ہمیں حیات قلبی نصیب فرمائے۔ ہمارے گناہوں سے درگزر فرمائے اور خاتمہ بالایمان نصیب فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ٥

☆......عبدالحکیم سے سپیشل کلاس کے ساتھی حاجی محمد فاروق صاحب کی والدہ ماجدہ وفات پا گئی ہیں۔

☆......امیر حسین شاہ صاحب (ایبٹ آباد) کے والد گرامی انتقال کر گئے ہیں۔

☆......صغیر حسین شاہ صاحب (ایبٹ آباد) کی والدہ ماجدہ وفات پا گئی ہیں۔

☆.. معصوم شاہ صاحب (ایبٹ آباد) وفات پا گئے ہیں۔

☆......دلاور شاہ صاحب (ایبٹ آباد) کی تائی جان وفات پا گئی ہیں۔

☆......ہیڈ ماسٹر عطاء اللہ برنالہ بھمبر آزاد کشمیر وفات پا گئے ہیں۔

☆......اٹک میں جماعت کے پرانے ساتھی حاجی محمد اسحاق صاحب رضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں۔

☆......اٹک جماعت کے نائب صدر حاجی محمد یونس صاحب کے بھائی خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔

☆......"ملک پور" فیصل آباد سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی تنویر احمد صاحب کے والد گرامی انتقال فرما گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائیں۔آمین' ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

"تصحیح"

فیصل آباد میں سلسلہ عالیہ کے ساتھی لالہ عبدالمجید وفات پا گئے ہیں۔گذشتہ شمارے میں لالہ عبدالمجید کی بجائے لالہ عبدالحمید لکھا گیا تھا۔ نام کی اس غلطی پر ادارہ معذرت خواہ ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

کیا ہم آزاد ہیں...........؟

☆ تحریر۔ ضمیر حیدر ☆

خوش فہمی ہے' خود فریبی یا لاعلمی .... بد ترین غلامانہ نظام کے آہنی شکنجے میں جکڑے 14 کروڑ پاکستانی مسلمان جشن آزادی کیوں مناتے ہیں؟ ہم ناآشنا سہی مگر زیارت کے پرفضا مقام پر' سرکاری ریسٹ ہاؤس کی قید تنہائی میں' غیر معمولی فراست کا حامل وہ زیرک اور دیانتدار سیاستدان خوب جانتا تھا کہ ہم ابھی آزاد نہیں ہیں؟ تبھی تو بے قرار تھا...... فکر مند' مضطرب اور بے چین۔ وہ خوب آگاہ تھا کہ آزادی جغرافیائی حدود کی علیحدگی کے بعد دیواریں کھڑی کرنے اور دشمنی پالنے کا نام نہیں' ہماری منزل ایک اسلامی فلاحی معاشرے کا قیام ہے۔ مادر ملت فرماتی ہیں ''شدید نقاہت کے باوجود جب کبھی لب کھلتے' میں کانوں کو منہ کے قریب لے جاتی' ''آئین اور دستور کی بات کرتے تھے''۔ ویران سڑک پر' مکھیوں کی بھنبھناہٹ میں دم توڑتا' وہ دلیری اور اعتماد کا پیکر موت سے گریزاں کیوں تھا......؟ اس لئے کہ اسلام کے نام پر قوم سے کئے گئے وعدوں کا پاس تھا' سماعت سے ابھی مسلمانوں کے پرجوش نعرے ٹکرا رہے تھے' وہ ''پاکستان کے مطلب کا'' مفہوم آشنا تھا اور درویش لاہوریؒ کے خوابوں کا امانت دار بھی ...... تبھی تو جینا چاہتا تھا' اپنے لئے نہیں' قوم کو منزل پر پہنچانے کے لئے۔ ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ قائد کے ساتھ ہی ہم نے قائد کا خواب بھی دفن کر دیا ...... راستے سے بھٹک گئے اور منزل کا نشان گم کر بیٹھے۔

ظلم کے شکنجے میں جکڑی اور مسائل کی دلدل میں دھنسی' ایک باصلاحیت اور غیور قوم کا اصل المیہ یہ ہے کہ قائد اعظمؒ کی وفات کے بعد پھر کوئی قائد اعظم ثانی نہ مل سکا۔ سیاستدانوں کی صفوں میں بہت سے نیک نام اور قابل ترین لوگ تھے' ہیں اور رہیں گے مگر قائد اعظم ثانی بن جانا ناممکن کیوں ہے ......؟ اس لئے کہ قائد اعظمؒ کی اصل خوبی کو نظر انداز کیا گیا ہے' ہم نے قائد اعظم کی قابلیت' لیاقت اور دیانت کے گن تو گائے مگر اس حقیقت کو یکسر نظر انداز کر دیا کہ قابلیت' لیاقت' دیانت' ذہانت' استقامت اور دیگر بے شمار خوبیوں کے باوجود محمد علی جناحؒ ہندوستان کے حالات اور مسلمانوں کے رویہ سے مایوس ہو کر لندن میں مستقل سکونت اختیار کر چکے تھے ...... کیا جادو ہوا کہ اتنا دل برداشتہ اور مایوس شخص جب لندن سے واپس لوٹا تو دل یقین سے لبریز تھا اور آنکھوں میں امید کے چراغ روشن تھے۔ ایک مرد قلندر نے اُس حقیقت پسند شخص پر پورے دلائل کے ساتھ' روز روشن کی طرح واضح کر دیا تھا کہ ''اسلام کے نظام کو اپنا لینے میں اس قوم کی نجات کا راز مضمر ہے''۔ یہی وہ نکتہ تھا جس کے ادراک نے انہیں جذبہ' لگن' خلوص اور استقامت سے سرفراز کر کے' محمد علی جناح سے قائد اور قائد سے قائد اعظم بنا دیا۔

آزادی کا جشن مناتے' خوش فہم ہم وطنو! ہم آزاد نہیں ہیں ...... اس ظالمانہ نظام سے آزادی ضروری ہے مگر اس کے لئے قائد بہت ہی ضروری ہے بلا سے وہ پینٹ کوٹ میں ہو' شیروانی پہن رکھی ہو یا فوجی وردی سجائی ہو' اصل بات یہ ہے کہ اُس کا اسلام کی حقانیت پر پختہ ایمان ہو' وہ اسلام کو ہر دور کے لئے قابل عمل سمجھتا ہو' اعتماد و یقین کے ساتھ ساتھ بصیرت کی دولت سے مالا مال بھی ہو تا کہ جدید دور کے تقاضوں اور زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے' کفر کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر دلائل اور حقائق کے ساتھ یہ ثابت کر سکے کہ انسانیت کی فلاح و بقاء کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کا عطا کردہ نظام ضروری ہی نہیں' ناگزیر بھی ہے۔ یہ کہہ دینا نادانی ہوگی کہ ایسا قائد اس دور میں نہیں ملے گا کیونکہ اگر ایسے لوگوں سے اللہ کی زمین خالی ہو چکی تو دنیا مٹ کیوں نہیں جاتی......؟ قیامت آ کیوں نہیں جاتی......؟ کائنات کا وجود گواہ ہے کہ ایسے لوگ ابھی باقی ہیں البتہ ہماری تلاش اور جستجو میں خلوص شامل نہیں رہا۔

اے کاش! معاشی خوشحالی کے نعرے لگاتے' نئے آنے والے معاشی امور کے ماہر وزیراعظم' مفکر اسلام کے ان الفاظ پر غور فرمانے کی زحمت گوارا کر لیں جو انہوں نے 28 مئی 1937ء کو محمد علی جناح کے نام لکھے گئے خط میں تحریر فرمائے تھے کہ ''اسلامی قانون کے طویل و عمیق مطالعے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر اس نظام قانون کو اچھی طرح سمجھ کر نافذ کر دیا جائے تو ہر شخص کا کم از کم حق معاش محفوظ ہو جاتا ہے۔''

لہراتے جھنڈوں اور جگمگاتے قمقموں تلے' حقائق سے آنکھیں چار کر کے۔ آؤ! آج خود سے صرف ایک سوال کریں کہ کیا ہم آزاد ہیں......؟

بشکریہ روزنامہ ''ڈیلی یارن' فیصل آباد